بحیرۂ روم
بلقاء
اردن
وادی سرحان
القدس
بحیرہ مردار
مُوتہ
صحرائے نفود
قلزم
بتراء (پٹرا)
دُومۃ الجندل
کلب بن وبرہ
عقبہ
ایلہ
ذات اطلاع
سیناء
عذرہ
اسدطے
تبوک
حسمی
تیماء
تمیم
أُم رزوق
موَیلح
ضبا
ذات السلاسل
فدک
(قطن) فید
میفعہ
وادی القریٰ
الوجہ
خضرہ
نجد
الخبط
ذو خشب
الطَّرف
غابہ
جموم
(یمامہ کی طرف)
بطن نخل
مصر
رضوی
ذوالقصہ
بئر معونہ
بکرات
اضم
ینبع
ودّان
السّی
بنوسلیم
عیص
قدید
قَرقَرہ
عیص
ذات عرق
رابغ
کدید
خرار
عضل
اور
قارہ
عسفان
بطن نخلہ
عُرَنہ
صحرائے نوبیہ
مکہ
رجیع
جدہ
ہوازن
تُربہ
خثعم
طائف
سودان
بیشہ
عسیر
نجران
صعدہ
ہمدان
یمن
صنعاء
سریہ عبداللہ بن جحش
(بطن نخلہ) (رجب ۲ھ)
﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ "پوچھتے ہیں آپ سے حرمت والے مہینے کی بابت' لڑائی کرنے سے اس میں؟ کہہ دیجیے! لڑائی کرنا اس میں بہت بڑا (گناہ) ہے' اور روکنا اللہ کے راستے سے' اور کفر کرنا اس کے ساتھ اور (روکنا) مسجد حرام سے اور نکالنا اس کے رہنے والوں کو اس سے' بہت بڑا (گناہ) ہے نزدیک اللہ کے۔" (البقرہ: 217/2)

اضافی توضیحات وتشریحات

حضرت عبداللہ بن جحش

عبداللہ بن جحش بن ریاب ابومحمد الاسدی' کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی اُمیمہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے دارارقم میں داخل ہونے سے قبل آپ نے اسلام قبول کیا' ہجرت کی اور عاصم بن ثابت بن افلح کے گھر ٹھہرے.. .. آپ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوۂ احد میں ان کا ایمان افروز قصہ یوں ہے:

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: احد کے دن حضرت عبداللہ بن جحش نے مجھ سے کہا: آؤ دعا نہ کرلیں؟ دونوں ایک طرف ہوئے' پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: ''اے اللہ! کل جب میری ملاقات کسی دشمن سے ہو تو وہ بہادر اور سخت غصے والا ہو' میں اسے تیری خاطر قتل کر کے اس کا سامان لے لوں۔'' حضرت عبداللہ نے آمین کہا۔ پھر حضرت عبداللہ نے دعا کی: ''اے اللہ! کل میری ملاقات بہادر اور سخت غصے والے جوان سے ہو۔ تیری خاطر میں اس سے لڑوں وہ مجھ سے لڑے۔ پھر وہ مجھے قتل کر کے میری ناک اور کان کاٹ دے۔ میں جب تیرے حضور پیش ہوں تو تو مجھ سے پوچھے: اے عبداللہ! تیری ناک اور کان کیوں کاٹے گئے؟ میں کہوں: اے اللہ! تیرے اور تیرے رسول کی خاطر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے سچ کہا۔''

غزوہ احد کے شہداء کی جب تدفین ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ماموں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں دفنایا گیا۔

بطنِ نخله : مکہ سے طائف کے راستے میں ایک جگہ کا نام ہے۔ ''لیلۃ الجن'' والا واقعہ بھی اسی کے بارے میں ہے۔ ابن ولاّد کہتے ہیں: یہ دو وادیاں ہیں: (1) نخلہ شامیہ (2) نخلہ یمامہ۔ بطن مرّ کے پاس یہ دونوں وادیاں جمع ہوجاتی ہیں۔ (معجم ما استعجم: 1304/4)

سریه بطن نخلة : رجب 2 ہجری موافق جنوری 624ء میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ کو بارہ مہاجرین کے ہمراہ مکہ اور طائف کے درمیان مقام ''نخلہ'' کی طرف روانہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک خط دیا اور فرمایا کہ وہ اسے دو دن کے سفر کے بعد کھولے' چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دو دن سفر کرتے رہے۔ دوسرے دن کے بعد جب خط کھولا تو اس میں درج تھا: ''جب تو میرا یہ خط پڑھے تو سفر جاری رکھنا یہاں تک کہ وادی نخلہ پہنچ جائے جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے' وہاں قریش کے قافلے کی گھات میں لگ جانا اور ان کی خبریں ہمیں پہنچانا'' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو مطلع کیا۔ جب بطن نخلہ پہنچے تو قریش کا قافلہ گزرا' جس کے پاس زبیب (خشک میوہ)' چمڑا اور تجارت کا دیگر سامان تھا۔ اس قافلے میں عمرو بن الحضرمی' عثمان اور نوفل (یہ دونوں عبداللہ بن المغیرہ کے بیٹے تھے) اور حکم بن کیسان تھے جو بنو مغیرہ کے غلام تھے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ آج رجب کی آخری تاریخ ہے' جو

حرمت والا مہینہ ہے' اگر ہم ان سے لڑائی کریں تو بیشک حرمت کی پامالی کا ڈر ہے۔ اگر ان کو آج رات چھوڑ دیتے ہیں تو وہ حدودِ حرم میں داخل ہو جائیں گے' لہٰذا انہوں نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ عمرو بن الحضرمی کو قتل کر دیا اور عثمان اور حکم کو قیدی بنا کر ساتھ لیا اور قافلے کو ہانک کر مدینہ لے آئے جبکہ نوفل مکہ بھاگ گیا۔ اس حرکت پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے' چنانچہ قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا اور مقتول کا خون بہا (دیت) ادا کر دیا۔ (الرحیق المختوم: 180' 181)

طبقات ابن سعد کے مطابق سرایا کی تفصیل

نمبر شمار	لشکر کا قائد	تاریخ	جگہ	مسلمان	مشرکین
1	حمزہ بن عبدالمطلب	رمضان 1ھ	ساحل بحر احمر	30 مہاجر	30 آدمی
2	عُبیدہ بن حارث بن مطلب	شوال 1ھ	بطن رابغ	60 مہاجر	200 آدمی
3	سعد بن ابی وقاص	ذوالقعدہ 1ھ	غدیر خم کے قریب خرار	20 مہاجر	قافلۂ قریش
4	عبداللہ بن جحش اسدی	رجب 2ھ	وادئ نخلہ	12 مہاجر	قافلۂ قریش
5	عمیر بن عدی بن خرشہ خطمی	رمضان 2ھ	مدینہ منورہ	اکیلے عمیر	عصماء بنت مروان
6	سالم بن عمیر عَمری	شوال 2ھ		اکیلے سالم	ابوعفک یہودی
7	محمد بن مسلمہ اور ابو نائلہ	ربیع الاول 3ھ	مدینہ کے مضافات	5 مسلمان	کعب بن اشرف
8	زید بن حارثہ	جمادی الآخر 3ھ	قردۂ نجد	100 سوار	قافلۂ صفوان
9	ابو سلمہ مخزومی	محرم 3ھ	قَطَن	150 آدمی	بنو اسد
10	عبداللہ بن اُنیس	محرم 3ھ	عُرَنَہ	صرف عبداللہ	سفیان بن خالد ہذلی
11	منذر بن عمر وساعدی	صفر 3ھ	بئر معونہ	70 انصار	بنو سلیم
12	مرثد بن ابی مرثد غنوی	صفر 3ھ	رجیع	10 آدمی	قارہ اور عضل
13	محمد بن مسلمہ	10 محرم 3ھ	قُرطَاء	30 سوار	بنو بکر
14	عکاشہ بن محصن اسدی	ربیع الاول 6ھ	غمرُ (بنو اسد)	40 آدمی	
15	محمد بن مسلمہ	ربیع الآخر 6ھ	بنو ثعلبہ	10 آدمی	بنو ثعلبہ
16	ابو عبیدہ بن جراح	ربیع الآخر 6ھ	ذوالقصہ	40 آدمی	بنو محارب
17	زید بن حارثہ	ربیع الآخر 6ھ	جموم	کئی صحابہ	بنو سلیم
18	زید بن حارثہ	جمادی الاولیٰ 6ھ	عَیص	170 سوار	ساحل بحر
19	زید بن حارثہ	جمادی الآخر 6ھ	طَرَف	15 آدمی	بنو ثعلبہ

نمبر شمار	لشکر کا قائد	تاریخ	جگہ	مسلمان	مشرکین
20	زید بن حارثہ	جمادی الآخر 6ھ	حِسمٰی	500 آدمی	بنو جذام
21	زید بن حارثہ	رجب 6ھ	وادئ قریٰ	کئی صحابہ	وادئ قریٰ کے یہودی
22	عبدالرحمن بن عوف	شعبان 6ھ	دُومۃ الجندل	کئی صحابہ	بنو کلب
23	علی بن ابی طالب	شعبان 6ھ	فدک	100 آدمی	بنو سعد
24	زید بن حارثہ	رمضان 6ھ	وادئ قریٰ	کئی صحابہ	فزارہ
25	عبداللہ بن عتیک	رمضان 6ھ	خیبر	5 آدمی	ابو رافع نضری
26	عبداللہ بن رواحہ	شوال 6ھ	خیبر	30 آدمی	اُسَیر بن زارم
27	کرز بن جابر فھری	شوال 6ھ	عرینہ	20 سوار	عرینہ
28	عمرو بن امیہ ضمری	6ھ	مکہ	2 آدمی	ابوسفیان
29	عمر بن خطاب	شعبان 7ھ	تُربَہ	30 آدمی	ہوازن
30	ابو بکر الصدیق	شعبان 7ھ	نجد(**ضرية**)		بنو کلاب
31	بشیر بن سعد انصاری	شعبان 7ھ	فدک	30 آدمی	بنو مُرّہ
32	غالب بن عبداللہ لیثی	رمضان 7ھ	مَیفعَہ (بطن نخل)	130 آدمی	بنو عوال اور بنو عبد بن ثعلبہ
33	بشیر بن سعد انصاری	شوال 7ھ	یمن و جبار	300 آدمی	بنو غطفان
34	ابن ابی العوجاء سُلمی	ذوالحجہ 7ھ	بنو سلیم	50 آدمی	بنو سلیم
35	غالب بن عبداللہ لیثی	صفر 8ھ	کُدید	200 آدمی	بنو ملوح
36	غالب بن عبداللہ لیثی	صفر 8ھ	فدک	200 آدمی	بنو مُرّہ
37	شجاع بن وھب اسدی	ربیع الاول 8ھ	سِیّ	24 آدمی	ہوازن
38	کعب بن عمیر غفاری	ربیع الاول 8ھ	ذات اَطلاح	15 آدمی	شامی علاقے کے مشرک
39	زیدبن حارثہ' جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ	جمادی الاولیٰ 8ھ	بلقاء	3000 آدمی	ایک لاکھ رومی
40	عمرو بن عاص	جمادی الآخر 8ھ	ذات السلاسل	300 آدمی اور 30 سوار	قضاعہ
41	ابو عبیدہ بن جراح	رجب 8ھ	قَبَلِیّہ	300 آدمی	جہینہ

نمبر شمار	لشکر کا قائد	تاریخ	جگہ	مسلمان	مشرکین
42	ابو قتادہ بن ربعي انصاری	شعبان 8ھ	خضِرہ	15 آدمی	غطفان
43	ابو قتادہ بن ربعي انصاری	رمضان 8ھ	بطنِ اضم	8 آدمی	فتح مکہ سے قبل دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے
44	خالد بن ولید	رمضان 8ھ	نخلہ	30 سوار	عزّیٰ بت گرانے کیلئے
45	عمرو بن عاص	رمضان 8ھ	سواع بت کی طرف	کئی صحابہ	بنو ہذیل
46	سعد بن زید اشھلی	رمضان 8ھ	مُشَلَّل	20 سوار	منات بت گرانے کیلئے
47	خالد بن ولید	شوال 8ھ	مکہ کے جنوب میں	350 آدمی	بنوجذیمہ
48	طفیل بن عمرو دوسی	شوال 8ھ	ذوالکفین بت گرانے کے لیے		
49	عُیَیْنَہ بن حِصن فزاری	محرم 9ھ	بنو تمیم	50 آدمی	بنوتمیم
50	قطبہ بن عامر بن حدیدہ	صفر 9ھ	تبالہ	20 آدمی	بنوخثعم
51	ضحاک کلابی	ربیع الاول 9ھ	زجّ لاوہ	کئی صحابہ	بنوکلاب
52	علقمہ بن مجزز مدلجی	ربیع الآخر 9ھ	جدّہ	300 آدمی	حبشی جماعت
53	علی بن ابی طالب	ربیع الآخر 9ھ	فُلس کی طرف جو قبیلہ طی کا بت تھا	100 آدمی 50 سوار	بنوطی
54	عکاشہ بن محصن اسدی	ربیع الآخر 9ھ	عذرہ اور بَلِیّ کا علاقہ	کئی صحابہ	جناب
55	خالد بن ولید	ربیع الاول 10ھ	نجران	کئی صحابہ	بنوعبدالمدان
56	علی بن ابی طالب	رمضان 10ھ	یمن	300 سوار	مذحج

❀ طبقات ابن سعد: 2/5...170

بدر کبریٰ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ ۙ

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں تمہاری مدد فرمائی جب تم کمزور تھے۔ سو تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن سکو۔ جب آپ مومنوں سے کہہ رہے تھے: ''کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب کریم تین ہزار نازل شدہ فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے؟ کیوں نہیں! بلکہ اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر کافر فوری طور پر تم پر حملہ آور ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ پانچ ہزار مقرر شدہ فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مدد کو تمہارے لیے خوشخبری بنا دیا تاکہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں۔ یاد رکھو! مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ وہی غالب خوب حکمت والا ہے۔'' (آل عمران:3/123...126)

جب مسلمان مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے تو قریش نے مسلمان مہاجرین کی املاک ضبط کر لیں۔ اب قریش کو اپنے تجارتی قافلوں کے بارے میں مسلمانوں کی طرف سے تشویش تھی کیونکہ مسلمانوں کی قوت مدینہ منورہ میں مجتمع ہو چکی تھی۔ مسلمانوں نے بھی تجارتی قافلوں کو روکنے کا ذہن بنایا۔ اس کے نتیجے میں 17 رمضان 2 ہجری 13 مارچ 624ء کو بدر کے میدان میں عظیم معرکہ برپا ہوا۔ کیونکہ مسلمانوں نے قریش کا اقتصادی اور معاشی محاصرہ شروع کرتے ہوئے قریش کے ایک تجارتی قافلے کو روکنے کی کوشش کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں تمہاری مدد فرمائی جب تم کمزور تھے۔ سو تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن سکو۔'' (آل عمران:3/123)

اس وقت مسلمان مالی طور پر اور جنگی تیاری و تربیت کے لحاظ سے کمزور تھے۔ بدر میں مسلمانوں کی فتح کے اہم نتائج یہ ہوئے:

(۱) مسلمانوں کے رعب و دبدبے میں اضافہ ہو گیا کیونکہ تمام جزیرۂ عرب میں ان کی فتح کی دھوم مچ گئی۔

(۲) بت پرست قریشیوں کا تکبر اور غرور یہ صدمہ برداشت نہ کر سکا اور منہ کے بل زمین پر آ رہا۔

(۳) یہودیوں کا حسد چھپ نہ سکا۔ انہوں نے علانیہ مخالفت شروع کردی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ

''ان کی زبانوں سے بغض ظاہر ہو چکا ہے جب کہ دلوں میں چھپی دشمنی اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔''

(آل عمران:118/3)

نتیجہ یہ ہوا کہ بنو قینقاع کو مدینہ منورہ سے جلاوطن ہونا پڑا۔ کیونکہ انہوں نے علانیہ دشمنی شروع کردی تھی اور مسلمانوں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے توڑ ڈالے تھے۔

غزوہ بدر الکبریٰ
(یوم الفرقان، یوم التقی الجمعان)
17 رمضان 2ھ، 13 مارچ 624ء
﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ﴾ "بلاشبہ اللہ پسند کرتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں صف بستہ گویا کہ وہ ایک عمارت ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔" (الصف: 4/61)
﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ "اور البتہ تحقیق مدد کی تمہاری اللہ نے بدر میں جب کہ تم کمزور تھے پس ڈرو تم اللہ سے تاکہ تم شکر کرو۔" (آل عمران: 123/3)
کھجوروں کے باغ
مسلمانوں کا پڑاؤ
اَلْعُدْوَةُ الدُّنْيَا
(قریب والا کنارہ)
مدینہ منورہ کا راستہ
صفوں کی ترتیب
تیغ زن
نیزہ باز
تیر انداز
بدر کا کنواں
زبیر بن عوام کا گھوڑا
مقداد بن عمرو کا گھوڑا
عبیدہ
علی
حمزہ
جنگ مبارزت
ولید
شیبہ
عتبہ
مسلمان مشرکین کے تعاقب میں
مشرکین کی صفیں بکھر گئیں
اَلْعُدْوَةُ الْقُصْوٰى
(دور والا کنارہ)
مکہ مکرمہ کا راستہ
مشرکین کا لشکر 950 افراد
مشرکین کے لشکر کے دھاوے
اور فرار کا راستہ
مدینہ منورہ
حجاز
ابواء
بدر
الجُحفہ
رابغ
بحیرۂ احمر
50
100
150
کلومیٹر
مقام بدر

اذرح
معان
مؤتہ کی طرف
عقبہ
ایلہ
دومۃ الجندل
صحرائے نفود
سیناء
تبوک
مدین
تیماء
مویلح
ضبا
مدائن صالح (حجر)
العُلاء
الوجہ
ذات الرقاع
ذی امر
نجد
فدک
خیبر
بحیرہ قلزم (احمر)
حجاز
وادی القریٰ
مصر
ذو قرد
اُحد
بنولحیان
بواط
عُشیرہ
مدینہ منورہ
ینبع
بنوقریظہ
بدر
حمراء الاسد
سویق
بنوسُلیم
صحرائے نوبیہ
ودان
بحران
رابغ
نجد
حدیبیہ
جدہ
مکہ مکرمہ
حنین
طائف
100
200
300
400
بدرالکبریٰ
(۱۷ رمضان ۲ھ)
اور رسول اللہ ﷺ کے دیگر غزوات
﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ...﴾
"اور البتہ تحقیق مدد کی تمہاری اللہ نے بدر میں۔"
(آل عمران:123/3)

بدر کا چشمہ اور مسجد عریش

اضافی توضیحات وتشریحات

غزوۂ بدر الکبریٰ

بدر: یہ مدینہ منورہ سے جنوب مغرب میں 155 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اسے ہر طرف سے بلند پہاڑوں نے گھیر رکھا ہے۔اس میں کئی کنویں اور باغات تھے جہاں قافلے عموماً پڑاؤ ڈالتے تھے۔اس میں آمدورفت کے تین راستے ہیں۔ ایک جنوب میں ہے جسے (اَلْعُدْوَةُ الْقُصْوٰی) ''دور کا ناکہ'' کہا جاتا ہے' دوسرا شمال میں ہے' جو (اَلْعُدْوَةُ الدُّنْیَا) ''قریب کا ناکہ'' کہلاتا ہے' تیسرا شمالی راستے کے قریب ہی مشرق میں ہے' اسی سے اہل مدینہ آتے جاتے ہیں۔مکہ سے شام آنے جانے والے قافلوں کا کاروانی راستہ اسی احاطے کے اندر سے گزرتا تھا' لہٰذا یہ بات آسانی سے کہی جا سکتی تھی کہ اس احاطے میں قریش کے قافلے اترنے کے بعد مسلمان تینوں راستوں کو بند کر دیں گے اور قافلہ اپنے آپ کو ان کے حوالے کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

غزوۂ بدر: رمضان المبارک سن دو ہجری میں رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ شام سے لوٹ رہا ہے۔اس کی خبر لینے کے لیے آپ ﷺ نے دو آدمی مقامِ ''حَوراء'' تک بھیجے تھے۔یہ وہی قافلہ تھا جس کے تعاقب میں تین ماہ قبل آپ ﷺ ''ذو العُشیرة'' تک گئے تھے مگر وہ بچ کر نکل گیا تھا۔اب آپ ﷺ نے اس کی واپسی کی اطلاع پاتے ہی صحابہ کرام کو نکلنے کی دعوت دی' چنانچہ 313، 314 یا 317 صحابہ آپ ﷺ کے ساتھ تیار ہوئے۔آپ ﷺ نے مدینہ میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور صحابہ کو ساتھ لے کر مدینے سے مکہ کے قدیم راستے پر چلے۔آپ ﷺ وادی عقیق پہنچے۔پھر ''ذو الحُلَیْفَة'' سے ہو کر ''ذات الجَیْش'' آئے' وہاں سے آپ ''تُربان'' ''ملل'' ''غمیسُ الحمام'' اور ''السَّیَّاله'' سے ہوتے ہوئے ''فَجُّ الرَّوحَاء'' پہنچے۔پھر آپ نے ''شنوكه'' اور ''عِرق الظَّبیَه'' سے گزرتے ہوئے ''سجسج'' پہنچ کر پڑاؤ ڈالا' اس گاؤں کو ''الروحاء'' بھی کہتے ہیں۔یہاں آپ نے ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی جگہ روانہ کیا۔یہاں سے کوچ کر کے آپ ''المنصرف'' پہنچے اور مکہ کے راستے کو بائیں جانب چھوڑ کر ''النَّازیة'' کے راستے پر چلنے لگے۔وادی ''رُحْقان'' سے گزر کر جب ''الصَّفراء'' کے قریب پہنچے تو بنو ساعدہ کے حلیف بَسْبَسُ بن الجُهَنی اور بنو النّجّار کے حلیف عدی بن ابی الزغباء الجهنی کو بدر روانہ کیا تاکہ وہ آپ ﷺ کو ابوسفیان اور قافلے کی خبریں پہنچائیں۔

''الصفراء'' کی طرف چلتے ہوئے' جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک گاؤں ہے' آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت کیے' تو ایک کا نام ''مُسلِح'' اور دوسرے کا نام ''مُخری'' بتایا گیا' آپ نے ان کے باسیوں کے متعلق سوال کیا تو لوگوں نے جواب دیا کہ بنو غفار کے دو قبیلے ''بنو نار'' اور ''بنو حراق'' یہاں آباد ہیں۔آپ ﷺ نے ان کے ناموں سے فال پکڑتے ہوئے (کہ کہیں ان کا وبال ہم پر نازل نہ ہو جائے) کترا کر گزرنے میں عافیت سمجھی۔''صفراء'' کی

دائیں جانب سے گزر کر جب "ذفـــران" کے قریب پڑاؤ ڈالا تو آپ ﷺ کو خبر ملی کہ قریش مکہ اپنے تجارتی قافلے کی حفاظت کے لیے نکلے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو قریش مکہ کے عزائم سے آگاہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بہت اچھی بات کہی، پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بہت اچھی بات کہی، پھر حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، انہوں نے کہا: "اے اللہ کے رسول! آپ اللہ کی رائے (حکم) کے مطابق چلتے رہیے ہم آپ کو بنی اسرائیل کی طرح جواب نہیں دیں گے، جیسے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا تھا: ﴿ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴾ (المائدہ: ۵/ ۲۴) لیکن ہم یہ کہتے ہیں: آپ اپنے رب کے حکم سے لڑیں، ہم بھی آپ کے ساتھ لڑیں گے۔ اللہ کی قسم! آپ ہمیں "برک الغماد" تک لے کر جائیں، ہم آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہیں......"

پھر آپ ﷺ نے "ذفران" سے کوچ کیا تو "ثنایا" (اصافر) کے راستے پر چلے۔ اس کے بعد ایک جگہ اترے جسے "الدَّبَّة" کہتے ہیں۔ پھر "حَنّان" کو اپنی دائیں جانب چھوڑ دیا، جو ریت کا ایک بہت بڑا ٹیلہ بلکہ پہاڑ ہے۔ آخر کار رسول اللہ ﷺ نے "بدر" کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ مندرجہ بالا مقامات کی مختصر تفصیل ملاحظہ کیجیے:

(1) عقیق: یہ مدینہ میں ایک وادی کا نام ہے، اس کا نام عقیق اس لیے ہے کہ یہ "حرہ" یعنی آتش فشانی پتھریلے علاقے سے کٹی ہوئی ہے، کیونکہ عَقّ کا معنی ہے "کاٹنا"۔ عقیق نامی دو وادیاں ہیں: عقیق اکبر اور عقیق اصغر۔ العقیق کو وادی مبارک بھی کہا گیا ہے جیسا کہ حج کی احادیث میں آتا ہے۔ یہ مدینہ سے مکہ کے راستہ پر مدینہ کے مغرب میں واقع ہے۔

(2) ذُوالحُلَیفَہ: یہ ایک کنواں ہے جو بنی جُشم اور بنی خفاجہ کے درمیان واقع ہے۔ رسول ﷺ جب حج یا عمرہ کے لیے مدینہ سے نکلتے تو اس جگہ اترتے۔ حج کی حدیث میں اس جگہ کو میقات مقرر کیا گیا ہے۔ مسجد نبوی سے فاصلہ تقریباً دس گیارہ کلومیٹر ہے۔

(3) ذَاتُ الجَیُش: یہ ایک وادی ہے جو ذوالحلیفہ اور بُرثان کے درمیان واقع ہے "ذات الجیش" کو اولات الجیش" بھی کہا گیا ہے۔ یہ ذوالحلیفہ سے سوا تین کلومیٹر دور ہے جبکہ مدینہ سے تقریباً تیرہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(4) تُربَان: ذات الجیش اور ملل کے درمیان ایک وادی ہے جس میں بہت زیادہ پانی ہوتا ہے۔ یہ مدینہ سے 29 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

(5) مَلَل: یہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے 45 کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔ یہ مدینہ سے مکہ کے راستے سے بائیں جانب ہے۔ یہاں کنویں بکثرت پائے جاتے ہیں جن کی تعداد چھ تک بیان کی جاتی ہے۔ ملل سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر پتھروں کو اندر سے کھود کر بڑے بڑے حوض بنائے گئے ہیں (جن میں بارشوں کا پانی جمع رہتا ہے۔)

(6) غَمِیسُ الحَمَام: حمام عربی میں کبوتر کو کہتے ہیں اور اسی کی طرف یہ منسوب ہے۔ یہ ملل اور "صخیرات" کے درمیان واقع ہے۔

(7) صُخَیرَاتُ الیَمَام: یہ "السَّیَالة" اور "فرش" کے درمیان واقع ہے۔ اس کو "صُخَیرَات الثُّمَام" بھی کہتے

ہیں۔ ثمام یا ثمامہ یہ ایک نرم سی گھاس ہے جو تکیے بھرنے کے کام آتی ہے۔

(8) السَّیَّالة: مدینہ منورہ سے تقریباً 46 کلومیٹر دور ہے۔ یہ ایک بڑی بستی ہے۔ یہاں بہت سے کنویں ہیں جن میں ایک "بئر الرشید" نامی کنواں سب سے بڑا ہے۔ مدینہ سے مکہ جانے والوں کے پہلے پڑاؤ کا یہی مقام ہے۔

(9) فجُّ الرَّوحاء: اکثر کی رائے کے مطابق "الروحاء" راحت وآرام سے ماخوذ ہے۔ اس علاقے میں "مُزَینہ" آباد تھے۔ مدینہ سے دوراتوں یعنی 65 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وادی کے متعلق فرمایا ہے: ﴿وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ، حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا﴾ (صحيح مسلم، الحج، باب إهلال النبي ﷺ وهديه، حديث: ١٢٥٢) "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابن مریم (علیہ السلام) فج الرَّوحاء سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔" یعنی حج قران کریں گے۔

(10) شَنُوكة: "العُذَيبة" اور "الجار" جو ساحل سمندر ہے، کے درمیان واقع ہے "الجار" سے تقریباً 25 کلومیٹر اور ینبع سے تقریباً 50 کلومیٹر دور ہے۔

(11) عِرقُ الظُّبْيَةِ: "علامہ السُّہیلی" کہتے ہیں: "الظُّبْیَہ" کیکر کے مشابہ ایک درخت ہے جس سے سایہ حاصل کیا جاتا ہے۔ "الصفراء" علاقے کی ایک جگہ کا نام ہے۔ واقدی کہتے ہیں: یہ "الروحاء" سے 5 کلومیٹر دور ہے۔

(12) سجسج اور "الرَّوحاء" ایک جگہ کے دو نام ہیں۔

(13) المُنْصَرَفُ: یہ مکہ اور بدر کے راستے میں ایک جگہ ہے۔ یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے مکہ کے راستے کو بائیں جانب چھوڑ دیا اور دائیں جانب النازیہ کے راستے پر ہو لیے۔

(14) النازيه: یہ مکہ سے مدینہ آتے ہوئے راستہ میں "صفراء" کے قریب ایک چشمہ ہے۔

(15) رَحُقان: "النازیہ" اور "الصفراء" کے درمیان ایک وادی ہے۔

(16) الصفراء: ینبع کے بالائی علاقے میں ایک سرسبز وشاداب گاؤں ہے۔ یہاں چشموں کی بہتات ہے بلکہ گاؤں کی ضرورت سے زائد پانی ینبع کی طرف نکل جاتا ہے۔ یہاں "جهينه" "انصار" اور "نهد" قبیلے آباد تھے۔ اس کے چشموں میں سے سب سے زیادہ پانی والا چشمہ "البحیرہ" کے نام سے موسوم تھا۔

(17) ذَفِران: لغت میں "ذفران" مہک، خوشبودار اور تازہ ہوا کو کہتے ہیں۔ یہ "صفراء کے قریب ایک وادی ہے۔

(18) برك الغماد: مکہ سے پانچ راتیں دور سمندر کے پاس ایک جگہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ یمن میں ایک جگہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ "هَجَر" (بحرین) کے دور دراز علاقے میں ایک جگہ ہے۔

(19) ثنايا: (اَصافِر): یہ مختلف گھاٹیاں ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ چل کر بدر پہنچے۔ اَصافر اَصْفَر کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں خالی ہونا۔ (یہ گھاٹیاں سبزے سے خالی ہیں۔)

(20) الدَّبَّة: اصافر اور بدر کے درمیان ایک شہر ہے۔ اس کے معنی ہیں دو ریتوں کے جمع ہونے کی جگہ۔" ریت کے ٹیلے

کو بھی دَبّہ کہتے ہیں۔

(21) الحنان: لغت میں اس کے معنی شفقت و مہربانی کے ہیں۔ بدر کے علاقے میں ایک بہت بڑا ریتلا' پہاڑ کی مانند ٹیلہ ہے۔ (معجم البلدان. مُعْجَم مَا اسْتُعْجِمْ)

رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تفصیل

نمبر شمار	غزوہ	تاریخ	اہم وجوہات
1	وَدّان (ابواء)	صفر 2ھ	رسول اللہ ﷺ کا پہلا غزوہ جس میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے۔ مقصد قریش کا تجارتی قافلہ روکنا تھا۔
2	بُواط (رَضْویٰ)	ربیع الاول 2ھ	قریش کے قافلے کو روکنا۔
3	عُشَیْرہ	جمادی الآخر 2ھ	قریش کے قافلے کو روکنا۔
4	بدر الاولیٰ (سفوان)	جمادی الآخر 2ھ	کرز بن جابر فہری کا پیچھا کرنا کیونکہ اس نے مدینہ منورہ کے جانور لوٹ لیے تھے۔
5	بدر الکُبریٰ	رمضان 2ھ	قریش کے قافلے کو روکنا۔
6	بنو قینقاع	شوال 2ھ	یہود کی بدعہدی اور حسد۔
7	بنو سُلیم	شوال 2ھ	رسول اللہ ﷺ بنو سلیم اور غطفان کا زور توڑنے کے لیے قَرْقَرَۃ الکدر تک تشریف لے گئے۔
8	سَوِیق	ذوالحجہ 2ھ	ابوسفیان نے بدر کا انتقام لینے کے لیے مدینہ پر چڑھائی کی تھی۔ اس کو بھگانے کے لیے یہ کارروائی ہوئی
9	ذو اَمَر	ربیع الاول 3ھ	بنو ثعلبہ اور محارب کا زور توڑنا تاکہ وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہیں۔
10	بُحران	جمادی الاول 3ھ	بنوسلیم کا زور توڑنا۔
11	اُحُد	شوال 3ھ	قریش کے مدینہ منورہ پر حملے کا جواب اور دفاع۔
12	حمراء الاسد	شوال 3ھ	ابوسفیان کے مدینہ منورہ پر اچانک حملے کا توڑ۔
13	بنونضیر	ربیع الاول 4ھ	بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا تھا اس لیے ان کو جلاوطن کر دیا گیا۔
14	ذات الرقاع	محرم 4ھ	انمار اور ثعلبہ کی جتھہ بندی کا سدباب۔
15	بدر الآخرۃ	شعبان 4ھ	ابوسفیان کی دعوت کا جواب۔
16	دُومۃ الجندل	ربیع الاول 5ھ	کچھ لوگ اکٹھے ہو کر لوٹ مار اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

نمبر شمار	غزوہ	تاریخ	اہم وجوہات
17	مریسیع	شعبان 5ھ	بنو مصطلق (خزاعہ کی شاخ) کو تتر بتر کرنا۔
18	خندق (احزاب)	شوال 5ھ	قریش کی سرکردگی میں آنے والے لشکروں کا سدباب۔
19	بنو قریظہ	ذوالقعدہ 5ھ	بنو قریظہ کی بدعہدی اور غزوۂ خندق میں عین محاصرے کے وقت دشمنوں کی مدد۔
20	بنو لحیان	ربیع الاول 6ھ	رجیع میں صحابہ کو قتل کرنے والے بنولحیان کی سرکوبی۔
21	ذی قَرَد (غابہ)	ربیع الاول 6ھ	عیینہ بن حصن فزاری کی سرکوبی جس نے مدینہ منورہ کے جانور لوٹ لیے تھے۔
22	حدیبیہ	ذوالقعدہ 6ھ	بیت اللہ کا عمرہ، مگر قریش نے روک دیا۔
23	خیبر	محرم 7ھ	مدینہ منورہ پر حملے کے لیے یہود کی جتھہ بندی اور منصوبہ سازی۔
24	مؤتہ	جمادی الاول 8ھ	آپ ﷺ اس میں شریک نہیں ہوئے مگر آپ نے مکمل تفصیل بیان فرمائی جیسے کہ آپ شریک ہوں۔
25	فتح مکہ	رمضان 8ھ	قریش کی طرف سے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی۔
26	حنین و طائف	شوال 8ھ	بنوثقیف کی جتھہ بندی کا سدباب۔
27	تبوک (عسرہ)	رجب 9ھ	مدینہ منورہ پر حملے کی تیاری کرنے والے رومیوں کی روک تھام۔

رسول اللہ ﷺ نے کوئی جنگ خود شروع نہیں کی۔ آپ کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ ذرہ بھر انسانی خون نہ بہایا جائے لیکن جب سر پر آن پڑتی تھی تو آپ اس کے لیے بھی تیار رہتے تھے کیونکہ آپ ﷺ ''**نَبِيُّ الرحمة**'' کے ساتھ ساتھ ''**نبی الملحمه**'' (جنگ کے لیے تیار رہنے والے نبی) بھی تھے۔ آپ لوگوں پر رحمت اور شفقت کرنے والی عظیم شخصیت تھے مگر جنگی تیاری' حرب وضرب' کامیابی اور فتح کے حصول کے لحاظ سے بھی عظیم شخصیت تھے۔

باقی رہا تجارتی قافلوں کو روکنا! تو یہ کام آپ نے قریش کے علاوہ کسی اور قبیلے کے ساتھ نہیں کیا حالانکہ قبائل بے شمار تھے اور ان کے قافلے شب وروز آزادانہ آتے جاتے تھے۔ دراصل قریش ہی نے شعب ابی طالب کے دل دوز منصوبے کے ساتھ مسلمانوں سے اقتصادی جنگ کا آغاز کیا تھا اور ہجرت کر جانے والے مسلمانوں کے اموال واملاک کو ناحق ضبط کرلیا تھا۔ مسلمانوں نے جوابی کارروائی کی اور یہ ان کا مسلّمہ حق تھا۔

بَنُو قَيْنُقَاع

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾

''ان کافروں سے کہہ دیجیے: ''عنقریب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے۔ جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔'' (آل عمران:12/3)

مزید ارشاد الٰہی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

''اے ایمان والو! تم مومنین کے سوا کسی کو اپنا دوست نہ سمجھو۔ یہ لوگ تمہیں خراب کرنے میں سستی نہ کریں گے۔ ان کی تو خواہش ہے کہ تم مشقت و مصیبت میں پڑے رہو۔ ان کی زبانوں سے بغض ٹپکا پڑ رہا ہے اور ان کے دلوں میں چھپی دشمنی اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ہم نے تمہارے لیے نشانیاں واضح کر دی ہیں۔ اگر تم عقلمندی سے کام لو۔'' (آل عمران:118/3)

رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں سے معاہدہ کیا کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے اور اگر کسی دشمن نے مدینے پر حملہ کر دیا تو وہ آپ کی مدد کریں گے۔ لیکن جب 2 ہجری میں بدر کے میدان میں قریش کے نامی گرامی مشرک مارے گئے تو یہودیوں نے آپ کے خلاف حسد اور بغاوت کے جذبات ظاہر کیے' بلکہ کہنے لگے: ''محمد (ﷺ) کا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہوا ہے جو لڑنا نہیں جانتے تھے اگر ہم جیسوں سے پالا پڑا تو دن کو تارے نظر آنے لگیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد (ﷺ) نے ان لوگوں کے سردار قتل کر دیے ہیں تو ہمارے لیے زندہ رہنے سے مرجانا بہتر ہے۔'' اس طرح انہوں نے بدعہدی کا اظہار کیا اور حیلوں بہانوں سے مسلمانوں کی توہین شروع کر دی حتیٰ کہ ایک مسلمان عورت ان کی منڈی میں اپنے زیورات بیچنے گئی' وہ ایک سنار کے پاس بیٹھی تھی کہ اس سنار نے اس کے کپڑے کا ایک کونہ اس کی پشت سے باندھ دیا۔ جب وہ اٹھی تو ستر کھل گیا۔ سنار اور اس کے ساتھی ہنسنے لگے۔ وہ عورت مدد کے لیے چیخی تو ایک مسلمان نے جوش میں آ کر اس سنار کو قتل کر دیا۔ یہودیوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً اس مسلمان کو قتل کر دیا۔

اس طرح بنو قینقاع وہ پہلا یہودی قبیلہ بن گیا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیے گئے معاہدے کو توڑ ڈالا۔

مسلمانوں نے 15 دن تک ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ آخر کار انہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ لیکن عبداللہ بن ابی ابن سلول کی وجہ سے ان کو یہ رعایت حاصل ہوگئی کہ انہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کر کے شمال کی طرف بھیجنے پر اکتفا کیا گیا۔

❀ ابن ھشام: 118/2 ❀ الطبري :481/2

❀ البداية و النهاية: 3/4

خیبر
حرۂ خیبر
50
100
کلومیٹر
مدینہ منورہ
آبار علی
حرۂ واقم
(مشرقی سنگلاخ زمین)
بنوعبدالاشہل اور زعوراء
غبیت
بنوظفر
السُّنح
بنوحارث بن خزرج
مسجد نبوی
جبل سلع
البقیع
بنوواقف
بنوزُریق
وادی بطحان
بنوحارث
بنو قینقاع کے مکانات
وادی مہزور
بنوقریظہ
وادی العقیق
وادی مذینب
بنونضیر کے مکانات
بنوعوف بن خزرج
بنوعوف بن مالک بن اوس
مسجد قباء
بنو قینقاع
کا مدینہ سے اخراج
(2ھ)
﴿قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ﴾ ”کہہ دیجئے واسطے ان لوگوں کے جنہوں نے کفر کیا' عنقریب مغلوب کئے جاؤ گے تم اور اکٹھے کئے جاؤ گے جہنم کی طرف' اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔“ (آل عمران: 12/3)

غزوۂ بنو قینقاع

بنو قینقاع: رسول اللہ ﷺ کی مدینے میں تشریف آوری سے پہلے تین یہودی قبیلے: بنونضیر، بنوقریظہ اور بنوقینقاع آباد تھے۔ بقول ابن خلدون یہ لوگ مدینے کی ایک جانب رہتے تھے۔ ان کے پاس کھیت تھے نہ باغات۔ وہ تاجر تھے یا سنار۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسی قبیلے سے تھے۔ بنوقینقاع کے سات سو جنگجو آدمی تھے جن میں سے تین سو زرہ پوش تھے۔ مدینے میں تشریف لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ تینوں قبائل سے ایک تحریری معاہدہ کیا جس کی رو سے تمام مسلمان ایک الگ امت قرار پائے اور یہود الگ قوم۔ یہودیوں اور مسلمانوں کے لیے پوری مذہبی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ فریقین کے باہمی جھگڑوں اور تنازعات کے فیصلے کے لیے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کی طرف رجوع کرنے کا معاہدہ طے پایا کہ اگر کوئی دشمن مسلمانوں کے خلاف مدینے پر حملہ آور ہوگا تو فریقین مل کر اس کا مقابلہ کریں گے اور مسلمان اور یہودی اپنے اپنے آدمیوں کا خرچ برداشت کریں گے۔ اسی معاہدے میں مدینے کو حرم قرار دیا گیا۔

غزوۂ بنوقینقاع: غزوۂ بدر کے بعد مدینہ کے یہودی قبائل نے اپنے کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزیاں شروع کر دیں کیونکہ انہیں اسلام کی شان وشوکت ایک آنکھ نہ بھاتی تھی، چنانچہ ان میں سب سے پہلے بنوقینقاع نے عہد توڑ دیا، نیز ایک مسلمان خاتون کی بے حرمتی کی اور ایک مسلمان کے قتل کا ارتکاب کیا جس پر ان کے پیدا کردہ فتنے کا سدِ باب ضروری ہوگیا۔

نبی کریم ﷺ نے مدینہ پر ابولبابہ ابن منذر رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا، لواء (جھنڈا)، جس کا رنگ سفید تھا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تھمایا اور 15 شوال 2ھ کو بنوقینقاع کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ ذی قعدہ شروع ہونے تک جاری رہا۔ 15 دن کے شدید محاصرے کے بعد بنوقینقاع نے ہتھیار ڈال دیے۔ آپ نے ان کی عورتوں اور بچوں سمیت سب کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، مگر عبداللہ بن ابی منافق نے بیچ میں آکر ان کے قتل کا معاملہ رکوادیا اور انہیں ''اذرعات'' شام کے علاقے میں جلاوطن کر دیا گیا۔ وہاں تھوڑی ہی مدت میں ان میں سے اکثر مر گئے۔

آپ نے ان کے مال میں سے اپنے لیے تین کمانیں، دو زرہیں، تین تلواریں، تین نیزے اور خمس حاصل کیا اور باقی مال اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) میں تقسیم کر دیا۔ (طبقات ابن سعد جز:2۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ:16 ص:585۔586)

غزوۂ اُحد

(15 شوال 3ھ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

''اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تھا جب تم انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے حتیٰ کہ جب تم ہی بزدل ہوگئے' آپس میں جھگڑنے لگے اور نبی کی نافرمانی کی (تو تمہیں نقصان اٹھانا پڑا) جبکہ تم اپنی پسندیدہ چیز دیکھ چکے تھے۔ تم میں سے کچھ لوگ دنیا کا ذہن رکھتے تھے اور کچھ آخرت کے طالب تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے پھیر دیا (پسپا کر دیا) تاکہ وہ تمہیں آزمائش میں ڈالے۔ بہرصورت اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ غلطی معاف کر دی۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بہت فضل کرنے والا ہے۔'' (آل عمران:152/3)

قریش بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے مکہ سے چلے اور مالی اخراجات پورے کرنے کے لیے انہوں نے اپنے تجارتی اثاثوں کا پورا منافع صرف کر دیا۔ ادھر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے جنگی نقشہ مرتب فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں پچاس تیراندازوں کا دستہ ''جبل عینین'' (جبل رماۃ) پر مقرر کیا گیا تاکہ ضرورت کے وقت قریش کے سوار دستے کو روکا جا سکے۔

شروع میں قریش کو ہزیمت اٹھانا پڑی' لیکن تیرانداز دستے کی اکثریت رسول اللہ ﷺ کے تاکیدی فرمان سے غافل ہوگئی۔ آپ نے فرمایا تھا: (**لَا تَبْرَحُوا إِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوا وَإِنْ رَأَيْتُمُوهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْنَا فَلَا تُعِينُونَا...... الخ**) (صحيح البخاري' المغازي' حديث : 4043) ''تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ اگر تم یہ دیکھو کہ ہم غالب آگئے ہیں تب بھی اپنی جگہ ہی پر رہنا اور اگر دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آ گئے ہیں تو تم ہماری مدد کے لیے ہرگز نہ آنا...... الخ''

ایک روایت کے الفاظ ہیں: (**إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ**) ''اگر تم دیکھو کہ ہمیں پرندے نوچ رہے ہیں پھر بھی تم یہ جگہ نہ چھوڑنا۔''

کبھی کبھی ایک لمحہ پوری جنگ کا نتیجہ بدل کر رکھ دیتا ہے۔ ایسا ہی ہوا۔ تیرانداز دستہ ہٹا تو قریش کی دلی مراد بر آئی اور وہ اپنے بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے میں کامیاب ہوگئے۔ البتہ مسلمانوں کی جمعیت ختم نہ کر سکے اور نہ شام کی طرف اپنا

تجارتی راستہ ہی کھول سکے۔ اللہ تعالیٰ نے جنگِ اُحد کی حقیقت حال کے بارے میں سورۂ آل عمران کے آخر میں مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائیں:

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ز وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ
كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ط اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿١٢٠﴾ وَ اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ
لِلْقِتَالِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢١﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا لا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿١٢٤﴾ بَلٰٓى لا اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا
وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ
اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ط وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١٢٦﴾
لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿١٢٧﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ
عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص وَّاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿١٣١﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٣﴾
الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣٤﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص
وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ﴿﴾ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ
مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِكُمْ سُنَنٌ لا فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٣٧﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ
وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٨﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ
قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ط وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ج وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ
مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ
اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ
الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ص فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿١٤٣﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ
شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ
يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ
مِّنْ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِىْۤ
اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ
الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى
اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِىْ فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ
صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ
وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ
يَدْعُوْكُمْ فِىْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۤئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۤئِفَةٌ قَدْ
اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَىْءٍ ؕ
قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَىْءٌ
مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِىْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ
وَلِيَبْتَلِىَ اللّٰهُ مَا فِىْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى
الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ؕ
وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ
لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ

فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ
لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٦٠﴾ وَمَا كَانَ
لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦١﴾
اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ
عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٣﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾ اَوَلَمَّآ
اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ
نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ
هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿١٦٧﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ
الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
يُرْزَقُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٧٠﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾ اَلَّذِيْنَ
اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٢﴾
اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ
وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿١٧٤﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٥﴾
وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا
فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٧﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ
مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٩﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٨٠﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ
سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿١٨١﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ
وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٨٢﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا
بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿١٨٣﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاۗءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿١٨٤﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ
فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ
الْاُمُوْرِ ﴿١٨٦﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ
وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا
وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلّٰهِ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ
خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ
اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا
مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٤﴾ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّىْ
لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ
دِيَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَيِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي
الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۣ ثُمَّ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾ وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ
لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْھِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ

أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠٠﴾

''اگر تمھیں کوئی مفاد پہنچتا ہے تو ان کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اگر تم ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تو ان کی کوئی چال تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ جس وقت آپ گھر سے نکل کر مومنین کے لیے لڑائی کے مقامات متعین فرما رہے تھے' اللہ تعالیٰ خوب سننے جاننے والا تھا۔ پھر جب تم میں سے دو قبیلے پھسلنے لگے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ صاحب ایمان لوگوں کو اللہ پر توکل کرنا چاہیے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بدر کے مقام پر تمھاری مدد فرمائی تھی جبکہ تم اس وقت بالکل کمزور تھے۔ سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرسکو۔ جب آپ مومنین سے کہہ رہے تھے: ''کیا تمھیں یہ کافی نہیں کہ تمھارا پروردگار تین ہزار نازل شدہ فرشتوں کے ساتھ تمھاری مدد کرے؟ کیوں نہیں! بلکہ اگر تم صبر سے کام لو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور کافر ابھی تم پر حملہ آور ہو جائیں تو تمھارا رب پانچ ہزار مقرر شدہ فرشتوں کے ساتھ تمھاری مدد فرمائے گا۔'' اللہ تعالیٰ نے اس مدد کو تمھارے لیے خوشخبری بنا دیا تاکہ تمھارے دل مطمئن ہو جائیں (یاد رکھو!) مدد اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آسکتی ہے جو غالب خوب حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ کافروں کا ایک بازو کاٹ دے اور انھیں رسوا کرے تاکہ وہ ناکام واپس لوٹ جائیں۔ (البتہ ایک بات ذہن میں رہے) اس معاملہ میں آپ کو اختیار حاصل نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ کسی کی توبہ قبول کرے یا اسے عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ آسمانوں اور زمین کے تمام اختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہے معاف کرے جسے چاہے عذاب دے۔ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اے ایمان والو! سود دگنا چوگنا کر کے نہ کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہوسکو۔ نیز آگ سے بچو جو دراصل کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر اللہ کی رحمت برسے اور تیزی دکھاؤ اپنے رب کی بخشش حاصل کرنے کے لیے اور اس جنت کے حصول کے لیے جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ وہ جنت متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشحالی اور تنگ حالی میں سخاوت کرتے ہیں۔ اپنے ذاتی غصے کو پی جاتے ہیں۔ اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی قسم کے نیکوکار لوگوں سے محبت رکھتا ہے جن سے اگر گناہ ہو جاتا ہے یا وہ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہ کی معافی طلب کرتے ہیں۔ واقعتاً اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہ معاف کرسکتا ہے؟ نیز وہ اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرتا ہے۔) ان کا بدلہ یہ ہے کہ انھیں اپنے رب کی طرف سے بخشش حاصل ہوگی اور ایسے باغات ملیں گے جن کے نیچے دریا بہتے ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور نیکی کرنے والوں کے

لیے یہ اجر کیا ہی خوب ہے! تم سے پہلے بھی بہت سے واقعات گزر چکے ہیں' ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا؟ یہ کتاب سب لوگوں کے لیے بیان اور ہدایت ہے' البتہ نصیحت صرف متقین کے لیے ہے۔ تم کمزور نہ پڑو' زیادہ غم نہ کھاؤ آخر کار غالب تم ہی ہو گے' یہ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے۔ اگر تمہیں زخم لگے ہیں تو کیا ہوا؟ کافروں کو بھی تو ایسے زخم لگے ہیں۔ یہ دن ہم لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں تا کہ پتہ چل جائے کون حقیقتاً ایمان لایا ہے اور تمہیں مرتبۂ شہادت حاصل ہو سکے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کافر ظالموں کو تو پسند نہیں کرتا نیز اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایمان والوں کو خالص (چھانٹ) کر دیں اور آخر کار کافروں کو ملیامٹ کر دیں۔

کیا تم سمجھے ہو کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ حالانکہ ابھی تک اللہ نے یہ جانا نہیں کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں۔ اس سے پہلے تم تو خود موت (شہادت) کی خواہش ظاہر کرتے تھے اب تم اسے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو (تو گھبراتے کیوں ہو؟) یاد رکھو! محمد (ﷺ) بھی ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اب اگر وہ فوت ہو جائیں یا جنگ میں شہید ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں دین سے پھر جاؤ گے؟ جو شخص الٹے پاؤں دین سے پھر جائے وہ اللہ تعالیٰ کا ذرہ بھر نقصان نہ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ شکر گزار لوگوں کو ضرور بدلہ دیں گے۔ کسی شخص کے بس میں نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر مر سکے بلکہ موت مقررہ وقت پر لکھی ہوئی ہے۔ جو شخص دنیا میں بدلہ چاہتا ہے ہم اسے دنیا میں بدلہ دیتے ہیں اور جو شخص آخرت کے ثواب کا طالب ہو ہم اسے آخرت کا ثواب عطا کرتے ہیں۔ ہم شکر گزار بندوں کو ضرور بدلہ دیتے ہیں۔ ان سے پہلے کتنے ہی نبی گزرے جن کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے کافروں سے لڑائی کی' لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہنچنے والی تکلیفوں کی وجہ سے سست نہیں پڑے' نہ وہ کمزور ہوئے نہ عاجز آئے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے صابر لوگوں کو پسند فرماتے ہیں۔ انہوں نے صرف یہ کہا: ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہمارے گناہ معاف فرما اور جو ہم سے زیادتی ہوئی اس سے بھی صرفِ نظر فرما۔ ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔'' تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا اور آخرت میں بہترین ثواب عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکار لوگوں سے محبت فرماتے ہیں۔

اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی بات مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں گے۔ نتیجتاً تم خسارے میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا دوست ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔ ہم کافروں کے دلوں میں ان کے شرک کی وجہ سے رعب ڈال دیں گے۔ ان کا ٹھکانا آگ ہوگا اور یہ ظالموں کے لیے بہت برا ٹھکانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تھا جب تم کافروں کو اللہ کے حکم سے ملیامیٹ کر رہے تھے حتیٰ کہ جب تم بزدل ہو گئے' آپس میں جھگڑنے لگے اور نبی کی نافرمانی کی (تو معاملہ الٹ گیا) حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری پسندیدہ چیز (فتح) دکھا چکا تھا۔ تم میں سے کچھ دنیا کا ذہن رکھتے تھے اور کچھ آخرت کے طالب تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے پھیر دیا (پسپا کر دیا) تا کہ وہ تمہیں آزمائش میں ڈالے۔ ویسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری یہ غلطی معاف کر دی ہے۔ اور اللہ

تعالیٰ مومنین پر بہت فضل کرنے والا ہے۔ جب تم بگٹٹ بھاگے جا رہے تھے اور مڑ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے جبکہ اللہ کا رسول تمہارے پیچھے سے تمہیں بلا رہا تھا۔ اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم پر غم پہنچائے تاکہ آئندہ کے لیے تم کسی فوت ہونے والی چیز اور کسی پہنچنے والی مصیبت پر غم نہ کیا کرو۔ یقین رکھو! اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ پھر اس غم کے بعد تمہیں سکون پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تم پر اونگھ نازل فرمائی جو تم میں سے مخلص لوگوں پر چھا رہی تھی۔ البتہ منافق گروہ کو اپنی جان کے لالے پڑے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناحق جاہلیت والے گمان قائم کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے: ''کیا ہمیں بھی اس معاملہ میں کوئی اختیار ہے؟ کہہ دیجیے! ''اختیارات تو سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔'' دراصل ان کے دل میں کوئی اور بات ہے جسے وہ آپ کے سامنے ظاہر نہیں کر رہے۔ وہ دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر ہمیں جنگ کے معاملہ میں کوئی اختیار ہوتا تو ہم یہاں یوں نہ مارے جاتے۔ فرما دیجیے! ''اگر تم اپنے گھروں میں بند ہوتے پھر بھی جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا ہے وہ خود بخود اپنی قتل گاہوں میں جا پہنچتے۔'' اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے دلوں کی باتیں ظاہر کر دے اور تمہارے قلبی ایمان کو خالص کر دے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کو بخوبی جانتا ہے۔ جس دن مومنوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا تھا اس دن جو لوگ بھاگ گئے تھے دراصل انہیں شیطان نے ان کی بعض غلطیوں کی وجہ سے پھسلا دیا تھا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت بردبار ہے۔

اے ایمان والو! تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے جنگ کے لیے جانے والے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا: ''اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے۔'' اللہ تعالیٰ اسی طرح ان کے دلوں میں حسرتیں پیدا کرتا ہے' جبکہ زندگی موت تو اللہ دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو بخوبی دیکھ رہا ہے۔ واللہ! اگر تم اللہ کے راستے میں مارے جاؤ یا طبعی موت مر جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونے والی بخشش اور رحمت ان کافروں کے جمع کیے ہوئے مال سے بدرجہا بہتر ہوگی۔ واللہ! اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ ہر صورت تم اللہ تعالیٰ کے پاس جمع ہوگے یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم دل ہیں۔ بالفرض آپ بدخلق یا سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ جاتے' لہٰذا ان سے درگزر کیجیے' ان کے لیے بخشش کی دعا کیجیے اور معاملات میں ان سے مشورہ کیا کیجیے' لیکن جب فیصلہ کر لیں تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے ڈٹ جایئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ متوکل لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ نبی کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ خیانت کرے۔ جو شخص خیانت کرے گا' وہ قیامت کے دن اپنی خیانت لے کر آئے گا۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا طالب ہو کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غصے کا حقدار بن گیا جبکہ اس کا ٹھکانا تو جہنم ہے اور جہنم بہت برا ٹھکانا

ہے اور ان کے لیے اللہ کے ہاں بلند درجات ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال کو بغور دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان عظیم فرمایا کہ ان میں انہی (کی نسل) میں سے ایک عظیم الشان رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت فرماتا ہے' ان کا تزکیۂ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ بلاشبہ لوگ اس کی تشریف آوری سے پہلے واضح طور پر گمراہ تھے۔ تعجب ہے جب تمہیں مصیبت پہنچی جس سے دگنی تم انہیں پہنچا چکے تھے' تم کہنے لگے یہ کدھر سے آپڑی؟ فرما دیجیے! یہ سب تمہارا اپنا کیا دھرا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو مصیبت تمہیں جنگ کے دن پہنچی وہ اللہ کے حکم سے تھی تاکہ ایمان والے منافقوں سے ممتاز ہو جائیں۔ اور اس لیے کہ اللہ مومنوں کو بھی دیکھ لے اور منافقوں کو بھی۔ منافقوں سے کہا گیا: ''آؤ اللہ کے راستے میں لڑو یا کم از کم دفاع ہی کرو۔'' وہ کہنے لگے: ''اگر ہمیں حقیقی لڑائی کا یقین ہوتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔'' حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اس دن ایمان کی بجائے کفر سے زیادہ قریب تھے۔ وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے تھے جو ان کے دل میں نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی چھپی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ یہ خود تو جنگ سے بیٹھے رہے اور اپنے جانے والے ساتھیوں کے بارے میں کہنے لگے: ''اگر وہ ہماری مان لیتے تو نہ مارے جاتے۔'' کہہ دیجیے! ''اپنے آپ کو موت سے بچا لینا اگر سچے ہو۔'' آپ اللہ کے راستے میں شہید ہونے والوں کو ''مردے'' نہ سمجھیں۔ وہ تو اپنے رب کے حضور زندہ ہیں' کھا پی رہے ہیں' اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ فضیلت پر بہت خوش ہیں اور وہ اپنے ان بھائیوں سے بھی بہت خوش ہو رہے ہیں جو ان سے (شہادت سے) پیچھے رہ گئے کہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم میں مبتلا ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضل واحسان پر بہت خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ وہ لوگ جنہوں نے باوجود شدید زخمی ہونے کے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر لبیک کہا۔ ان نیکوکار اور متقی لوگوں کے لیے اجر عظیم تیار ہے۔ جنہیں لوگوں نے ڈرایا کہ ''کافر دوبارہ تم سے لڑنے کے لیے جمع ہو چکے ہیں ان سے بچ جاؤ۔'' لیکن اس سے ان کا ایمان مزید مضبوط ہو گیا اور انہوں نے کہا: ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔'' نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے صحیح سلامت واپس آئے۔ ان کو کچھ بھی گزند نہ پہنچا' بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کی۔ اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم کرنے والا ہے۔ یہ شیطان تھا جو تمہیں اپنے ساتھیوں سے ڈرا رہا تھا۔ تم ہرگز ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ ہی سے ڈرو یہ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے۔ آپ ان لوگوں کی بنا پر غمگین نہ رہا کریں' جو کفر کی طرف بھاگے جاتے ہیں۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا ذرہ بھر نقصان نہ کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رہے اور انہیں عذاب عظیم پہنچے۔ جن لوگوں نے ایمان کی بجائے کفر اختیار کیا بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کر سکیں گے اور انہیں دردناک عذاب جھیلنا ہوگا۔ کافر یہ نہ سمجھیں کہ ہم انہیں جو ڈھیل دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے' بلکہ ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ ان کے گناہوں میں اضافہ ہو۔ ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس صورت حال پر نہیں رکھ سکتا تھا جس پر تم تھے' بلکہ وہ برے بھلے کو الگ الگ کرنا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں

ہر غیب پر مطلع نہیں کر سکتا البتہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے غیب پر اطلاع دینے کے لیے منتخب فرماتا ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر پختہ ایمان رکھو۔ اگر تم (مضبوط) ایمان رکھو گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو تمھارے لیے اجر عظیم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں بخل کرنے والے اس مال کو اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے شر بن جائے گا۔ روز قیامت بخل والے مال کو ان کے گلے میں طوق بنا دیا جائے گا۔ یاد رکھو! آسمانوں اور زمین کا حقیقی مالک و وارث اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جنھوں نے کہا: ''اللہ محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں۔'' ہم ان کی باتوں کو لکھ رہے ہیں اور ان کے اس کرتوت کو بھی کہ انھوں نے انبیاء کو ناحق قتل کیا۔ ہم انھیں (قیامت کے دن) کہیں گے: ''آگ کا عذاب چکھو۔'' یہ سلوک تم سے تمھارے اپنے کرتوتوں کی بنا پر ہو رہا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا۔ یہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی لے کر نہ آئے جسے آگ کھائے۔'' کہہ دیجیے! مجھ سے پہلے بہت سے رسول معجزات خصوصاً وہ نشانی لے کر آئے جو تم کہتے ہو۔ تو پھر تم نے انھیں قتل کیوں کیا؟ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو جواب دو۔'' اگر انھوں نے آپ کو جھٹلا دیا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں' آپ سے پہلے بہت سے رسول معجزات' صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے مگر انھیں جھٹلا دیا گیا۔ (سن لو!) ہر شخص نے موت کو چکھنا ہے' پھر قیامت کے دن تمھیں تمھارا اجر پورا پورا دیا جائے گا۔ تو جو شخص آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا۔ باقی رہی دنیا کی زندگی تو وہ دھوکے کا سامان ہے۔ جان و مال کے سلسلے میں تمھیں ضرور آزمایا جائے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکین کی طرف سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔ اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یقیناً یہ بہت اہم کام ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے وعدہ لیا تھا کہ تم لازماً یہ کتاب لوگوں کے سامنے بیان کرو گے اور اسے نہیں چھپاؤ گے لیکن انھوں نے اسے پشت پیچھے پھینک ڈالا اور اس کے بدلے دنیا کا ذلیل مال وصول کیا۔ انتہائی برا ہے وہ مال جو وہ حاصل کرتے ہیں۔ جو لوگ اپنے غلط کاموں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بغیر کسی نیکی کے ان کی تعریف کی جائے' آپ قطعاً یہ نہ سمجھیں کہ وہ عذاب سے نجات پا جائیں گے۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آسمانوں اور زمین کی ملکیت اور بادشاہی واختیارات صرف اللہ کے پاس ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔

بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی تبدیلی میں عقل مند لوگوں کے لیے بے شمار نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے' بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان وزمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں (پھر پکار اٹھتے ہیں:) ''اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تو ہر قسم کے عیب ونقص سے پاک ہے۔ لہٰذا ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے پروردگار! جسے تو آگ میں داخل کر دے اس کو تو تو نے

رسوا و ذلیل کر دیا اور ایسے ظالموں کا کوئی مدد گار نہ ہوگا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک دعوت دینے والے کو ایمان کی طرف بلاتے سنا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرما' ہماری غلطیاں مٹا دے اور وفات کے بعد ہمیں نیک لوگوں کا ساتھ نصیب فرما۔ اے ہمارے رب! ہمیں وہ چیزیں عطا فرما جن کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔ بلاشبہ تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔'' تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے نیک عمل کو میں ضائع نہیں کروں گا' خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث۔ تم سب ایک جیسے ہو۔ لہٰذا جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور انہیں میری خاطر تکلیف دی گئی پھر وہ لڑے اور شہید ہوئے تو یقیناً میں ان کی برائیاں مٹا ڈالوں گا اور انہیں ایسے باغات میں ضرور داخل کروں گا جن میں نہریں چلتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین بدلہ ملتا ہے۔ ان کافروں کا مختلف شہروں میں چلنا پھرنا تجھے خیرہ نہ کرے۔ یہ تھوڑی دیر کے لیے مفاد حاصل ہو رہا ہے۔ بالآخر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغات ہونگے جن میں نہریں چلتی ہونگی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ نیک لوگوں کے لیے بہت اچھا ہوگا۔ اہل کتاب میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس کتاب کو بھی مانتے ہیں جو تمہاری طرف اتاری گئی اور اس کتاب کو بھی جو ان کی طرف اتاری گئی۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو بدل کر دنیا کا ذلیل وقلیل مال حاصل نہیں کرتے۔ بلاشبہ ان لوگوں کے لیے ان کے رب کے ہاں اجر تیار ہے۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کا حساب بہت تیز ہے۔

اے ایمان والو! صبر کرو' دشمن کے مقابلے میں ان سے بڑھ کر ثابت قدم رہو' سرحدیں مضبوط رکھو اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو۔ امید ہے تم کامیاب ہو جاؤ گے۔'' (آل عمران 3:120...200)

❀ ابن هشام: 21/3
❀ الطبري: 522/2
❀ البداية والنهاية: 17/4
❀ الكامل في التاريخ: 110/2

جبل
احد
خالد بن ولید کا حملہ
جنگ کے بعد مسلمانوں کا اجتماع
قیادت کا پڑاؤ
جبل عینین
(جبل رُماۃ)
مسلمان 700 مجاہد
مشرکین 3000 جنگجو
عورتوں کے خیمے
جنگل
سیلابی راستوں کا سنگم
العقیق
بئر رُومۃ
جُرف
بنوحارثہ
وادی العقیق
ثنیۃ الوداع
(وداع کی گھاٹی)
مزاد
نُبیت
بنوعبدالاشہل
اورزعوراء
وادی قناۃ
راتج
بنوظفر
بنوحارثہ بن خزرج
بنوسلمہ
اَلسُّنح
حرہ واقم
(مشرقی سنگلاخ زمین)
مدینہ منورہ
(یثرب)
بدائع
مسجد نبوی
بنونجار
البقیع
غزوۂ احد (15 شوال 3ھ)
﴿ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ﴾ ”اور تحقیق سچا کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ جب کاٹتے تھے تم انکو ساتھ اسکے حکم کے، یہاں تک کہ جب تم پست ہمت ہوگئے اور باہم جھگڑا کیا تم نے حکم (رسول) میں اور نافرمانی کی تم نے بعد اسکے کہ دکھلایا اس نے تم کو وہ جسے تم پسند کرتے تھے“
(آل عمران: 152/3)

اضافی توضیحات و تشریحات

غزوۂ اُحد

جبل اُحد: یہ مدینہ منورہ کی شمالی جانب واقع ایک پہاڑ ہے جو مسجد نبوی سے ساڑھے پانچ کلومیٹر دور ہے۔ آج کل مدینہ منورہ کی آبادی اس پہاڑ تک پہنچ چکی ہے بلکہ اس کے اردگرد پھیلی ہوئی ہے۔ احد پہاڑ حرم میں داخل ہے کیونکہ حرم کی حد اس کے شمال میں ''ثور پہاڑ'' تک ہے۔ احد پہاڑ کی لمبائی مشرق سے مغرب کی جانب تقریباً 6 کلومیٹر ہے اور اس کا رنگ سرخی مائل ہے۔

احد کی جنوبی جانب غزوہ احد کے شہداء کی قبریں ہیں اور صحیح قول کے مطابق شہدائے احد کی تعداد 70 ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احد! پرسکون ہوجا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 3675، تاریخ مدینہ منورہ۔ دارالسلام)

غزوہ احد: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع بھیجی کہ مشرکین مکہ بڑے جوش وخروش سے مدینے پر حملہ کرنے کی تیاری کررہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے 5 شوال 3ھ کو دو خبر رساں جن کے نام مونس اور انس تھے، خبر لانے کے لیے بھیجے۔ انہوں نے آکر اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ کے قریب آگیا ہے اور مدینہ کی چراگاہ (عریض) کو ان کے گھوڑوں نے صاف کردیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ مہاجرین نے عموماً اور انصار میں سے اکابر نے رائے دی کہ عورتیں باہر قلعے میں بھیج دی جائیں اور شہر میں پناہ گزین ہوکر مقابلہ کیا جائے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول جسے اب تک کبھی شریکِ مشورہ نہیں کیا گیا تھا اس نے بھی یہی رائے دی۔ لیکن ان نوخیز صحابہ نے، جنہیں جنگ بدر میں شریک مشورہ نہیں کیا گیا تھا اصرار کیا کہ شہر سے نکل کر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رائے پر شہر سے باہر لڑنے کا فیصلہ کرلیا۔

قریش بدھ کے دن مدینہ کے قریب پہنچے اور کوہ اُحد کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھ کر ایک ہزار صحابہ کے ساتھ شہر سے نکلے۔ عبداللہ بن ابی تین سو کی جمعیت کو یہ کہہ کر واپس لے گیا کہ ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میری رائے نہیں مانی۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اب صرف سات سو صحابہ رہ گئے۔ ان میں سے ایک سو زرہ پوش تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کو پشت پر رکھ کر صف آرائی کی۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو علم عنایت کیا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ رسالے کے افسر مقرر ہوئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حصہ فوج کی کمان ملی جو زرہ پوش نہ تھے۔ پشت کی طرف احتمال تھا کہ دشمن ادھر سے حملہ کرسکتا ہے لہٰذا وہاں ایک درے میں 50 تیرانداز تعینات کیے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تاکید کی کہ خواہ لڑائی میں فتح ہوجائے پھر بھی وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ ان تیراندازوں کے

افسر مقرر ہوئے۔

مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگئی اور کفار میدان جنگ سے بھاگنے لگے۔ مجاہدین مال غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ یہ دیکھ کر درے پر مقرر لوگوں نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی اور مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو ابھی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے' انہوں نے عقب خالی دیکھ کر حملہ کر دیا۔ اس اچانک حملے سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی اور تقریباً 70 افراد شہید ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوئے۔

(تلخیص از الکامل: 2/44 تا 52۔ البدایۃ والنہایۃ 4/10 تا 49۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم شبلی نعمانی: 1/217۔ تاریخ طبری: 3/61 تا 75)

حمراء الاسد

(16 شوال 3 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ۚ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾

''جن لوگوں نے شدید زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا ایسے نیکوکار اور متقی لوگوں کے لیے اجر عظیم تیار ہے۔ جن سے لوگوں نے کہا: ''کافر تمہارے مقابلے کے لیے دوبارہ جمع ہو چکے ہیں' ان سے ڈر جاؤ۔'' لیکن اس بات نے ان کے ایمان کو مزید مضبوط کر دیا اور وہ جواب میں کہنے لگے: ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔'' لہٰذا مومن اپنے اللہ کے انعام و فضل سے صحیح سالم لوٹ آئے' انہیں کوئی گزند نہ پہنچی بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کر لی۔ اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔'' (آل عمران 3/172...174)

جنگ احد سے اگلے دن رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس مسلمانوں کی معیت میں ابوسفیان اور مشرکین کا پیچھا کیا تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ جنگ احد میں پہنچنے والے نقصان نے مسلمانوں کو کمزور یا پست ہمت نہیں کیا۔ (وہ اب بھی ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی مسلمان ''حمراء الاسد'' مقام تک پہنچے۔ وہاں اتفاقاً معبد بن ابی معبد خزاعی مسلمانوں کے پاس سے گزرا۔ بنو خزاعہ خواہ مسلمان تھے یا کافر' (مسلمانوں کے شروع ہی سے خیر خواہ اور) رسول اللہ ﷺ کے راز دار تھے۔ معبد تیزی کے ساتھ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ اس وقت مشرکین مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ''روحاء'' میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ معبد نے ابوسفیان سے کہا: ''محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ سخت غصے کی حالت میں ہیں۔'' یہ سن کر ابوسفیان اور اس کے ساتھی چپکے سے کھسک گئے۔

''حمراء الاسد'' میں مسلمان رات کے وقت پانچ سو جگہ آگ جلاتے تھے۔ جو بہت دور سے نظر آتی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ مسلمان کئی ہزار ہیں اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ یوں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ

عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

''جن لوگوں نے شدید زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا ان نیکوکار اور متقی لوگوں کے لیے اجر عظیم تیار ہے۔ ان سے لوگوں نے کہا: ''کافر تمہارے مقابلے کے لیے جمع ہو چکے ہیں' ان سے ڈر جاؤ۔'' لیکن اس بات نے ان کے ایمان کو مزید مضبوط کر دیا اور وہ کہنے لگے: ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔'' (آل عمران: 3/172'173)

❀ ابن خلدون : 27/2

❀ ابن هشام : 45/3

❀ البداية والنهاية : 47/4

❀ عيون الأثر : 38/2
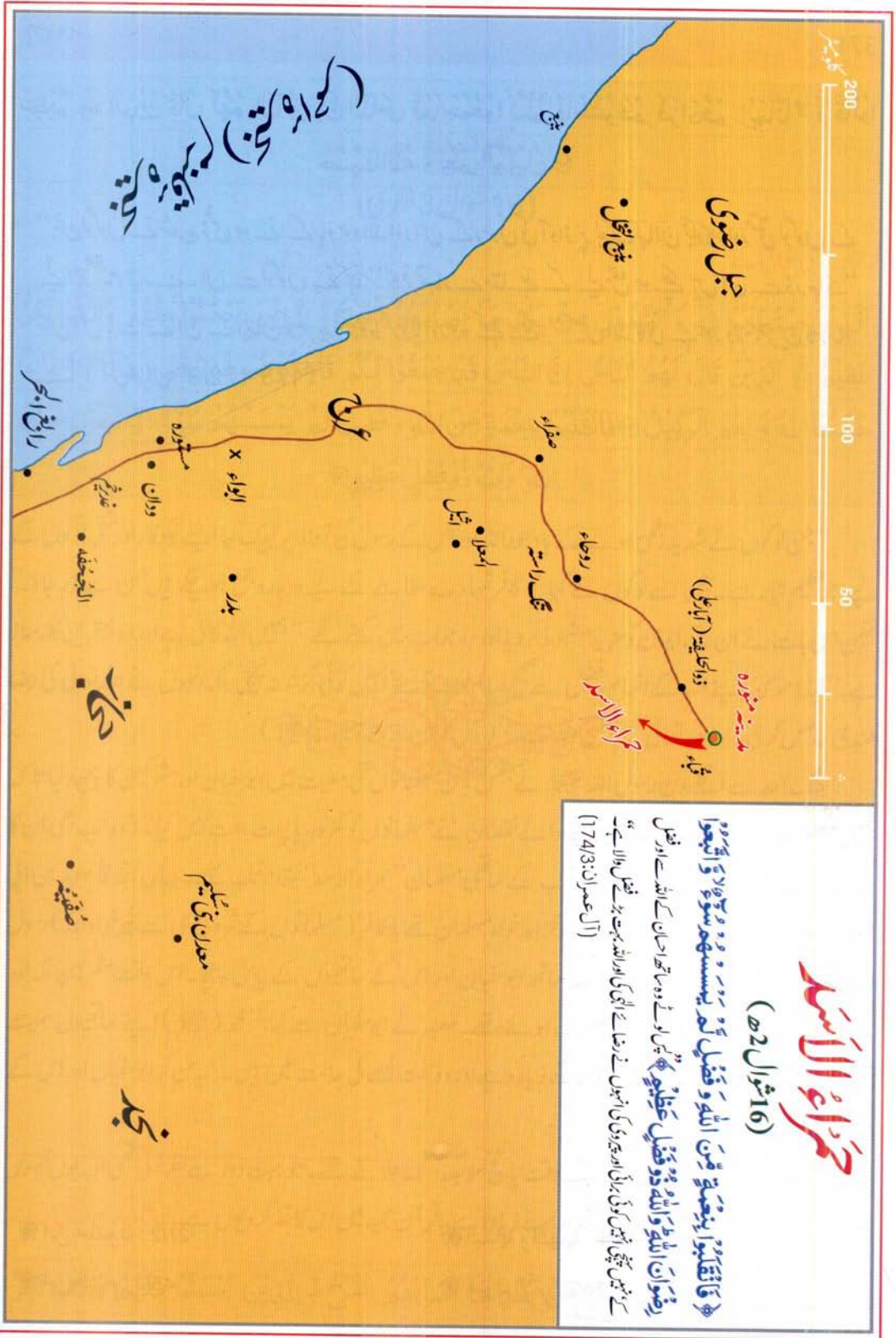
حمراء الاسد
(16شوال 2ھ)
﴿ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴾ "پس لوٹے وہ ساتھ احسان کے اللہ سے اور فضل کے، نہیں پہنچی انہیں کوئی برائی اور پیروی کی انہوں نے رضائے الٰہی کی اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔"
(آل عمران:174/3)
200
100
50
کلومیٹر
مدینہ منورہ
قُباء
ذوالحلیفۃ (آبار علی)
حمراء الاسد
جبل رضوی
ینبع النخل
ینبع
روحاء
صفراء
تنگ راستہ
المعلا
اثیل
عرج
الابواء
بدر
معدن بنی سُلیم
مستورہ
ودان
غدیر خم
الجُحفَہ
حجاز
نجد
صُفَینہ
رابغ البحر
بحیرۂ قلزم (بحیرۂ احمر)

مدینہ منورہ میں یہودی قلعوں کے آثار

اضافی توضیحات وتشریحات

غزوۂ حمراء الاسد

18 شوال سن 3 ہجری کو مجاہدین احد سے لوٹے تو ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات انصار کے سرداروں نے آپ ﷺ کے دروازے کے پاس اور مہاجرین نے اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے ہوئے گزاری۔ صبح اتوار کو جب رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: ''لوگوں میں اعلان کر دو کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں دشمن (قریش مکہ) کی تلاش (تعاقب) کا حکم دیا ہے اور ہمارے ساتھ صرف وہ جائے گا جس نے کل (غزوہ احد میں) ہمارے ساتھ جنگ میں شرکت کی تھی۔'' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میرے والد نے احد کے دن مجھے میری بہنوں کے پاس چھوڑا تھا' اس لیے میں جنگ میں شریک نہ ہو سکا تھا۔ میں نے عرض کی' آپ مجھے اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

نبی اکرم ﷺ نے جھنڈا منگوایا' جو ابھی تک کھولا نہیں گیا تھا' اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تھما دیا۔ بعض کا خیال ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ اس حال میں (دشمن کے تعاقب میں) نکلے کہ آپ کا چہرہ مبارک مجروح تھا' پیشانی مبارک پھٹی ہوئی تھی' دندان مبارک زخمی تھے اور نچلا ہونٹ مبارک بھی کٹا ہوا تھا۔ آپ کے داہنے کندھے میں شدید درد تھا جہاں بد بخت ابن قمیئہ نے تلوار کا وار کیا تھا۔ آپ ﷺ کے گھٹنوں پر بھی خراشیں تھیں۔ اہل عوالی بھی جمع ہو کر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چلے آپ نے اسلم قبیلے کے تین آدمی آگے روانہ کیے ان میں سے دو آدمی مقام حمراء الاسد میں کفار تک پہنچ گئے۔ کفار کے تیر انداز مشورے دے رہے تھے کہ واپس جا کر مسلمانوں پر ایک بار پھر حملہ کیا جائے' جبکہ صفوان بن امیہ روک رہا تھا۔ اسی اثناء میں انہوں نے دو آدمی دیکھے تو وہ ان پر پل پڑے اور انہیں شہید کر ڈالا اور چلے گئے۔

رسول اللہ ﷺ صحابہ کو لے کر حمراء الاسد پہنچے اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ دونوں شہیدوں کو ایک ہی قبر میں دفنایا۔ یہاں مسلمان رات کے وقت پانچ سو چولہوں میں آگ جلاتے تھے تاکہ دور سے نظر آ جائے۔ مسلمانوں کے پڑاؤ اور ان کی آگ کی خبریں ہر طرف پھیل گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دل میں رعب ڈال دیا اور اس نے پلٹ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کی۔ اللہ کے رسول ﷺ واپس آ گئے اور مدینہ میں جمعہ کے روز داخل ہوئے۔ اس مہم میں پانچ دن آپ مدینہ سے باہر رہے اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا۔ (طبقات ابن سعد: 2/48'49)

حمراء الاسد: مدینے سے عقیق کے راستے پر ذوالحلیفہ کے بائیں طرف تقریباً 13 کلومیٹر دور ایک بستی ہے۔ الحمراء نام کے اور بھی کئی شہر ہیں' جیسے اندلس میں قصر الحمراء' بیت المقدس کے نواح میں اور مصر میں بھی ایک قریہ کا نام الحمراء ہے۔

بنو نضیر

(ربیع الاوّل 4 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان بستیوں والوں سے جو مفت کی غنیمت عطا فرمائی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر صرف کی جائے گی تا کہ وہ صرف مالدار لوگوں ہی میں نہ گھومتی رہے۔ اور اللہ کے رسول (ﷺ) جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی سزا بہت سخت ہے۔ یہ غنیمت ان فقیر مہاجرین کو دی جائے گی جن کو ان کے گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیا گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طلبگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے مددگار ہیں۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔'' (الحشر 59:7،8)

رسول اللہ ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ بنو عامر کے دو مقتولوں کی دیت میں تعاون حاصل کرنے کے لیے بنو نضیر کے علاقے میں گئے۔ کیونکہ مسلمانوں اور بنو عامر کے درمیان معاہدہ قائم تھا۔ اور یہودیوں نے آپ سے عہد کر رکھا تھا کہ دیت وغیرہ کی ادائیگی میں وہ باقاعدہ حصہ ڈالا کریں گے۔ جب آپ نے ان سے مدعا بیان کیا تو وہ ظاہراً کہنے لگے: ''ابو القاسم ﷺ! ہم آپ کے مطالبے کے مطابق ضرور حصہ ڈالیں گے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ تشریف لائے ہیں، لہٰذا ہم آپ کو کھانا کھلائے بغیر واپس نہیں جانے دیں گے۔ اتنی دیر میں دیت کا انتظام بھی ہو جائے گا۔'' رسول اکرم ﷺ ان کے گھروں میں سے ایک گھر کی دیوار کے ساتھ بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا۔ کون یہ جرأت کرے گا کہ چھت پر چڑھ کر بھاری پتھر آپ پر گرا دے؟ ہمیں ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے گی۔

اسلام قوت کے استعمال کا بھی قائل ہے اور درگزر کا حامی بھی ہے۔ لیکن درگزر کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان مار کھاتے رہیں اور کفار کی سازشوں کا شکار بنتے رہیں، بلکہ درگزر وہاں ہونی چاہیے جہاں درگزر سے مسلمانوں کی حفاظت یقینی ہو۔

رسول اللہ ﷺ کو وحی سے پتہ چل گیا۔ آپ وہاں سے اٹھ آئے اور ایک صحابی محمد بن مسلمہ انصاری کو ان کے پاس بھیجا تا کہ وہ انہیں بتائیں کہ انہوں نے یہ سازش تیار کی تھی۔ ان کو پتہ چلا تو انہیں سانپ سونگھ گیا۔ وہ کوئی عذر پیش کر سکے نہ

انکار کر سکے۔ آپ نے انہیں دس دن کی مہلت دی کہ ''اگر دس دن کے بعد ان میں سے کوئی نظر آیا تو اسے بلا دریغ قتل کر دیا جائے گا۔'' یہاں رحم کی گنجائش نہ تھی کیونکہ یہاں درگزر کے مقابلے میں دشمنی کا مظاہرہ کیا جا رہا تھا' عہد توڑا جا رہا تھا اور سازشیں تیار کی جا رہی تھیں۔

منافقوں نے بنونضیر کی حمایت شروع کر دی۔ (منافق اعظم) عبداللہ بن ابی ابن سلول انہیں کہنے لگا: ''تم اپنے گھروں سے ہرگز نہ نکلنا بلکہ قلعہ بند ہو جاؤ۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا اور چند دن بعد ان کے درختوں کو آگ لگانے اور کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس سے بنونضیر کو معاملے کی شدت کا احساس ہو گیا' حالانکہ صرف چھ درختوں کو آگ لگائی گئی تھی۔ نتیجتاً انہوں نے شکست قبول کر لی اور اسلحہ چھوڑ کر باقی سامان چھ سو اونٹوں پر لاد کر لے گئے اور جا کر خیبر میں رہنے لگے اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں بنونضیر سے مفت حاصل ہونے والے مال کی بابت یوں تذکرہ فرمایا۔ **ارشاد باری تعالیٰ ہے:**

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸

''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان بستیوں والوں سے جو مفت کی غنیمت عطا فرمائی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق رشتہ داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں پر صرف کی جائے گی تاکہ وہ صرف مالدار لوگوں ہی میں نہ گھومتی رہے۔ اور اللہ کے رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی سزا بہت سخت ہے۔ یہ غنیمت ان فقیر مہاجرین کو دی جائے گی جن کو ان کے گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیا گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طلبگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے مددگار ہیں۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔'' (الحشر: 59/7' 8)

اور ان کی بابت مزید فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۱ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۲ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۱۳ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

قَوۡمٌ لَّا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ کَمَثَلِ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ قَرِیۡبًا ذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۵﴾ کَمَثَلِ الشَّیۡطٰنِ اِذۡ قَالَ لِلۡاِنۡسَانِ اکۡفُرۡ ۚ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّنۡکَ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶﴾ فَکَانَ عَاقِبَتَهُمَاۤ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیۡنِ فِیۡهَا ؕ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۷﴾

’’کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ منافقین اپنے کافر یہودی ساتھیوں کو جا جا کر کہتے ہیں: ’’اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جائیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ اگر تم سے لڑائی کی گئی تو ہم تمہاری بھرپور مدد کریں گے‘ حالانکہ اللہ تعالیٰ قسم کھاتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ اگر یہودیوں کو نکالا گیا تو یہ منافق قطعاً ان کے ساتھ نہیں جائیں گے۔ اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو یہ ہرگز ان کی مدد نہیں کریں گے۔ بالفرض اگر یہ ان کی مدد کریں بھی تب بھی پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ یقین رکھو! ان منافقوں کے دلوں میں تمہارا ڈر اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہے۔ ان کا یہ طرز عمل اس لیے ہے کہ وہ بے وقوف قوم ہے۔ یہ مل کر کبھی آپ سے لڑائی نہیں کر سکتے بلکہ یا تو بند قلعوں میں لڑیں گے یا کوئی چھاپہ مار کارروائی کر سکتے ہیں۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کے سخت خلاف ہیں۔ آپ ظاہراً ان کو متفق دیکھتے ہیں لیکن ان کے دل ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔ ان کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جو ان سے تھوڑا عرصہ قبل جلاوطن ہوئے۔ انہوں نے اپنی شرارتوں کا مزا چکھا اور آخرت میں ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ باقی رہے منافق تو وہ شیطان جیسے ہیں۔ وہ بھی انسان سے کہتا ہے: ’’کفر کر۔‘‘ لیکن جب وہ کافر بن جاتا ہے تو شیطان صاف کہہ دیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔ پس دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں آگ میں جائیں گے۔ ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ ظالموں کا بدلہ ایسا ہی ہوتا ہے۔‘‘ (الحشر 59: 11...17)

❀ ابن هشام: 108/3
❀ البداية والنهاية: 74/4
❀ الطبري: 550/2
❀ الكامل في التاريخ: 119/2
❀ عيون الأثر: 48/2

خیبر
حرہ خیبر
50
100
کلومیٹر
نجد
ینبع النخل
آبار علی
مدینہ منورہ
حرہ واقم
(مشرقی سنگلاخ زمین)
بنوعبدالاشہل اور زعوراء
بنوظفر
السُّنح
بنوحارث بن خزرج
مسجد نبوی
جبل سلع
البقیع
مدینہ منورہ
بنوزُریق
بنوواقف
وادی بطحان
بنوحارث
بنوقینقاع کے مکانات
وادی مہزور
بنوقریظہ کے مکانات
وادی العقیق
وادی مذینب
بنونضیر کے مکانات
بنوعوف بن خزرج
بنوعوف بن
مالک بن اوس
مسجد قباء
بنو نَضِیر (4ھ)
﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ ”جو کاٹا تم نے کوئی کھجور کا درخت یا چھوڑ دیا تم نے اسے قائم اس کی جڑوں پر، تو (یہ سب) اللہ کے حکم سے ہے، اور تاکہ وہ رسوا کرے فاسقوں کو۔“ (الحشر:5/59)

اضافی توضیحات وتشریحات

غزوۂ بنو نضیر

مدینہ میں آباد بنو نضیر ان یہودی قبیلوں میں سے ایک تھا جو اسرائیلی جنگوں کے بعد رومیوں کے دباؤ کی تاب نہ لا کر فلسطین سے یثرب اٹھ آئے تھے۔ الیعقوبی کا کہنا ہے کہ یہ لوگ عربی قبیلہ بنو جذام کی ایک شاخ تھے جو یہودی مذہب اختیار کر کے پہلے جبل نضیر پر آباد ہوئے۔ اس بنا پر بنو نضیر کے نام سے موسوم ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ایک خالص یہودی قبیلہ تھا جس کا تعلق یہود خیبر سے تھا۔ بنو نضیر بھی مدینہ کے دوسرے یہودیوں کی طرح عربوں کے سے نام رکھتے تھے' مگر ان سے الگ تھلگ رہتے تھے اور ایک خاص زبان بولتے تھے۔ یہ لوگ کھیتی باڑی' ساہوکارہ' اسلحہ سازی اور جواہرات کے بیوپار کے ذریعے خاصے امیر تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ بنو نضیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ ان کی اراضی وادی بُطحان اور بُویرہ میں اور رہائش شہر کے جنوب میں تھی۔ سورۃ الحشر انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 22/243' 244)

غزوۂ بنو نضیر: غزوۂ بنو نضیر ربیع الاول سن 4 ہجری میں پیش آیا۔ ہوا یوں کہ عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھوں دو کلابی قتل ہو گئے جن کی دیت معاہدے کے مطابق مسلمانوں اور یہودیوں پر پڑتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دیت کے بارے میں بات کرنے کے لیے بنو نضیر کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا: ''ابو القاسم! آپ یہاں بیٹھیں ہم آپ کا کام کرتے ہیں۔'' اس دوران میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا مشورہ کیا جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپکے سے اٹھ کر آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آ گئے۔ انہوں نے دریافت کیا: ''اللہ کے رسول! آپ اٹھ کر آ گئے اور ہمیں خبر نہ کی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہود نے دھوکہ دینے کی کوشش کی اور اللہ نے مجھے بتا دیا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو پیغام دے کر ان کی طرف بھیجا کہ وطن سے نکل جاؤ' یہاں رہنے کی اجازت نہیں اور اس کے لیے دس دن کی مہلت ہے۔ مگر وہ نہ گئے' مدینے ہی میں رکے رہے۔ عبداللہ بن ابی نے انہیں تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارے حلیف بنو غطفان بھی تمہارا ساتھ دیں گے۔ یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم نہیں نکلیں گے' آپ جو کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تیار کیا اور عصر کی نماز بنو نضیر کی آبادی میں جا کر ادا کی' جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور مدینہ میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور ان کی مدد کے لیے کوئی بھی نہ آیا۔ محاصرے کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کھجوریں کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ ہم یہاں سے جاتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تمہاری بات قابل قبول نہیں' البتہ تم صرف اتنا سامان ساتھ لے سکتے ہو جو تمہارے اونٹ اٹھا لیں' اس سے زیادہ کی اجازت نہیں اور نہ اسلحہ لے جا سکتے ہو۔ یہودیوں نے یہ شرط مان لی۔ آپ نے ان کا پندہ روز تک محاصرہ کیا۔ جب وہ اپنا سامان اٹھا رہے تھے تو اپنے ہی ہاتھوں اپنے گھروں

کوخراب کررہے تھے۔آپ نے انہیں جلاوطن کردیا۔ان کے اس اخراج پرآپ نے **محمد بن مسلمہ** رضی اللہ عنہ کونگران بنایا۔وہ اپنا سامان اورعورتیں اور بچے 600اونٹوں پر لادکر لے گئے۔مدینہ سے نکل کروہ خیبر آباد ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اموال اوراسلحے پرقبضہ کرلیا۔اسلحے میں 50زرہیں 50خوداور 340 تلواریں ہاتھ آئیں۔یہ سامان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص تھا‘ یعنی اس کاخمس نہیں نکالا اورنہ کسی کواس میں سے حصہ دیا‘ البتہ بعض مہاجرین کواس علاقے کے کنویں الاٹ کیے تھے۔(طبقات ابن سعد:2/57‘58)

بنوجذام: یہ نزار کی نسل سے تھے مگراموی دورحکومت میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ کہلان بن سبا کی اولاد میں سے ہیں۔ بنوجذام قبل از اسلام شام اورفلسطین کی سرحدوں پرآباد تھے اوررومیوں کے زیراثر سطحی قسم کے عیسائی بن گئے تھے۔موتہ کے مقام پربنوجذام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ٹکرائے۔انہوں نے 15ھ/636ھ میں جنگ یرموک میں بھی رومیوں کاساتھ دیا۔اس کے بعدوہ مسلمان ہوگئے اورفتوحات شام میں حصہ لیا۔روح بن زنباع جس نے مروان بن حکم کا نام بحیثیت خلیفہ تجویز کیاوہ بنوجذام کارئیس اعظم تھا۔(اردودائرہ معارف اسلامیہ جلد:7)

بنوغطفان: غطفان بن سعد بن قیسِ عیلان کی چراگاہیں خیبراورحجاز سے لے کربنوطی کے پہاڑوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ قبیلہ غطفان کی دوبڑی شاخیں تھیں: اشجع بن ریث بن غطفان یثرب کے قرب وجوار میں آباد تھے اوربغیض بن ریث‘ شربہ اورربذہ کے گردونواح میں رہتے تھے۔بنوبغیض‘عبس اورذبیان میں تقسیم ہوگئے تھے۔داحس وغبراء کی جنگ کے فریق یہی عبس اورذبیان تھے۔بنوغطفان غزوہ خندق میں کفارمکہ کے ساتھ شریک رہے۔انہوں نے 8ھ میں فتح مکہ سے کچھ پہلے اسلام قبول کرلیا۔(اردودائرہ معارف اسلامیہ جلد:2/14)

یہود خیبر

فرمان الٰہی ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾

''کیا آپ نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا؟ اس کے باوجود وہ بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں حتی کہ وہ کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت ڈال دی ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت ڈال دی ہو اس کے لیے تم کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔''
(النساء:4/51، 52)

جب بنونضیر کو گزشتہ اسباب کی بنا پر جلاوطن کر دیا گیا تو ان کے بڑے بڑے سردار، مثلاً: حُیَیّ بن اخطب، سَلاّم بن مِشْکَم، کِنَانہ بن اَبِی الْحُقَیق اور ھَوْذَہ بن قیس وائلی، قریش کے پاس مکہ مکرمہ پہنچے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے خلاف خوب بھڑکایا اور پیشکش کی کہ ہم تمہارا ہر قسم کا ساتھ دیں گے آؤ مل کر مسلمانوں کو ختم کر ڈالیں۔

ابوسفیان نے انہیں خوش آمدید کہا اور انکی خوب آؤ بھگت کی اور کہا: ''جو محمد (ﷺ) کے خلاف ہماری مدد کرے اس سے بڑھ کر ہمیں کون عزیز ہوسکتا ہے؟ لیکن ہمیں تم پر اطمینان نہیں ہے، لہٰذا ہمارے بتوں کو سجدہ کرو تب ہم مانیں گے۔ یہودیوں نے بلا تأمل سجدہ کر دیا۔ پھر قریش نے ان یہودیوں سے کہا: ''تم اہل کتاب اور اہل علم ہو۔ ہمارے اور محمد (ﷺ) کے اختلاف کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا ہمارا دین بہتر ہے یا محمد (ﷺ) کا؟ کیا ہم راہ راست پر ہیں یا محمد (ﷺ)؟'' یہودی کہنے لگے: ''تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے اور تم اس کی بجائے حق کے نزدیک ہو اور تم زیادہ ہدایت یافتہ ہو کیونکہ تم بیت اللہ کی تعظیم کرتے ہو، حاجیوں کے کھانے پینے کا اہتمام کرتے ہو، اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہو اور اپنے آباء واجداد کے دین پر ہو، لہٰذا تم اس سے زیادہ حق پر ہو۔'' تب اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیات نازل فرمائیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾

''کیا آپ نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا؟ اس کے باوجود وہ بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں حتی کہ وہ کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت ڈال دی ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت ڈال دی ہو اس کے لیے تم کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔''

(النساء:4/51'52)

پھر یہ یہودی غطفان قبیلے کے پاس گئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر اکسایا۔ بلکہ ان کو پیشکش کی کہ اگر تم جنگ میں شریک ہو جاؤ تو ہم تمہیں ہر سال خیبر کا نصف پھل (بہترین کھجور) دیا کریں گے۔ اس طرح ان کی کوششوں سے قریش، غطفان، بنو مرہ، اشجع، سلیم اور بنو اسد وغیرہ نے مل کر لڑائی کی تیاری شروع کر دی۔ اس کے نتیجے میں شوال 5 ہجری میں جنگ احزاب (خندق) لڑی گئی۔

❀ ابن خلدون : 29/2
❀ الطبري : 564/2
❀ ابن هشام : 137/3
❀ عيون الأثر : 55/2
❀ البداية والنهاية : 92/4

یہود خیبر
﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ
وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴾
”کیا نہیں دیکھا آپ نے طرف ان لوگوں کی جو دیئے گئے کچھ حصہ کتاب سے‘ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ بتوں
اور شیطان کے اور کہتے ہیں واسطے ان لوگوں کے جنہوں نے کفر کیا‘ یہ لوگ زیادہ ہدایت والے ہیں‘ ان لوگوں
سے جو ایمان لائے‘ راستے کے لحاظ سے۔“ (النساء: 51/4)
عقبہ
أیلہ (ایلات)
مدین
مقنا
تبوک
ترپم
مویلح
ضبا
مدین
تیماء
مدائن صالح
(حجر)
العلاء
الوجہ
فدک
خیبر
وادی القریٰ
مدینہ منورہ
ینبع
حجاز
بحیرہ قلزم (بحیرہ احمر)
رابغ
جدہ
مکہ مکرمہ
طائف
تربہ
سوڈان
(افریقہ)
500
400
300
200
100
کلومیٹر
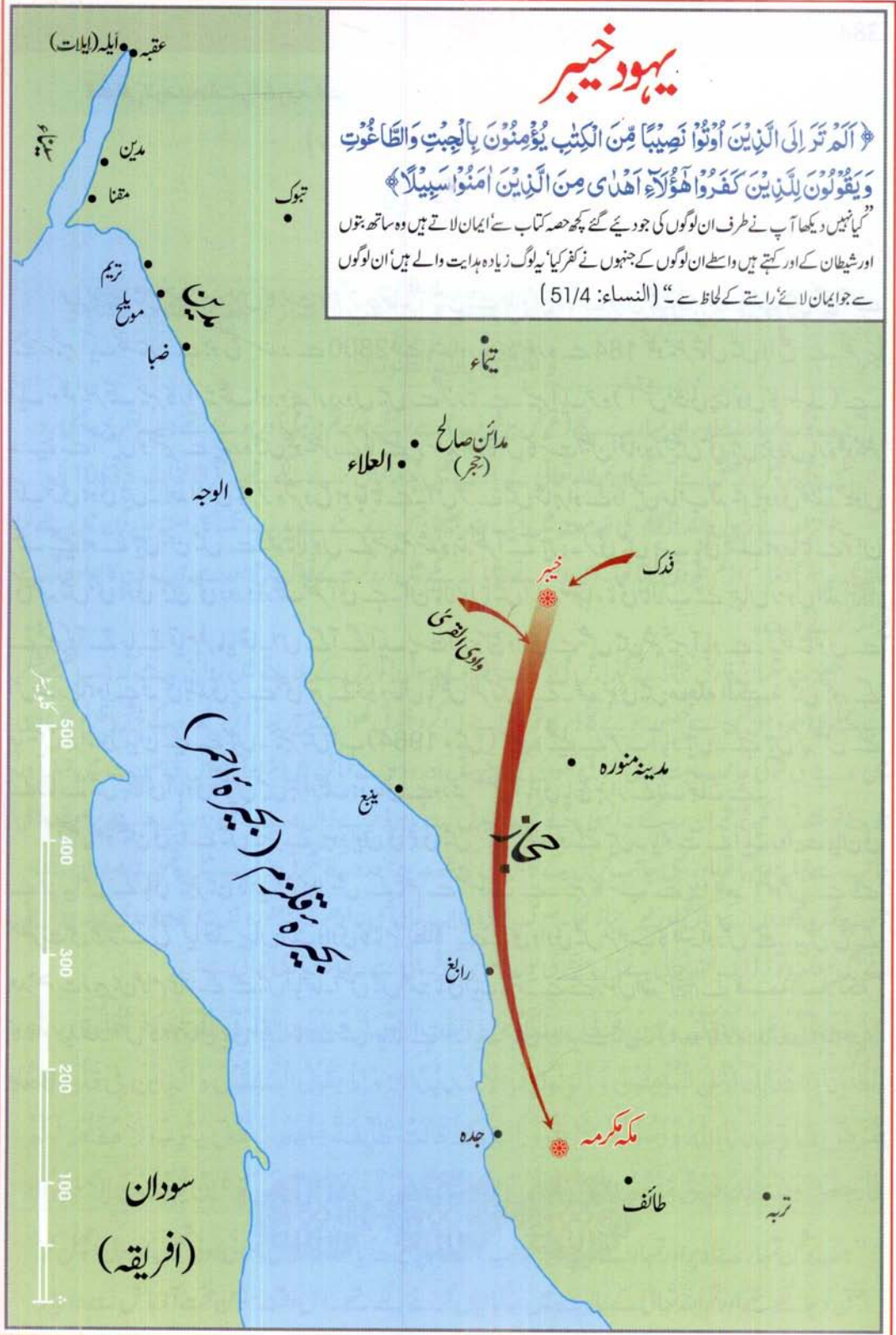
خیبر

عہد نبوت میں خیبر یہودیوں کا بہت بڑا گڑھ تھا۔ فلسطین سے جلاوطن ہو کر یہودی قبیلے خیبر اور یثرب میں بھی آ بسے تھے۔ خیبر ایک نخلستان ہے جو سطح سمندر سے 2800 فٹ بلند اور مدینہ منورہ سے 184 کلومیٹر شمال میں واقع ہے۔ تقریباً ایک سو کلومیٹر تک خیبر کا راستہ تنگ اور پیچدار دروں میں سے گزرتا ہے۔ خیبر ایک حرہ (آتش فشانی چٹانوں کا سلسلہ) ہے۔ مدینے سے آئیں تو شہر سے پندرہ بیس کلومیٹر کے فاصلے پر سفید اور قابل کاشت لیکن افتادہ زمینیں ملتی ہیں جو دس بارہ کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہیں۔ بعد ازاں پھر حرہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس حرے میں شاہراہ کے دائیں جانب قدیم یہودی کھنڈر میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں جن میں سے کچھ تالابوں کے منہدم شدہ بند نظر آتے ہیں۔ گرمی میں جب پانی خشک ہو جاتا ہے تو ان کی تہہ میں جمی ہوئی مہین مٹی دور دور تک نظر آتی ہے۔ ان تالابوں میں ایک صہباء نامی تالاب ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو آتے جاتے قیام فرمایا تھا۔ اس کے آگے ایک پست اور وسیع وادی ہے جس میں شہر خیبر آباد ہے۔ یہ نخلستانوں سے اس قدر پٹا ہوا ہے کہ کسی بلندی پر سے بھی شہر کے خط و خال بالکل نظر نہیں آتے۔ عہد نبوی میں **محلہ الکتیبۃ** میں کھجور کے چالیس ہزار پیڑ بیان کیے گئے ہیں۔ خیبر میں اب (1964ء میں) عنیزہ قبیلے کے عرب آباد ہیں۔ کہتے ہیں کہ فصل کٹنے کے زمانے میں ہنگامی آبادی پچیس تیس ہزار تک ہو جاتی ہے ورنہ مستقل آبادی پانچ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

بعض مؤلفین کی رائے میں خیبر کے یہودیوں کی بولی میں ''خیبر'' قلعہ کو کہتے ہیں۔ یاقوت نے ایک روایت بیان کی ہے کہ یہ اس کے بانی خیبر بن قانیہ بن مہلائیل کے نام سے منسوب ہے۔ خیبر کا سب سے بڑا قلعہ ''القموص'' ہے جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ یہاں ایک وادی کا نام ''نِطَاۃ'' ہے۔ اسی وادی میں مرحب کا قلعہ اور محل تھے۔ یہ محل فتح کے بعد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا تھا۔ الشق میں الحمۃ نامی ایک چشمہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ''قسمۃ الملائکۃ'' کا نام دیا تھا۔ اس کا دو تہائی پانی ایک نالے میں جاتا ہے اور ایک تہائی دوسرے میں۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد:9)

جنگ خندق (غزوۂ احزاب)

(شوال 5 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ⑩

''جب لوگ تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے (غرض ہر طرف) سے اکٹھے ہو کر تم پر حملہ آور ہو گئے تھے' جب نظریں پھٹی رہ گئیں' دل اچھل کر حلق سے آ لگے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں کرنے لگے تھے۔'' (الاحزاب:10/33)

بنوخزاعہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک وفد بھیجا جس نے مکے سے مدینے تک کا راستہ چار دن میں طے کیا حالانکہ یہ سفر عموماً کم از کم چھ دن لیتا تھا۔ اس وفد نے بتایا کہ مکے میں اردگرد کے قبائل جمع ہو رہے ہیں۔ ان کا ارادہ مدینے پر حملہ کرنے کا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے گذارش کی: ''اے اللہ کے رسول! فارس کے علاقے میں رواج یہ ہے کہ جب عظیم لشکر کے حملے کا خطرہ ہو جس سے محصور ہونے کا ڈر ہو تو ہم اپنے اردگرد خندق کھود لیتے ہیں۔'' اس مشورہ کے پیش نظر نو دس دن میں مدینے کی شمالی جانب بہت بڑی خندق کھودی گئی۔ قریش اور دوسرے قبائل دس ہزار جنگجوؤں کی صورت میں حملہ آور ہوئے تو خندق دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے مجبوراً خندق سے باہر ڈیرے ڈال دیے۔ اس دور میں مدینے پر صرف اسی جانب سے حملہ ہو سکتا تھا اور یہی جانب لڑائی کے قابل تھی کیونکہ مدینہ منورہ کے مشرق و مغرب میں پتھریلے میدان تھے اور جنوب میں کھجوروں کے باغ اور عیر پہاڑ تھا۔ صرف شمالی جانب خالی تھی۔ ادھر مدینہ منورہ میں موجود یہودی قبیلہ بنوقریظہ نے بھی معاہدہ توڑ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اس منظر کی یوں تصویر کشی فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ⑩ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ⑪ وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ⑫ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ⑬

''جب دشمن تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے (ہر جانب) سے تم پر چڑھ آیا تھا' آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں' اور دل اچھل کر حلق کو جا لگے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں کرنے لگے تھے۔ اس وقت مومن سخت آزمائش سے دوچار

تھے اور ان کے دل دہلے ہوئے تھے۔ اس وقت منافق اور بیمار دل والے لوگ کہہ رہے تھے: ''اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جھوٹے وعدے کیے تھے۔'' منافقوں میں سے ایک گروہ نے کہا: ''اے یثرب والو! تمہارے ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہیں، واپس چلے جاؤ۔'' اور کچھ منافق آپ سے واپسی کی اجازت طلب کرنے لگے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے گھر غیر محفوظ نہیں تھے بلکہ وہ بھاگنا چاہتے تھے۔'' (الاحزاب:33/10...13)

اس جنگ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو ایک (خطرناک) تیر لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خیمہ مسجد نبوی کے قریب ہی لگوا دیا جہاں رفیدہ اسلمیہ کا خیمہ تھا۔ (رفیدہ اسلمیہ زخمیوں کا علاج کیا کرتی تھیں)

ایک ماہ محاصرے کے بعد نعیم بن مسعود اشجعی آپ کے پاس آئے وہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن ان کے اسلام کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کی کہ ''میں اس نازک موقع پر کیا خدمت سرانجام دے سکتا ہوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ﴾ ''جنگ میں دشمن کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔'' حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے اپنی دانائی اور حکمت کے ساتھ دشمن کے مختلف گروہوں میں پھوٹ ڈال دی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے زبردست آندھی بھیج دی جس نے ان کے خیمے اکھیڑ دیے، دیگیں الٹ دیں اور ان کی آگ بجھا دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مایوس ہو کر بے نیل مرام اپنے گھروں کو کھسک گئے اور میدان خالی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس احسان کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٩﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿١١﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿١٢﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾

''اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جب تم پر ہر طرف سے لشکر چڑھ آئے تھے تو ہم نے ان پر آندھی اور ان دیکھے لشکر بھیجے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو بخوبی دیکھ رہا تھا جب دشمن تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے (ہر جانب) سے تم پر چڑھ آیا تھا، آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں، اور دل اچھل کر حلق کو جا لگے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں کرنے لگے تھے۔ اس وقت مومن سخت آزمائش سے دوچار تھے اور ان کے دل دہلے ہوئے تھے۔ اس وقت منافق اور بیمار دل والے لوگ کہہ رہے تھے: ''اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جھوٹے وعدے کیے تھے۔ منافقوں میں سے ایک گروہ نے کہا: ''اے یثرب والو! تمہارے ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہیں، واپس چلے جاؤ۔'' اور

کچھ منافق آپ سے واپسی کی اجازت طلب کرنے لگے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے گھر غیر محفوظ نہیں تھے بلکہ وہ بھاگنا چاہتے تھے۔'' (سورۂ الاحزاب:33/9...13)

❀ ابن خلدون : 8/2
❀ الطبري : 571/2
❀ ابن هشام : 131/3
❀ الكامل في التاريخ : 125/2
❀ البداية والنهاية : 104/4
❀ عيون الأثر : 59/2

غزوۂ خندق
(غزوۂ احزاب)(شوال 5ھ)
﴿ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ ﴾
"اور جب پھر گئی تھیں آنکھیں اور پہنچ گئے تھے دل گلوں تک"
(الاحزاب: 10/33)
خندق کی وسعت
لمبائی: 5544 میٹر
اوسط چوڑائی: 4،62 میٹر
اوسط گہرائی: 3،234 میٹر
ملاحظہ کیجیے خندق کی مٹی نے مدینہ کی جانب ایک بلند دیوار سی بنادی تھی
احزاب کا حملہ
مجمع الاسیال
(برساتی نالوں کا سنگم)
قریش
غطفان
سُلیم
کنانہ
فزارہ
اَشجع
بنو مُرّہ
بنو اسد
اُحد پہاڑ
خندق
حرّہ وبرہ
(مغربی سنگلاخ ٹیلے)
آتشی چٹانیں
حرّہ واقم
(شرقی سنگلاخ زمین)
آتشی چٹانیں
بنو حارثہ
مزاد
نبیت
بنو عبدالاشہل
اور زعوراء
بنو ظفر
ثنیۃ الوداع
جبل سلع
مسجد الفتح
مسلمانوں کی قیادت
مسجد نبوی
بنو نجّار
بنو حارث بن خزرج
السُّنح
البقیع

غزوۂ خندق

قریش مکہ اور مسلمانوں کے مابین تیسرا بڑا معرکہ غزوۂ خندق تھا۔ چونکہ قریش، یہود خیبر اور بہت سے گروہ اس میں جتھہ بندی کر کے مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے اس لیے ان کے قرآنی نام ''احزاب'' سے بھی یہ معرکہ منسوب ہے۔ عہد نبوی میں مدینے کی شمالی سمت کھلی تھی، باقی تین اطراف میں مکانات اور نخلستان تھے جن میں سے دشمن گزر نہ سکتا تھا، چنانچہ کھلی سمت میں خندق کھود کر شہر کے دفاع کا فیصلہ ہوا۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: ''تاریخ اسلام میں ایک مشہور واقعہ جو غزوہ خندق کے نام سے مشہور ہے، ذوالقعدہ 5ھ کا محاصرہ مدینہ ہے۔ جس میں مدافعت کے لیے مسلمانوں نے خندق کھودی تھی۔ چوڑائی اور گہرائی کا مؤرخ ذکر نہیں کرتے، مگر گھوڑا اچھلانگ نہ سکنے کی تصریح کی بنا پر شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ دس گز چوڑی اور شاید پانچ گز گہری تھی۔ مسلمان رضا کاروں کی تعداد تین ہزار بیان کی گئی ہے اور ہر دس آدمیوں کی جماعت کو چالیس چالیس ذراع (ہاتھ) لمبی خندق کھودنے کا کام سپرد ہوا۔ ان تین سوٹولیوں میں سے ہر ایک نے بیس گز یعنی کل 6 ہزار گز یا کوئی ساڑھے تین میل لمبی خندق کھودی۔ مسلمان خندق کی کھدائی سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ قریش، غطفان، بنومرہ، اشجع، سلیم اور بنواسد پر مشتمل احزاب آ پہنچے اور شہر کا محاصرہ کرلیا۔

خندق کی حفاظتی تدابیر: ابن سعد وغیرہ کے مطابق دیار بنی حارثہ کے قلعہ راتج (اور بعض روایتوں میں آطام شیخین) سے جبل ذباب تک کا حصہ مہاجرین کے سپرد ہوا اور وہاں سے جبل بنی عبید اور مذاد سے ہوتے ہوئے مسجد فتح تک انصار متعین کیے گئے۔ (آطام شیخین کی جانشین مسجد شیخین مجھے 1947ء میں جبل سلع اور جبل احد کے درمیان حرہ شرقی کے مغربی کنارے پر نظر آئی اور شاید دو گڑھیوں کی یادگار اس چھوٹی سی مسجد کی چھت پر برجیاں بنائی گئی ہیں، غالباً راتج اس کے پاس ہی ہوگا) جبل ذباب پر رسول اللہ ﷺ کھدائی کے وقت خیمہ زن تھے۔ اس کی یادگار میں وہاں ''ذوباب'' یعنی دروازے والی مسجد تعمیر ہوئی جواب تک ذُباب کے نام سے مشہور ہے اور جبل سلع پر واقع ہے۔ جبل بنی عبید کا پتا نہیں چل سکا۔ گمان ہوتا ہے کہ یہ حرہ غربی میں مسجد قبلتین کے قریب دو پہاڑیوں میں سے مغربی پہاڑی ہوگی۔ جبل مذاد میری دانست میں جبل سلع کے مغرب کی ہلالی شکل کی پہاڑی یا اس سے ملے ہوئے ٹیکرے کا نام ہے۔

مسجد فتح وہ مقام ہے جہاں محاصرہ شروع ہونے پر آنحضرت ﷺ کا خیمہ منتقل ہوا۔ یہاں آپ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں فتح کی دعا کی تھی۔ یہ ایک مشہور قدیمی زیارت گاہ ہے اور اب تک جبل سلع کی ایک مغربی چوٹی کے محفوظ مقام پر موجود ہے۔ ذباب، بنی عبید، مذاد اور مسجد فتح ایک مربع سا بن جاتا ہے۔ غالباً یہ آباد علاقہ تھا، یہاں اب بھی کچھ باغات موجود ہیں۔ عام فوج اس محفوظ علاقے میں خیمہ زن ہوئی ہوگی۔ ذباب و شیخین کے نیچے کا رقبہ بھی آباد ہوگا کیونکہ 1945ء و مابعد میں یہاں ایک بڑے شفاخانے کی تعمیر کے لیے جگہ صاف کرائی گئی تو بیسیوں پرانے کنویں برآمد ہوئے تھے۔

الواقدی نے لکھا ہے کہ جب خندق کھودی گئی تو شہر کے جنوبی اور مغربی علاقوں کے بسنے والوں نے خندق کو اپنے طور پر عہد نبوی کی عیدگاہ (مصلیٰ، جہاں اب مسجد غمامہ ہے) کے قریب سے گزارا اور خاصی دور تک قباء کے رخ بڑھا دیا۔ المطری نے التعریف (تاریخ مدینہ) میں لکھا ہے کہ اب وادی بطحان سابقہ گزرگاہ کو بدل کر اس جگہ سے گزرتی ہے جہاں خندق کا یہ حصہ کھودا گیا تھا۔ اس سے وادی بطحان کی سابقہ گزرگاہ کے ایک حصے کا اگرچہ پتا نہیں چلتا، لیکن مذکورہ ذیلی خندق کے تعین میں موجودہ گزرگاہ سے معقول رہنمائی ہوسکتی ہے۔ الواقدی نے لکھا ہے کہ قباء میں بعض قبائل نے اپنے قلعوں (آطام) کے گرد بھی خندقیں کھود لی تھیں۔

محاصرین کا زور نہ چل سکا تو یہود خیبر نے مدینے کے بنوقریظہ کو ننگ و ناموس کا واسطہ دے کر غداری پر آمادہ کر لیا اور وہ حملے کی تیاری کرنے لگے۔ اس کے سدباب کے لیے ایک نومسلم (**نعیم بن مسعود الْاَشْجَعی الغطفانی**) نے، جس کے اسلام لانے کی خبر ابھی تک پھیلی نہ تھی ایک چال چلی۔ انہوں نے پہلے بنوقریظہ کو سمجھایا کہ جنگی اقدام سے پہلے قریش سے یرغمال حاصل کر لو کہ وہ ادھوری جنگ چھوڑ کر نہ چلے جائیں، ورنہ تم تنہا محمد ﷺ کا مقابلہ نہ کرسکو گے۔ پھر قریش کے پڑاؤ میں جا کر مشہور کیا کہ بنوقریظہ نے آنحضرت ﷺ سے ساز باز کر لی ہے اور دوستی کا ثبوت دینے کے لیے وعدہ کیا ہے کہ قریش کے چند سرداروں کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے سپرد کر دیں گے۔ پھر یہی خبر اسلامی لشکر میں پھیلائی اور کسی کے دریافت کرنے پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: (**لَعَلَّنا اَمَرْنَا هُمْ بِذٰلِکَ**) ''ہوسکتا ہے ہم نے انہیں اس بات کا حکم دیا ہو۔'' اس کی اطلاع بھی قریش کے پڑاؤ تک پہنچی تو دشمنوں میں باہمی غلط فہمیاں پختہ ہوگئیں اور بنوقریظہ و قریش کے تعاون کے امکانات ختم ہوگئے۔

اس اثنا میں دشمن کا سامان رسد ختم ہونے لگا اور اللہ تعالیٰ نے قریش اور غطفان پر سخت آندھی بھیجی جس سے ان کی ہانڈیاں الٹ گئیں اور ان کے خیمے اکھڑ گئے، سردی بڑھ گئی، شدید طوفانی ہوائیں چلنے لگیں، قریش اور ان کے ساتھی قبائل مایوسی کے عالم میں محاصرہ اٹھا کر واپس چل دیے اور مطلع صاف ہوگیا۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد:9، ص:6 تا 10)

بنوقریظہ (ذوالقعدہ 5ہجری)

ابولبابہ: رفاعہ بن عبدالمنذر ر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾

''کچھ لوگوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا۔ انہوں نے ملے جلے کام کیے تھے' نیک بھی اور برے بھی۔ امید ہے اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (التوبۃ:102/9)

غزوۂ بنی قریظہ علانیہ بغاوت کا منصفانہ بدلہ تھا۔ انہوں نے طے شدہ معاہدے کو توڑ دیا تھا جس کے رو سے وہ کسی بھی دشمن کے حملہ کے وقت مسلمانوں کی مدد کے پابند تھے اور اس نازک موقع پر' جبکہ دس ہزار کا لشکر مدینہ منورہ کے شمال میں اتر چکا تھا' وہ دشمن سے مل گئے کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اب کوئی مسلمان زندہ نہ بچ سکے گا۔ ان کا تیا پانچا ہو کر رہے گا اور ان کا خاتمہ دنوں کی بات ہے۔

بیرونی دشمن کے بھاگ جانے کے بعد مسلمانوں نے بنوقریظہ کا رخ کیا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ اب بنوقریظہ پھنس چکے تھے۔ وہ مسلمانوں سے محاصرے کا سبب نہیں پوچھ سکتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم ''جرم عظیم'' کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ البتہ انہوں نے حضرت ابولبابہ انصاری کو بلایا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ان کے قلعہ میں گئے تو یہودی گریہ وزاری کرنے لگے۔ آخر انہوں نے پوچھا: ''اے ابولبابہ! کیا ہم محمد (ﷺ) کے فیصلے کو مانتے ہوئے لڑائی سے دست کش ہو جائیں؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں'' اور ساتھ ہی اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔ مقصد یہ تھا کہ تمہارے قتل کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

ابولبابہ کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! مجھے فوراً احساس ہو گیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوا ہوں۔'' ابولبابہ فوراً مسجد نبوی میں پہنچے اور اپنے آپ کو مسجد کے ایک ستون (کھجور کے تنے) سے باندھ لیا اور اعلان کر دیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ سے میری توبہ قبول نہیں فرما لیتا' اس وقت تک میں یہیں بندھا رہوں گا۔''

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ چھ دن اور ایک روایت کے مطابق بیس دن اسی طرح بندھے رہے۔ ان کی بیوی ہر نماز کے وقت آتی اور انہیں نماز کے لیے کھول دیتی وہ وضو اور نماز سے فارغ ہو کر پھر اپنے آپ کو وہیں باندھ لیتے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

''کچھ لوگوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا۔ انہوں نے ملے جلے کام کیے تھے۔ کوئی نیک کوئی برے۔ امید ہے اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ ان کے مالوں میں سے صدقہ وصول کریں جس کے ساتھ آپ ان کو صاف کریں۔ پھر ان کے لیے دعا کیا کیجیے۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے دلی سکون کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے صدقات وصول فرماتا ہے اور وہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (التوبۃ :9/102...104)

بنوقریظہ نے بالآخر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے اور مسلمانوں کے درمیان فیصل تسلیم کرلیا۔ ان کو رفیدہ اسلمیہ کے خیمہ سے یہاں لایا گیا۔ انہوں نے فیصلہ سنایا:

''بنوقریظہ کے تمام بالغ لڑائی کے قابل مرد قتل کردیے جائیں۔ ان کے مال مسلمانوں میں تقسیم کردیے جائیں اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا جائے۔'' **غزوہ بنوقریظہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:**

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

''اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصے سمیت دفع کردیا۔ وہ کوئی فائدہ حاصل نہ کرسکے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو لڑائی سے بچالیا۔ اللہ تعالیٰ بڑی قوت خوب غلبے والا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مدد کرنے والے یہودیوں کو ان کے مضبوط قلعوں سے نیچے اتار لیا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا۔ کچھ کو تم نے قتل کردیا باقی کو تم نے قیدی بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی زمین' گھر اور مال وراثت میں دے دیے' بلکہ ایک ایسا علاقہ بھی تمہیں عطا فرمائے گا جس پر ابھی تمہارے قدم نہیں پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر بخوبی قدرت رکھتا ہے۔'' (الاحزاب:33/25...27)

❀ ابن هشام : 141/3
❀ الطبري : 581/2
❀ أسد الغابة : 375/2
❀ فتوح البلدان : 34
❀ الروض الأنف : 268/2

خندق کی جائے وقوع
حرّہ واقم
(مشرقی سنگلاخ زمین)
بنوحارثہ
بنوعبدالاشہل اور زعوراء
غبیت
ثنیۃ الوداع
بنوظفر
بنوحارث بن خزرج
السُّنح
البقیع
مسجد نبوی
جبل سلع
بنوواقف
بنوزُریق
وادی بطحان
بنوحارث
بنوقینقاع کے مکانات
وادی مہزور
بنوقریظہ
وادی مذینب
بنوعوف بن خزرج
بنونضیر کے مکانات
بنوعوف بن مالک بن اوس
مسجد قباء
غزوہ بنوقریظہ
(5ھ)
ابولبابہ رفاعہ بن عبدالمنذر
﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾
”اور (کچھ) دوسرے وہ ہیں جنھوں نے اعتراف کیا اپنے گناہوں کا، ملایا انہوں نے ایک عمل اچھا اور دوسرا (عمل) برا، امید ہے کہ اللہ توجہ فرمائے گا ان پر، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اَزحد رحم کرنے والا ہے۔“
(التوبة: 102/9)

غزوۂ بنوقریظہ

بنوقریظہ' یثرب کے تین یہودی قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا جو بنونضیر کا رشتے دار تھا۔ دونوں قبیلے مل کر بنودریہ کہلاتے تھے۔ یہ دوسرے یہودیوں کے مقابلے میں خاصی مدت بعد یثرب میں آباد ہوئے۔ بنوقریظہ کی دو شاخیں تھیں: بنوکعب اور بنوعمرو۔ وہ شہر سے باہر جنوب کی طرف وادی مہزور میں اپنے ہم نسب قبیلے ہدل کی معیت میں رہتے تھے۔ ان کے شمال مغرب میں قبیلہ اوس کا علاقہ تھا' شمال مشرق میں بنوعبدالاشہل کا اور مشرق میں الحرّہ واقع تھا۔ قریظہ' جو زمینوں کے مالک تھے' اپنی زرعی پیداوار' نیز تجارت کی بدولت بڑی فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کی مدینے میں تشریف آوری کے وقت ان میں 750 سپاہی تھے اور ان کے پاس ہتھیاروں اور زرہوں کے بڑے ذخیرے موجود تھے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 16 / 2 صفحہ: 110)

بنوقریظہ کا محاصرہ: رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس آنے کے بعد ابھی ہتھیار اور کپڑے اتار کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں غسل کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور بنوقریظہ کی طرف نکلنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ ''میں آگے آگے جا رہا ہوں' ان کے قلعوں میں زلزلہ برپا کروں گا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالوں گا۔'' اور یہ کہہ کر وہ فرشتوں کے جلو میں روانہ ہو گئے۔ (صحیح بخاری' حدیث: 2813)

ادھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں منادی کرائی کہ جو شخص ''سمع وطاعت'' پر قائم ہے' وہ عصر کی نماز بنوقریظہ میں پڑھے۔ (صحیح بخاری' حدیث: 946) اس کے بعد مدینے کا انتظام ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ کا پھریرا دے کر ایک جماعت کے ساتھ آگے روانہ فرما دیا۔ بنوقریظہ نے انہیں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہرزہ سرائی کی۔ ادھر اعلان سن کر مسلمان بھی جھٹ پٹ تیار ہوئے اور نکل پڑے۔ بعض لوگ ابھی راستے ہی میں تھے کہ عصر کا وقت ہو گیا' چنانچہ کچھ لوگوں نے وہیں نماز پڑھ لی اور کچھ لوگوں نے بنوقریظہ پہنچنے تک مؤخر کی۔ رسول اللہ ﷺ بھی مہاجرین وانصار کے جلو میں نکلے اور بنوقریظہ کے ''انا'' نامی ایک کنویں پر پڑاؤ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے بنوقریظہ کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ اپنی گڑھیوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ انہیں لڑائی کی جرأت نہ ہوئی۔

بنوقریظہ کا انجام: محاصرہ کی طوالت سے بنوقریظہ کے حوصلے ٹوٹ گئے' چنانچہ پچیس روز کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا کہ آپ جو فیصلہ مناسب سمجھیں کریں۔ آپ ﷺ نے مردوں کو باندھ لیا اور عورتوں اور بچوں کو علیحدہ کر لیا۔ قبیلہ اوس کے لوگ عرض پرداز ہوئے کہ ہمارے ان حلیفوں پر احسان فرمائیں جس طرح خزرج کے حلیف بنوقینقاع پر احسان فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم (قاضی) مقرر کیا۔ انہوں نے فیصلہ دیا کہ ''مردوں کو قتل کر دیا جائے' عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور اموال تقسیم کر دیے جائیں۔'' اس

پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ان کے بارے میں ویسا ہی فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔'' (تجلیات نبوت: ص: 235 تا 237)

غزوۂ مُرَیْسِیع

(بنو مُصْطَلِق 5 ہجری)

بنو مصطلق کے سردار حارث بن ضرار نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے اپنی قوم اور اعراب میں سے کافی لوگ اکٹھے کر لیے۔ رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ 2 شعبان 5 ہجری کو سات سو صحابہ لے کر حارث کے لشکر کو تتر بتر کرنے کے لیے چلے۔ مُرَیْسِیع کے پانی (چشمے) کے قریب مقابلہ ہوا۔ حارث اور اس کے ساتھیوں کو شکست فاش ہوئی۔ اس غزوہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا غلام خزرج کے ایک حلیف جہجاہ بن مسعود سے لڑ پڑا۔ حضرت عمر کے غلام نے خزرج کے حلیف کو مارا۔ منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی نے ناراضی کا اظہار کیا اور کہا: ''اللہ کی قسم! اگر ہم مدینے واپس گئے تو ہم عزت والے ان ذلیلوں کو نکال دیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اپنی حکمت عملی سے یہ فتنہ فرو کر دیا۔ آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ چلنے میں مصروف ہو جائیں اور اس فتنے سے غافل ہو جائیں۔ جب زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی کی یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی تو اس نے جھوٹی قسم کھائی کہ میں نے یہ الفاظ نہیں کہے۔ زید بن ارقم جھوٹ بولتا ہے۔ **اللہ تعالیٰ نے زید رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی:**

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾

''ہم چاہتے ہیں کہ اس کو تمہارے لیے نصیحت بنائیں اور یاد رکھنے والا کان اسے یاد رکھے۔'' (الحاقۃ: 12/69)

اس لیے حضرت زید کو ذُو الْاُذُنِ الْوَاعِیَہ ''یاد رکھنے والے کان کا مالک'' کہا جاتا تھا۔ اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بارے میں سورۂ منافقین کی (درج ذیل) کئی آیات اتریں۔ **ارشاد باری تعالیٰ ہے:**

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۶﴾ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۷﴾ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾

''جب ان منافقوں کو کہا جاتا ہے: ''آؤ! اللہ کے رسول تمہارے لیے استغفار کریں تو وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے تکبر کے ساتھ منہ موڑ جاتے ہیں۔ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں فرماتا۔'' یہی لوگ کہتے ہیں: ''تم اللہ کے رسول کے ساتھیوں پر اپنا

مال خرچ نہ کرو تاکہ یہ لوگ بکھر جائیں'' حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے صرف اللہ کے پاس ہیں' لیکن منافق نہیں سمجھتے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں: ''اگر ہم مدینے واپس پہنچ گئے تو ہم عزت والے ان ذلیلوں کو مدینے سے نکال دیں گے۔'' حالانکہ عزت تو صرف اللہ کے لیے' اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے ہے' لیکن منافق نہیں جانتے۔'' (المنافقون:63/5...8)

عبداللہ بن ابی نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے اسی جنگ کے دوران میں اپنے اس فتنے کے ساتھ ایک اور فتنہ کھڑا کیا اور اپنے اس جھوٹ کے ساتھ ایک اور جھوٹ گھڑا جسے ''واقعۂ افک'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

واقعہ یوں ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضائے حاجت کے سلسلے میں اور اپنا ہار تلاش کرتے ہوئے تاخیر ہوگئی اور لشکر چل پڑا۔ حضرت صفوان بن معطل سُلمی رضی اللہ عنہ لشکر کی خدمت پر مامور تھے۔ وہ لشکر سے پیچھے پیچھے رہتے تھے تاکہ ان کی گری پڑی اشیاء اٹھالیں۔ جب انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لیٹے دیکھا تو پہچان لیا اور انہیں اپنا اونٹ پیش کیا۔ وہ اونٹ پر سوار ہوگئیں اور یہ مہار پکڑ کر چلنے لگے۔ دوپہر کے قریب وہ لشکر کو آملے۔ جب عبداللہ بن ابی نے یہ دیکھا تو کہا: ''تمہارے نبی کی بیوی نے ایک آدمی کے ساتھ رات گزاری ہے اب دن کو وہ اسے اونٹ پر بٹھا کر لا رہا ہے۔ یہ دونوں پاک صاف نہیں ہوسکتے۔'' منافقوں نے اسے جنگل کی آگ کی طرح پھیلا دیا اور مدینہ افواہوں اور الزامات سے بھر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقہ طیبہ وطاہرہ رضی اللہ عنہا کے حق میں مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائیں۔ **ارشاد باری تعالیٰ ہے:**

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا

اُولِی الْقُرْبٰی وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾

''بلاشبہ جن لوگوں نے الزام تراشی کی ہے وہ تم میں سے ہی ایک گروہ ہے اور تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ نتائج کے لحاظ سے یہ تمہارے لیے بہتر ثابت ہوگا۔ ان میں سے ہر شخص کو اپنے کیے دھرے کا خمیازہ بھگتنا ہوگا اور جس شخص نے اس میں سب سے زیادہ دلچسپی لی ہے اس کے لیے عذاب عظیم ہے۔ جب تم نے ایسی بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں نہ اپنے بارے میں حسن ظن سے کام لیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو صریح جھوٹ ہے؟ کیوں نہ یہ لوگ اپنے الزام پر چار گواہ لائے؟ جب یہ گواہ نہیں لائے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر دنیا و آخرت میں اللہ کا فضل اور احسان نہ ہوتا تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے اس کی پاداش میں تمہیں عذاب عظیم پہنچتا۔ جب تم زبانوں سے یہ باتیں نقل کرتے تھے اور مونہوں (زبانوں) کے ساتھ وہ باتیں کرتے تھے جن کے بارے میں تمہیں کچھ علم نہ تھا۔ تم اسے معمولی سمجھتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ گناہ عظیم ہے۔ کیوں نہ ایسے ہوا؟ کہ جب تم نے یہ بات سنی تھی تو کہہ دیتے کہ ایسی بات کرنا ہمیں جائز نہیں۔ سبحان اللہ! یہ تو عظیم بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ دوبارہ ایسی غلطی کبھی نہ کرنا' اگر تم اپنے ایمان کا پاس رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات بیان فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب علم و حکمت والا ہے۔ یقیناً جو لوگ چاہتے ہیں کہ مومنین میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب تیار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ رؤف رحیم نہ ہوتا تو تمہیں سزا ملتی۔

اے ایمان والو! شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ جو شخص شیطان کے قدموں کے پیروی کرتا ہے وہ نقصان اٹھائے گا کیونکہ شیطان تو بے حیائی اور منکرات کا حکم دیتا ہے۔ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی شخص کبھی بھی پاک نہ رہ سکتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پاک رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا' جاننے والا ہے۔ تم میں سے فضیلت اور فراخی والے لوگ یہ قسم نہ اٹھائیں کہ وہ رشتہ داروں' مساکین اور مہاجرین کو اللہ کے واسطے کچھ نہیں دیں گے' بلکہ انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ تو بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یقیناً جو لوگ پاکدامن' گناہ سے غافل مومن عورتوں پر الزام تراشی کرتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔'' (النور:24/11...23)

❀ ابن خلدون : 33/2
❀ ابن هشام : 182/3
❀ البداية والنهاية : 156/4
❀ الطبري : 604/2
❀ الكامل في التاريخ : 182/2
❀ عيون الأثر : 91/2

اِفک کا واقعہ
غزوۂ بنو مُصطلَق (خزاعہ کی شاخ)
غزوۂ مُریسیع (شعبان 5ھ)
﴿اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ ”بے شک وہ لوگ جو گھڑ لائے ہیں جھوٹ (بہتان) ایک گروہ ہے تم ہی میں سے نہ گمان کرو تم اسے برا اپنے لئے بلکہ وہ بہتر ہے تمہارے لئے واسطے ہر ایک شخص کے ان میں سے (سزا ہے اس کی) وہ جو کمایا اس نے گناہ سے، اور وہ شخص جس نے اٹھایا بڑا بوجھ اس (گناہ) کا ان میں سے، اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔“
﴿وَ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۗ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ﴾
”اور کیوں نہیں جب سنا تم نے اس کو، کہا تم نے نہیں لائق ہمارے یہ کہ کلام کریں ہم ساتھ اس بات کے، پاک ہے تو (اے اللہ!) یہ تو بہتان ہے، بہت ہی بڑا۔“
﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ﴾
بلاشبہ وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں یہ کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں جو ایمان لائے، ان کے لئے عذاب ہے نہایت دردناک دنیا میں اور آخرت میں۔“ (النور: 19,16,11/24)
اوس اور خزرج
مدینہ منورہ
ذوالحلیفہ (آبار علی)
مزینہ
سلیم
غفار
الابواء
بدر
الجحفہ
رابغ البحر
مریسیع
خزاعہ
قدید
امج
کدید
عسفان
حدیبیہ
جدہ
مکہ مکرمہ
قریش
عرفہ
ہوازن
طائف
ثقیف
مازن
سراۃ کے ازد
خزیمہ
عضل اور قارہ
بحیرہ احمر (قلزم)
200
150
100
50

اضافی توضیحات وتشریحات

غزوۂ بنی المصطلق (اَلْمُرَیسِیْع)

مریسیع: ''قدید'' کے اطراف میں ساحل کے قریب ''مریسیع'' نامی ایک چشمہ ہے۔

قُدَیْد: مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ ابن الکلبی کہتے ہیں جب تبع یمن لڑائی کے بعد مدینہ سے لوٹا تو قدید میں ٹھہرا۔ اس وقت بڑی تیز ہوا چلی جس نے اس کے ساتھیوں کے خیمے پھاڑ دیے۔ اس وجہ سے اس جگہ کا نام قُدَیْد پڑ گیا۔ (معجم البلدان:4/313)

بنو مصطلق: مصطلق' جذیمہ بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ کا لقب ہے۔ اس کی اولاد کو بنو مصطلق کہتے ہیں اور یہ قبیلہ بنو خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔ (فتح الباری:7/536)

قبیلہ خزاعہ کے لوگ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ تھے' مگر بنو مصطلق' قریش کے طرفدار تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس خبر کی تحقیق کے لیے بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ ان سے معلوم ہوا کہ خبر صحیح ہے' لہٰذا آپ ﷺ نے اس حال میں چھاپہ مارا کہ وہ غافل تھے۔ بعض کو قتل کیا۔ عورتوں' بچوں کو قید کیا اور مال مویشی پر قبضہ کرلیا۔ قیدیوں میں بنو مصطلق کے رئیس حارث بن ضرار کی صاحبزادی جویریہ بھی تھیں۔ مدینہ آ کر ان کے اسلام لانے پر نبی ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے شادی کر لی۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنو مصطلق کے ایک سو گھرانے' جو مسلمان ہو چکے تھے' آزاد کر دیے اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے سسرال کے لوگ ہیں۔ اس جنگ کے دوران دو حادثے پیش آئے:

عبداللہ بن ابی کی فتنہ پردازی: ایک مہاجر اور ایک انصاری میں ''مریسیع'' کے چشمہ پر پانی کی وجہ سے جھگڑا ہو گیا اور مہاجر نے انصاری کو مارا تو انصاری نے آواز لگائی: ''اے انصار کے لوگو!'' اس پر مہاجرین نے آواز لگائی: اے مہاجرو!'' اور یہ سن کر طرفین کے لوگ جمع ہو گئے' لیکن رسول اللہ ﷺ نے سبقت کی اور فرمایا: ''میں تمہارے اندر ہوں اور جاہلیت کی پکار پکاری جا رہی ہے؟ اسے چھوڑ دو یہ بدبودار ہے۔'' چنانچہ لوگ ہدایت کی طرف پلٹ آئے۔

عبداللہ بن ابی کو جب خبر ہوئی تو اس نے نبی ﷺ اور مہاجرین کے بارے میں ہرزہ سرائی کی اور کہا: ''عزت والا' ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا۔'' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی ﷺ تک پہنچا دی۔ عبداللہ بن ابی سے پوچھا گیا تو اس نے قسم اٹھا کر انکار کر دیا۔

عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو وہ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جب تک نبی ﷺ اجازت نہیں دیں گے' میرا باپ مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نبی ﷺ نے کہلوا بھیجا کہ اجازت دے دو۔ (صحیح بخاری' حدیث:3518)

واقعۂ افک: غزوہ بنو مصطلق سے واپسی کے دوران میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے باہر گئیں تو ان کا ہار گم ہوگیا۔ اسے تلاش کرتے ہوئے انہیں تاخیر ہوگئی اور قافلہ بے خبری میں انہیں پیچھے چھوڑ گیا۔ ایک صحابی صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے پیچھے رہتے تھے تاکہ اہل لشکر کی گری ہوئی چیز ملے تو اسے اٹھالیں' انہوں نے جب دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لشکر سے پیچھے رہ گئی ہیں تو انہوں نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر بٹھا کر سواری کی نکیل تھامے آگے آگے پیدل چلتے ہوئے لشکر میں آگئے۔

منافقین کو موقع مل گیا۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بہتان طرازیاں شروع کردیں۔ منافقین کا پروپیگنڈہ اتنا زوردار تھا کہ کئی مخلص مسلمان بھی اس کی زد میں آگئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل کرکے انہیں سرخرو اور منافقین کو روسیاہ کردیا۔ (تلخیص حدیث صحیح بخاری: 2661)

صلح حُدَیبِیَہ (بیعتِ رضوان)

ذوالقعدہ 6 ہجری

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾

''اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی کیفیت جان لی اور ان پر اطمینان وسکون نازل فرمایا اور ان کو ایک قریبی فتح عطا فرمائی۔'' (الفتح: 18/48)

رسول اللہ ﷺ چودہ سو صحابہ کی معیت میں عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کو چلے۔ آپ نے اپنے ساتھ قربانی کے ستر (۷۰) اونٹ بھی لیے۔ البتہ منافق اور کچھ اعرابی اس سفر میں آپ کے ساتھ نہیں گئے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر یوں آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۗ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾

''پیچھے رہنے والے اعرابی آپ سے کہیں گے: ''ہمیں اپنے اہل ومال میں بہت مصروفیت تھی۔ لہٰذا آپ ہمارے لیے بخشش کی دعا فرمائیں۔'' یاد رکھو! یہ لوگ اپنی زبانوں کے ساتھ وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ کہہ دیجیے: ''اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کچھ نقصان یا نفع پہنچانے کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اللہ کی مرضی بدلنے کا اختیار رکھتا ہو؟'' حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اللہ کے رسول اور مومن کبھی اپنے گھروں میں واپس نہیں آئیں گے اور یہ چیز تمہارے دلوں کو بہت اچھی لگتی تھی اور تم مومنوں کے بارے میں بڑی بری باتیں سوچ رہے تھے۔ دراصل تم ہلاک ہونے والے لوگ ہو۔ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان نہ رکھتا ہو ہم نے ایسے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔'' (الفتح: 11/48...13)

اس طریقے سے رسول اللہ ﷺ نے قریش کا ہر بہانہ ختم کر دیا۔ خصوصاً یہ کہ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے عام مسافروں والے ہتھیار لیے ہوئے تھے۔ اس بات نے قریش کے موقف کو بہت کمزور کر دیا۔ حدیبیہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کے کئی سفیر آئے۔ آخر آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بطور سفیر مکہ مکرمہ بھیجا۔ مشہور ہو گیا کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ نتیجتاً درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی جس کا نعرہ تھا ''فتح یا شہادت۔'' قریش نے یہ صورت حال دیکھی تو صلح کی پیشکش کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے متعلقات کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾

''اگر یہ کافر آپ سے لڑائی لڑتے تو شکست خوردہ ہو کر بھاگ جاتے اور پھر کسی کو اپنا دوست یا مددگار نہ پاتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے جو اس سے پہلے بھی بار ہا ثابت ہو چکا ہے اور تو اللہ کے اصول میں تبدیلی نہ پائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی نے وادیٔ مکہ میں تمہارے ہاتھوں کو ان سے اور ان کے ہاتھوں کو تم سے روکے رکھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو بخوبی دیکھنے والا ہے۔'' (سورۂ الفتح: 48/22...24)

فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٠﴾ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٢﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿١٣﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا

لَا یَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۶﴾ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿۱۸﴾

''جو لوگ آپ کی بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ تعالیٰ سے بیعت ہو رہے تھے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ اب جو بیعت توڑے گا اسے اس کا وبال چکھنا ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرے گا اسے اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔ پیچھے رہنے والے اعرابی آپ سے کہیں گے: ''ہمیں اپنے اہل و مال میں بہت مصروفیت تھی۔ لہٰذا آپ ہمارے لیے بخشش کی دعا فرمائیں۔'' یاد رکھو! یہ لوگ اپنی زبانوں کے ساتھ وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ کہہ دیجیے: ''اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کچھ نقصان یا نفع پہنچانے کا ارادہ کرلے تو کون ہے جو اللہ کی مرضی بدلنے کا اختیار رکھتا ہو؟'' حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ رسول اللہ (ﷺ) اور مومن کبھی اپنے گھروں میں واپس نہ آئیں گے اور یہ چیز تمھارے دلوں کو بہت اچھی لگتی تھی اور تم مومنوں کے بارے میں بڑی بری باتیں سوچ رہے تھے۔ دراصل تم ہلاک ہونے والے لوگ ہو۔ جو شخص بھی اللہ اور اس رسول پر سچا ایمان نہ رکھتا ہو ہم نے ایسے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی۔ وہ جسے چاہے معاف کردے، جسے چاہے سزا دے۔ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ جب تم غنیمتیں حاصل کرنے کے لیے چلو گے تو (صلح حدیبیہ سے) پیچھے رہنے والے تم سے کہیں گے: ''ہمیں بھی اپنے ساتھ جانے دو۔'' یہ اللہ تعالیٰ کا کلام بدلنا چاہتے ہیں۔ کہہ دیجیے! ''تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے ہی یہ حکم دے چکا ہے۔'' وہ کہیں گے: ''تم ہم سے حسد کرتے ہو جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ بات نہیں سمجھتے مگر نہ ہونے کے برابر۔ پیچھے رہنے والے اعرابیوں سے کہہ دیجیے: ''کچھ دیر بعد تمھیں ایک سخت جنگجو قوم کے مقابلے کی دعوت دی جائے گی۔ تمھیں ان سے لڑنا ہوگا الا یہ کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمھیں بہترین اجر عطا فرمائیں گے اور اگر تم بھاگ گئے، جس طرح پہلے بھاگے تھے تو اللہ تعالیٰ تمھیں دردناک عذاب دے گا۔ البتہ نابینے، لنگڑے اور بیمار شخص کو کوئی ملامت نہ ہوگی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ تعالیٰ ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں چلتی ہونگی اور جو شخص اعراض کرے گا اسے اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا۔ بلاشبہ اللہ

تعالیٰ مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دلی کیفیت کو جان لیا اور ان پر سکون و اطمینان نازل فرمایا اور انہیں اس کے بدلے ایک قریبی فتح عطا فرمائی۔'' (الفتح:10/48...18)

مزید ارشادِ ربانی ہے:

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾ لَّقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿٢٧﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٢٨﴾

''اللہ تعالیٰ ہی نے وادیٔ مکہ میں ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکے رکھا جبکہ اس نے تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو بخوبی دیکھنے والا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا، تمہیں مسجد حرام سے روکا اور تمہاری قربانیوں کو قربان گاہ میں پہنچنے سے رکاوٹ بن گئے۔ اگر مکہ میں بہت سے ایسے مومن مرد اور عورتیں نہ ہوتیں جن کو تم نہیں پہچانتے اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم لاعلمی میں ان کو روند ڈالو گے اور تمہیں ان کی وجہ سے شرمندگی لاحق ہوگی (تو فیصلہ کن لڑائی ہوتی۔) مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے۔ اگر وہ مسلمان کافروں سے الگ ہوتے تو ہم کافروں کو دردناک عذاب چکھاتے۔

جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلی نخوت اور تکبر پال لیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں پر اطمینان وسکون نازل فرمایا اور انہیں تقویٰ کے کلمے پر کاربند کر دیا۔ درحقیقت وہی اس مرتبے کے اہل اور حق دار تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے (کی قدر و قیمت) کو بخوبی جاننے والا ہے۔ یقین رکھو! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا اور برحق خواب دکھلایا تھا۔ ان شاء اللہ تم ضرور امن وسلامتی کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ اپنے سر منڈواؤ گے اور بال کٹواؤ گے۔ تمہیں کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس خواب کے واقع ہونے (فتح مکہ) سے پہلے ایک قریبی فتح (فتح خیبر) مقدر فرما دی ہے۔

اللہ ذوالجلال نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہی اس لیے ہے کہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر کے رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی گواہی کافی ہے۔" (الفتح:48/24...28)

❀ ابن خلدون : 34/2
❀ الروض الأنف : 38/4
❀ ابن هشام : 201/3
❀ الطبري : 627/2
❀ البداية والنهاية : 174/4
❀ عيون الأثر : 117/2

حدیبیہ
بیعت رضوان (ذی القعدہ 6ھ)
﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾
"اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی کیفیت جان لی اور ان پر اطمینان وسکون نازل فرمایا اور ان کو ایک قریبی فتح عطا فرمائی۔" (الفتح 18/48)
حدیبیہ کا مقام
میقات کی علامت
آغاز حرم کی علامت
حرم مکی کی حدود
شام کی طرف
عراق کی طرف
مدینہ منورہ
ذوالحلیفہ (آبار علی)
اہل مدینہ کے لیے میقات
بدر
مدینہ منورہ کی طرف
حجاز
ابواء
رابغ
کلومیٹر
200
150
100
50
اہل شام، مصریوں اور ان سب کے لیے میقات جو خشکی یا سمندر کے راستے ادھر سے آئیں
بحیرۂ احمر (قلزم)
عراق کی طرف
اہل عراق کے لیے میقات
ذات عرق
وادی نخلہ
نجد کی طرف
قرن المنازل
اہل نجد کے لیے میقات
مکہ مکرمہ کی طرف
عسفان
تنعیم
حدیبیہ
جدہ
مکہ مکرمہ
عرفہ
طائف
اضاء لبن
یمن کی طرف
یمن کی طرف
یلملم
اہل یمن کے لیے میقات
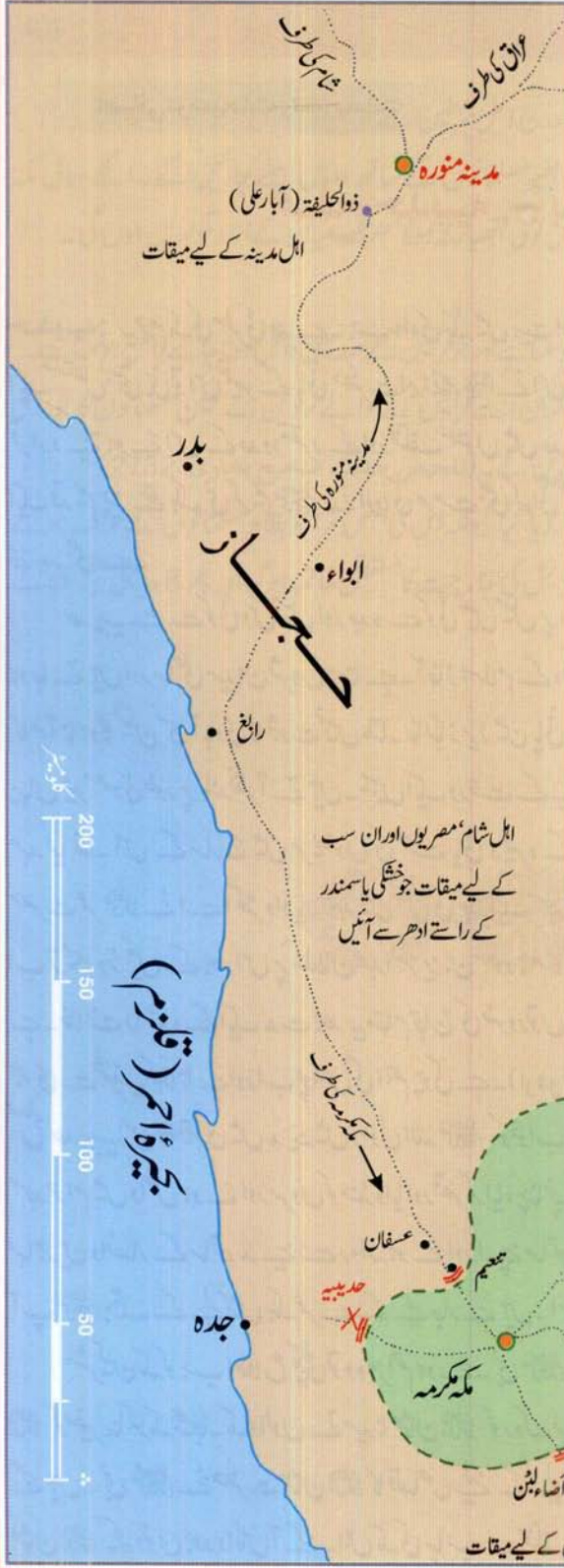
اضافی توضیحات وتشریحات

صلح حدیبیہ ... بیعتِ رضوان

حدیبیہ: یہ حرم مکہ کی مغربی حد ہے۔ جب وادی بَکّہ میں بیت اللہ (کعبہ) کی تعمیر ہوئی اور مکے کی آبادی حضری زندگی کی ایک مستقل بستی بنی تو اس تعمیر کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بستی کو ایک حرم (یا سیاسی اصطلاح میں ایک شہری مملکت) قرار دیتے ہوئے اس کے حدود مقرر کیے اور مختلف سمتوں میں حدود حرم پر منارے تعمیر کیے گئے۔ عہد نبوی میں یہ نہ صرف ایک قدیم چیز تھے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مرمت بھی کرائی تھی۔ یہ اب تک چلے آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک حد حُدَیبیہ بھی ہے۔

حدیبیہ مکے سے کوئی دس میل اور جدہ سے کوئی تیس میل پر واقع ہے۔ یہاں وہ پہاڑ جو مکے کو گھیرے ہوئے ہیں ختم ہوجاتے ہیں اور ساحلی میدان شروع ہوتا ہے۔ آغاز اسلام کے وقت یہاں ایک کنواں تو تھا جو مسافروں اور حاجیوں کے کام آتا ہوگا لیکن کسی آبادی کا ثبوت نہیں ملتا۔ غالباً زیر زمین پانی میٹھا اور کافی ہے۔ اسی لیے ببول وغیرہ کے جنگلی درخت یہاں غیر معمولی طور پر بلند نظر آتے ہیں۔ یہیں ایک درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جان نثاری کا عہد لیا تھا۔ اس کے سائے میں مریضوں کی صحت یابی وغیرہ کے غیر اسلامی معتقدات توہم کی شکل اختیار کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اکھڑوا دیا۔ بعد میں اس کی جگہ ایک مسجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ ترکی دور میں اس پر کوئی کتبہ نہ تھا۔ اب ترمیم وتزئین کے بعد اس پر سلطان عبدالعزیز بن سعود نام کا کتبہ پایا جاتا ہے۔ یہ مسجد نئی سڑک کے کنارے پر واقع ہے۔ خلافت راشدہ کے ایک مدت بعد یہ مقام حجاج کی ضرورتوں کے تحت آباد ہونے لگا اور یہ گاؤں کم از کم آٹھویں صدی ہجری سے شُمَیْسِیہ کہلاتا ہے اور اب پولیس کی اہم چوکی ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 958/7)

صلح حدیبیہ: سن 6 ہجری میں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب دکھلایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ امن کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور سروں کو منڈوایا اور قصر کرایا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروز پیر' یکم ذی قعدہ 6 ہجری کو چودہ سو مہاجرین وانصار کے ساتھ مدینے سے روانہ ہوئے اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے لئے' تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لیے نہیں بلکہ عمرے کے لیے جارہے ہیں۔ اسلامی لشکر مکہ مکرمہ کے پاس حدیبیہ آکر مقیم ہوا۔

مشرکین مکہ کو جب اطلاع پہنچی تو وہ مزاحم ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے کا پرامن حل نکالنے کے لیے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا۔ مکہ والوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔ اس پر افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کردیے گئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے لیے صحابہ سے بیعت لی جسے بیعت الرضوان کہتے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کچھ دنوں بعد واپس آگئے۔ اہل مکہ کی جانب سے مختلف سفیر آتے رہے۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے درمیان

ایک معاہدہ طے پا گیا جسے صلح حدیبیہ کہتے ہیں اور اس میں درج ذیل شرطیں طے ہوئیں:

(1) رسول اللہ (ﷺ) اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے جائیں گے۔ اگلے سال مکہ آئیں گے اور تین روز قیام کریں گے۔ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہ ہوگا' صرف میان کے اندر تلواریں ہوں گی۔

(2) فریقین میں دس سال کے لیے جنگ بند رہے گی۔

(3) جو محمد (ﷺ) کے ''عہد'' میں داخل ہونا چاہے' داخل ہوسکتا ہے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے' داخل ہوسکتا ہے۔

(4) قریش کا جو آدمی مسلمانوں کی پناہ میں جائے گا' مسلمان اسے قریش کے حوالے کر دیں گے' لیکن مسلمانوں کا جو آدمی قریش کی پناہ میں آئے گا قریش اسے واپس نہیں کریں گے۔ (تلخیص حدیث صحیح بخاری: 2732)

اس صلح کو قرآن مجید کی سورۂ فتح میں ''فتح مبین'' قرار دیا گیا کیونکہ اس کی بعض شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف ہونے کے باوجود ان میں خیر کے پہلو تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد قریش کی جارجیت کا مستقل خاتمہ ہوگیا اور پھر 8ھ میں فتح مکہ کے ساتھ ہی پورے عرب میں فروغ اسلام کی راہ ہموار ہوگئی۔

خیبر

(محرم 7 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾

"یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی کیفیت جان لی اور ان پر اطمینان وسکون نازل فرمایا اور ان کو ایک قریبی فتح عطا فرمائی اور بہت سے اموال غنیمت بھی وہ حاصل کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب خوب حکمت والا ہے۔" (الفتح: 48/18'19)

مزید فرمان الٰہی ہے:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

"یقین رکھو! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو برحق سچا خواب دکھلایا تھا۔ ان شاء اللہ تم ضرور امن وسلامتی کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ اپنے سر منڈواؤ گے اور بال کٹواؤ گے۔ تمہیں کسی کا خوف نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ وہ بات جانتا تھا جو تم نہیں جانتے تھے' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس خواب (فتح مکہ) کے واقع ہونے سے پہلے تمہارے لیے ایک قریبی فتح (فتح خیبر) مقرر فرما دی۔" (الفتح: 48/27)

خیبر کے یہودی اس دور کے جنگجو قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور پیشکش کی کہ اگر تم مسلمانوں کے خلاف جنگ کرو تو ہم تمہیں خیبر کا نصف پھل اور کھجوریں معاوضہ میں دیں گے' اسی طرح انہوں نے فدک' تیماء اور وادیٔ قری کے لوگوں سے بھی مدینہ پر حملہ کرنے کے معاہدے کیے۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں حاضر ہونے والے مسلمانوں کو ساتھ لے کر خیبر کی طرف چلے تا کہ یہودی سازشوں اور مسلمانوں کے خلاف کیے گئے معاہدوں کا قلع قمع کیا جا سکے۔ اس وقت خیبر کئی قلعوں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے اہم کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- نطاۃ : یہ قلعہ تین ذیلی قلعوں پر مشتمل تھا: ناعم' صَعب اور قُلَّہ۔

۲- شق : یہ قلعہ بھی دو ذیلی قلعوں پر مشتمل تھا اُبی' اور برئ

۳- کتیبہ : یہ قموص' وطیح اور سلالم کے قلعوں پر مشتمل تھا۔

سب سے پہلے ناعم قلعہ فتح ہوا اور قلعۂ قموص پر سب سے زیادہ مزاحمت ہوئی۔ وَطیح اور سلالم صلح سے فتح ہوئے۔ فتح کے بعد بھی خیبر یہودیوں کے پاس ہی رہا' البتہ یہ طے پایا کہ مسلمانوں کو خیبر کی مکمل پیداوار کا نصف ملا کرے گا۔ (خیبر کی فتح کی طرف سورۂ فتح میں اشارات موجود ہیں۔ اور اسے فتحاً قریباً "قریبی فتح" کا نام دیا گیا ہے۔) (دیکھیے الفتح: 18/48' 19' 37)

❀ ابن هشام : 217/3 ❀ الطبري : 14/3

❀ البداية والنهاية : 198/4 ❀ عيون الأثر : 138/2

تل النطاۃ
رجیع
تل الشق
اُبی کا قلعہ
تل الکتیبہ
صخرہ
قموص کا قلعہ
مسجد صخرہ
خرصہ
ابوحقیق کا قلعہ
نزار کا قلعہ
ناعم کا قلعہ
سُلالم کا قلعہ
زُبیر کا قلعہ
صعب کا قلعہ
سَموان کا قلعہ
وطیح کا قلعہ
دُومہ
حرۃ خیبر
مرحب کا قلعہ اور اس کا محل
حرۃ الرجیع
دار بنی قُمّہ
جبل ثمار
حرۃ الشقۃ
جبل اَشمد
وادی الدُومۃ
نُقمی
غابۃ السفلیٰ
غابۃ العلیا
مدینہ منورہ
فتح خیبر (محرم ۷ھ)
﴿فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾
”لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس خواب (فتح مکہ) کے واقع ہونے سے پہلے تمہارے لیے ایک قریبی فتح (فتح خیبر) مقرر فرما دی۔“ (الفتح 27:48)
خیبر
وادی اِضم
کلومیٹر
150
100
50
جُرف
ینبع النخل
ینبع البحر
عیون
آبار علی
مدینہ منورہ
الحمراء
بدر
بحیرۂ احمر

غزوۂ خیبر

تاریخ اسلام میں خیبر کی شہرت سن 7 ہجری موافق 628ء کے غزوۂ نبوی کے باعث ہے۔ مدینے سے نکلے ہوئے بنو نضیر خیبر میں آباد ہو چکے تھے اور انہی کی انگیخت پر محاصرۂ خندق پیش آیا تھا۔ وہ مسلمانوں کی نئی مملکت کے لیے ایک مستقل خطرہ بن گئے تھے۔ انہی سے نبٹنے کے لیے آنحضرت ﷺ نے حدیبیہ میں قریش کی منہ مانگی شرطوں پر صلح کی تھی اور قریش سے صرف یہ خواہش کی تھی کہ وہ مسلمانوں کی جنگوں میں غیر جانب دار رہیں۔

غزوۂ خیبر: صلح حدیبیہ کے ایک مہینے بعد پندرہ سو کی جمعیت لے کر آپ ﷺ مدینے سے روانہ ہوئے۔

اہل خیبر اس زمانے کی عربی بستیوں کی طرح متعدد چھوٹے چھوٹے قبائلی محلوں پر مشتمل تھا۔ ہر محلے کا انتظام مستقل تھا۔ دفاعی لحاظ سے وہ لوگ سات بڑے اور متعدد چھوٹے قلعوں میں محفوظ تھے جن میں سے بعض میں منجنیقیں بھی نصب تھیں۔ سب سے پہلے ناعم کا قلعہ، پھر اندرون شہر کا قلعہ قموص فتح ہوا جو خاندان ابوالحقیق (اور ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا) کا مسکن تھا۔ پھر حصن الشّق اور حصن النّطاۃ اور حصن الکتیبہ سر ہوئے۔ اس کے بعد حصن الوطیح اور حصن السّلالم کوئی دو ہفتوں کی کشمکش کے بعد فتح ہوئے۔ فتح کے بعد آپ ﷺ نے یہودیوں کی جان بخشی کر دی۔ قبضے کے بعد اُن کو خیبر ہی میں رہنے دیا اور اس کے لیے شرط یہ رکھی کہ وہ غلے کا نصف مسلمانوں کو ادا کریں گے۔ اس جنگ میں یہودی سردار حُیَیّ بن اخطب کی بیٹی صفیہ بھی جنگی قیدیوں میں آئی جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے پسند فرمایا۔

خیبر میں یہودیوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک رہنے دیا گیا۔ اس کے بعد انہیں جلاوطن کر دیا گیا، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔'' (اردو دائرہ معارف اسلامیہ)

خیبر: دیکھیے باب ''یہود خیبر''

عمرۂ قضاء (عمرۂ قصاص، عمرۂ قضیہ)

(ذوالقعدہ 7 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿٢٧﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو برحق سچا خواب دکھایا تھا۔ ان شاء اللہ تم ضرور امن و اطمینان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ پھر تم (عمرہ کی ادائیگی کے بعد) اپنے سر منڈ واؤ گے اور بال کٹواؤ گے۔ تمھیں کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ وہ بات جانتے تھے جو تم نہیں جانتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے تمہارے لیے ایک قریبی فتح مقرر فرما دی۔'' (الفتح 27/48)

صلح حدیبیہ کے عین ایک سال بعد صلح حدیبیہ کی شروط کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو ہزار مسلمان عمرۂ قضاء کے لیے تیار ہو گئے۔ ادھر قریش کے کچھ لوگوں نے مکہ خالی کر دیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے وہ کہنے لگے: ''ہم محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کو عمرہ کرتے نہیں دیکھیں گے۔'' نیز قریش نے مشہور کر دیا کہ مسلمانوں کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو ''رمل'' اور ''اضطباع'' کا حکم دیا کہ وہ اپنا داہنا کندھا ننگا کر کے پہلوانوں کی طرح اچھل اچھل کر طواف کریں۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: [رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً أَرَاهُمُ الْيَوْمَ مِنْ نَفْسِهِ قُوَّةً] ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو مشرکوں کو آج اپنی قوت دکھائے۔'' (البداية والنهاية: 227/4)

لہٰذا مسلمانوں نے آپ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے قوت کا خوب مظاہرہ کیا۔ مسلمان مکہ مکرمہ میں انتہائی شان و شوکت سے داخل ہوئے۔ مسلمانوں کو اس شہر سے ڈرا دھمکا کر ہجرت پر مجبور کیا گیا تھا اور دور تک ان کا پیچھا کیا گیا تھا۔ اس کے بعد بدر و احد اور خندق کے میدانوں میں جنگیں ہو چکی تھیں اور مسلمان خیبر تک قابض ہو چکے تھے۔ ان حالات میں مسلمانوں کا حق بنتا تھا کہ شان و شوکت سے داخل ہوں اور رعب کے ساتھ طواف کریں۔ صلح حدیبیہ کی شرائط کے مطابق آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تین دن رہے۔

مسلمانوں کی اس پر شوکت آمد اور بارعب داخلے نے مکہ مکرمہ کی ایک نیک نفس معزز سردار خاتون کو انتہائی متاثر کیا اور ان کا دل رسول اللہ ﷺ کی محبت سے لبریز ہو گیا۔ یہ معزز خاتون میمونہ بنت حارث ہلالیہ تھیں۔ جو اپنی عمر کے چھبیسویں سال میں تھیں۔ ان کا خاوند ابو رہم بن عبدالعزی قریشی فوت ہو چکا تھا۔ انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار اپنی سگی بہن، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ام الفضل سے کیا۔ حضرت عباس یہ خبر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گذارش

کی: ''میمونہ بنت حارث نے آپ کے حضور نکاح کی پیشکش کی ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٠﴾

''اے نبی! ہم نے آپ کے لیے وہ تمام بیویاں حلال کردی ہیں جن کو آپ نے مہر دے کر ان سے نکاح کیا ہے اور وہ مملوک لونڈیاں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنگ وغیرہ میں بطور غنیمت عطا فرمائی ہیں۔ اور آپ کی وہ عمزاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ اور وہ مومن عورت بھی جو خود نبی کریم سے نکاح کی پیشکش کرے بشرطیکہ نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے۔ لیکن تعدد ازواج کی یہ وسعت صرف آپ کے لیے ہے۔ عام مومن حضرات کے لیے ان کی بیویوں اور مملوکہ لونڈیوں کے بارے میں مقرر شدہ احکام سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ آپ کو (سیاسی سماجی طور پر) کوئی مشکل اور تنگی لاحق نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (الاحزاب:50/33)

رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی اور ان کو مدینہ منورہ ساتھ لے آئے۔

❀ البداية والنهاية : 220/4 ❀ عيون الأثر : 145/2

❀ الطبري : 22/3

عمرۃ القضاء
(ذی قعدہ 7ھ)
﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ﴾
"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو برحق سچا خواب دکھایا تھا۔ ان شاء اللہ تم ضرور امن و اطمینان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ پھر تم (عمرہ کی ادائیگی کے بعد) اپنے سر منڈواؤ گے اور بال کٹواؤ گے۔ تمہیں کسی کا خوف نہ ہوگا۔ (الفتح:27/48)
میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا
﴿وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾
اور وہ مومن عورت بھی جو خود نبی کریم سے نکاح کی پیشکش کرے (الاحزاب:50/33)
عمرۃ القضاء (عمرۃ القضیہ یا عمرۃ القصاص) کا راستہ
حدود حرم مکی
مدینہ منورہ
ذوالحُلیفہ
عرج
صفراء
بدر
حجاز
الجُحفہ
رابغ البحر
مشلّل
قُدید
امج
کُدید
عُسفان
تنعیم
حُدیبیہ
جدہ
مکہ مکرمہ
ذات عرق
قرن المنازل
عرفہ
طائف
اضاۃ لبن
یلملم
بحیرۂ احمر (قلزم)
200
150
100
50
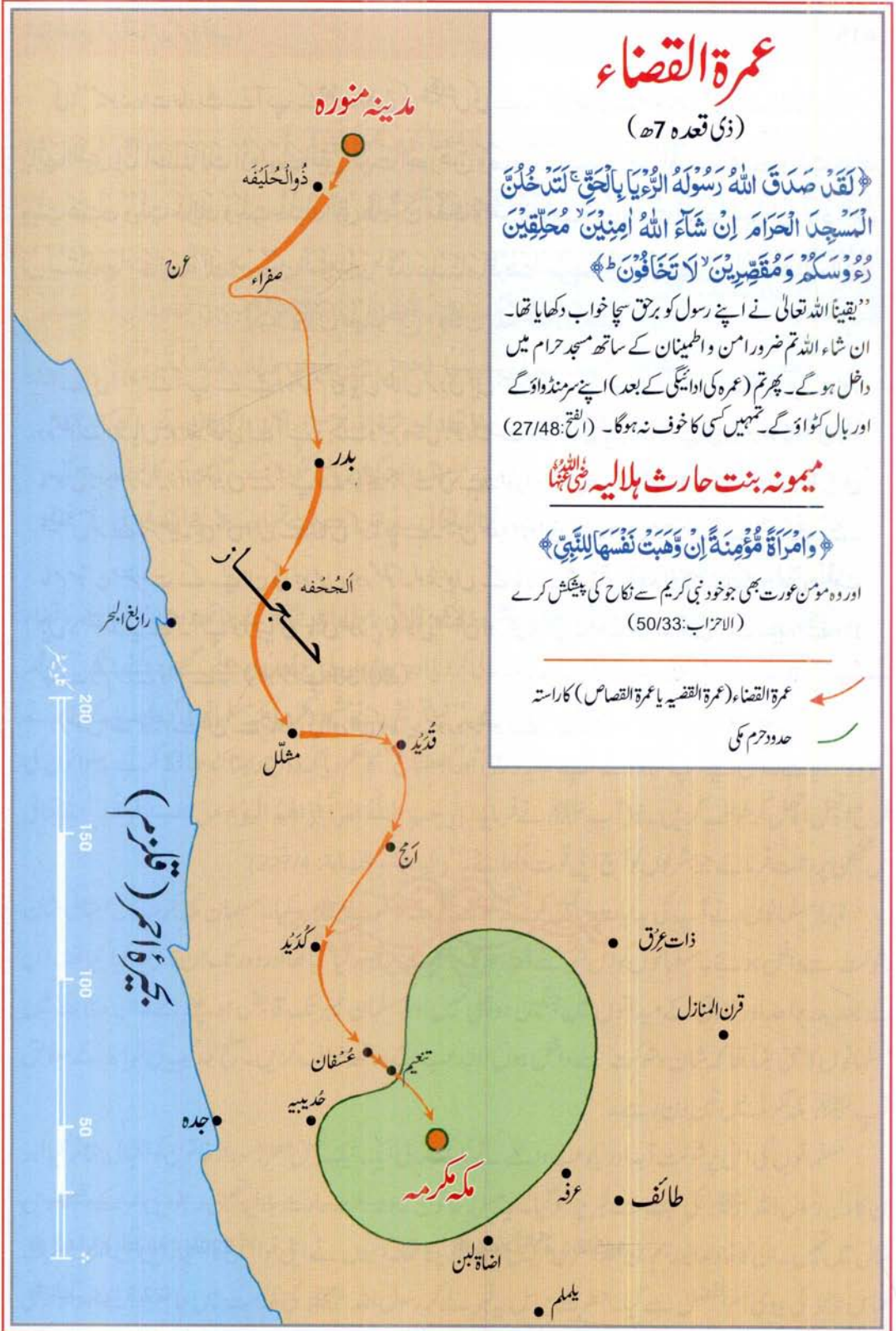
عمرة القضاء

ذی قعدہ 7 ہجری میں رسول اللہ ﷺ اس عمرے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے جس پر حدیبیہ کی صلح میں اتفاق ہوا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے مدینہ کا انتظام حضرت ابورُہم غفاری رضی اللہ عنہ کو سونپا، قربانی کے ساٹھ اونٹ ساتھ لیے اوران پر ناجیہ بن جُندب اسلمی کو مقرر فرمایا اور ایک سو گھوڑے بھی ہمراہ تھے جن پر محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

پھر ذوالحلیفہ پہنچ کر احرام باندھا اور لبیک پکاری۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کے ساتھ لبیک پکاری۔ پھر سب نے اپنا سفر جاری رکھا۔ جب وادی ''یاجج'' پہنچے تو سارے ہتھیار رکھ دیے اوران کی حفاظت کے لیے اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں دوسو آدمی وہیں چھوڑ دیے۔ صرف سوار کا ہتھیار یعنی میان میں رکھی ہوئی تلواریں لے کر ''کداء'' کے راستے سے جو ''حَـجُـون'' پر جانکلتا ہے، مکہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تلواریں حمائل کیے آپ ﷺ کو گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ بھی لبیک پکار رہے تھے اور وہ بھی لبیک پکار رہے تھے۔ اس طرح آپ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ چھڑی سے حجر اسود کو چھوا، پھر سواری ہی پر طواف کیا۔ مسلمانوں نے بھی طواف کیا۔ وہ قوت وجوانمردی کی شان کے مطابق داہنے کندھے کھولے خانہ کعبہ کے گرد دوڑ رہے تھے۔ مشرکین کعبہ کے شمال میں ''قُعَیقِعان'' پہاڑ پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہا تھا:

''تمہارے پاس ایک ایسی جماعت آرہی ہے جسے یثرب کے وبائی بخار نے توڑ ڈالا ہے۔''

لیکن جب مسلمانوں کو دیکھا کہ دوڑ کر طواف کر رہے ہیں، تو کہنے لگے کہ یہ تو ایسے اور ایسے لوگوں سے بھی تگڑے ہیں۔ درحقیقت رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ پہلے تین چکروں میں دوڑ لگائیں، تاکہ مشرکین کو اپنی قوت دکھلائیں، البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان نہ دوڑیں، کیونکہ یہ حصہ جنوب میں تھا جسے مشرکین دیکھ نہیں رہے تھے۔ طواف سے فارغ ہوکر آپ ﷺ نے صفا اور مروہ کی ''سعی'' کی اوران کے سات پھیرے لگا کر مروہ کے پاس قربانی کے جانور ذبح کیے اور وہیں اپنا سر منڈوایا۔ مسلمانوں نے بھی یہی کیا۔ اس کے بعد کچھ لوگوں کو ''یاجج'' بھیج دیا گیا کہ وہ ہتھیاروں کی حفاظت کریں، اور جو لوگ حفاظت پر مامور تھے وہ آکر اپنا عمرہ ادا کرلیں۔

مکہ میں رسول اللہ ﷺ نے تین روز قیام فرمایا۔ چوتھے روز صبح آپ ﷺ نے مکہ چھوڑ کر مدینہ کی راہ لی۔

ذوالحلیفہ: دیکھیے باب ''بدر الکبریٰ''

کداء: یہ مکہ مکرمہ کے بلند علاقے (اعلیٰ) میں محصب کے پاس ایک چھوٹی گھاٹی ہے جو ابطح کی طرف اترتی ہے اور قبرستان (معلاۃ) اس کے دائیں طرف رہ جاتا ہے۔ (معجم البلدان فی الاعلام)

حَجُون: یہ مکہ معظّمہ کے بلند علاقے کی ایک پہاڑی ہے جس کے پاس ہی قبرستان ہے۔ یہ بیت اللہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر شمال مغرب میں ہے (معجم البلدان فی الاعلام)

جنگ موتہ (جیش اُمراء)

(جمادی الاولیٰ 8 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں کہ اس کے بدلے ان کو جنت ملے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں کافروں کو قتل کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں قتل ہوتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکا وعدہ ہے جو تورات' انجیل اور قرآن میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدے کی وفا کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟ لہٰذا اپنے اس سودے پر خوش رہو جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے۔ یہ عظیم کامیابی ہے۔'' (التوبۃ:111/9)

رسول اللہ ﷺ نے 7 ہجری میں بادشاہوں اور گورنروں کو خطوط لکھے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ خطوط لے جانے والے قاصدوں میں حارث بن عمیر ازدی بھی شامل تھے جنہیں بُصریٰ کے گورنر کی طرف بھیجا گیا تھا۔ جب یہ ''موتہ'' کے مقام پر پہنچے تو قیصر کی طرف سے مقرر کردہ شام کے ایک گورنر شرحبیل بن عمرو غسانی سے ان کا ٹاکرا ہوا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو قتل کر دیا۔ غزوہ موتہ شرحبیل غسانی کی سرکوبی کے سلسلے میں ہوا۔

آپ ﷺ نے تین ہزار مجاہدین پر مشتمل ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ آپ نے فرمایا: اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔

جب یہ لشکر موتہ پہنچا تو پتہ چلا کہ رومی ایک لاکھ سے زائد تعداد میں جمع ہو چکے ہیں۔ ظاہر ہے تین ہزار کا ایک لاکھ تربیت یافتہ مسلح فوج سے کیا مقابلہ؟ لیکن اسلامی لشکر بھڑ گیا۔؟ اس بے جوڑ مقابلے میں مذکورہ بالا تینوں کمانڈر شہید ہو گئے تو جھنڈا حضرت خالد بن ولید' جو سیف اللہ (اللہ تعالیٰ کی تلوار) کے لقب سے مشہور تھے' کو سنبھالنا پڑا۔ جو مزید کوئی نقصان اٹھائے بغیر لشکر کو بحفاظت نکال لائے۔ ورنہ خطرہ تھا کہ پورے کا پورا اسلامی لشکر تہ تیغ ہو جاتا۔

ادھر مدینہ منورہ میں مسلمان اس لشکر والوں سے کہنے لگے ''آؤ بھگوڑو! تم اللہ کے راستے (میدان جنگ) سے بھاگ آئے؟'' رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: [بَلْ أَنْتُمُ الْكَرَّارُوْنَ' أَنَا فِئَتُكُمْ] ''نہیں! تم تو دوبارہ حملہ کرنے والے ہو۔ میں تمہارا مرکز ہوں۔'' ظاہر ہے مرکز کی طرف مزید مدد حاصل کرنے کے لیے لوٹ آنا میدان جنگ سے فرار نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اپنی محکم کتاب میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٦ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝١٧

''جو شخص جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے وہ اللہ کے غصے کا مستحق بن گیا۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔ البتہ جو شخص لڑائی میں پینترہ بدلنے کے لیے پیچھے ہٹے یا مزید مدد حاصل کرنے کے لیے اپنے مرکز کا رخ کرے، وہ مجرم نہیں۔ یاد رکھو! تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا ہے اور (اے نبی کریم!) جب آپ نے ان کی طرف کنکر پھینکے تھے تو درحقیقت آپ نے اپنی قوت سے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے (ان میں قوت وتاثیر رکھ دی تھی گویا اللہ تعالیٰ نے یہ) پھینکے تھے' تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مومنوں پر احسان فرمائے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔'' (الانفال:8/16'17)

❀ ابن خلدون : 40/2

❀ ابن سعد : 341/1'128/2'234/3

❀ ابن هشام : 8/4

❀ الطبري : 37/3

❀ الكامل في التاريخ : 158/2

❀ عيون الأثر : 153/2

غزوۂ مُوتہ
(جیش الامراء)
زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب، عبداللہ بن رواحہ
بحیرۂ روم
بحیرۂ مردار
معان
بابلیون
فیوم
عقبہ
ایلہ
سیناء
تبوک
صحرائے نفود
دومۃ الجندل
مدین
مصر
ضبا
الوجہ
العلا
خیبر
الاقصر
مدینہ منورہ
ینبع
دریائے نیل
مہد الذہب
حجاز
رابغ
مکہ مکرمہ
جدہ
طائف
صحرائے نوبیہ
سوڈان
200
400
600
800
1000
مُوتہ کی جائے وقوع
اریحا
القدس
مغاور قمران
بیت اللحم
بلقاء
مادبا
وادی زرقاء معین
الخلیل
ذیبان
وادی موجب
اُردن
100
80
60
40
20
کرک
مُوتہ
مزار
وادی الحسا
صحرائے نقب
طفیلہ
الحسا
شوبک
بتراء (پٹرا)
وادی موسیٰ
اذرح
جفر
معان

اضافی توضیحات وتشریحات

جنگ مُوتہ

مُوتہ: اردن کا ایک شہر' جو ایک زرخیز میدان میں بحیرہ مردار کے جنوبی کونے کے مشرق میں اور کرک کے جنوب میں دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔(اردو دائرہ معارف اسلامیہ:731/21)

جنگ مُوتہ: شرحبیل بن عمرو غسانی نے رسول اللہ ﷺ کے سفیر حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو نبی ﷺ نے اس کا قصاص لینے کے لیے تین ہزار کا لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا۔

اس لشکر نے جنوبی اردن پہنچ کر معان کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ وہاں اسے معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ کا لشکر لے کر ''مآب'' میں خیمہ زن ہے اور اس کے ساتھ مزید ایک لاکھ نصرانی عرب بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اس اطلاع پر مسلمانوں نے دو راتیں مشورہ کیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر آپ سے کمک طلب کریں یا جنگ میں کود پڑیں۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انہیں گرما دیا کہ ''اب آپ لوگ جس بات سے کترا رہے ہیں' یعنی شہادت' یہ وہی چیز ہے' جس کی طلب میں ہم نکلے ہیں۔'' پھر انہوں نے کہا: ''ہم تعداد اور قوت و کثرت کے بل پر نہیں لڑتے' بلکہ ہماری لڑائی اس دین کے بل بوتے پر ہے جس سے اللہ نے ہمیں نوازا ہے۔ ہمارے سامنے دو خوبیاں ہیں' غلبہ یا شہادت۔''

لوگوں نے کہا: ''واللہ! ابن رواحہ سچ کہتے ہیں۔'' چنانچہ انہوں نے آگے بڑھ کر ''موتہ'' میں پڑاؤ ڈال دیا' پھر وہیں لشکر کو ترتیب دیا اور لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔

اب کیا تھا' ایک خوفناک اور سنگین معرکہ شروع ہو گیا' جو تاریخ انسانی کا عجیب ترین معرکہ تھا۔ تین ہزار جانباز' دو لاکھ کے لشکر جرار کا مقابلہ کر رہے تھے اور دو بدو ڈٹے ہوئے تھے۔ ہتھیاروں سے لیس رومیوں کا بھاری بھر کم لشکر دن بھر حملے کرتا اور اپنے بہت سے بہادر گنوا بیٹھتا تھا' لیکن اس مختصر سی نفری کو پسپا کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا تھا۔

مسلمانوں کا ''علم'' پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے لیا۔ وہ لڑتے رہے' یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں میں گھ گئے اور خلعت شہادت سے مشرف ہو کر زمین پر آ رہے۔ ان کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ''علم'' سنبھالا اور خوب جنگ کی۔ جب لڑائی کی شدت عروج کو پہنچی' تو وہ اپنے سرخ و سیاہ گھوڑے کی پشت سے کود پڑے' اس کی کونچیں کاٹ دیں اور وار پر وار کیے' یہاں تک کہ ان کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ انہوں نے اب جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور بلند رکھا' یہاں تک کہ ان کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا۔ پھر دونوں باقی ماندہ بازوؤں کی مدد سے جھنڈا آغوش میں لے لیا اور وہ آسمانی فضا میں لہراتا رہا' یہاں تک کہ وہ نیزوں اور تیروں کے نوے سے زیادہ زخم کھا کر خلعت شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ یہ سارے زخم ان کے جسم کے اگلے حصے میں آئے تھے۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی باری تھی۔ انہوں نے جھنڈا لیا' آگے بڑھے' پھر اپنے ممعہ نامی گھوڑے سے اتر کر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم سنبھال لیا اور (جنگی

چال چلتے ہوئے) اسلامی لشکر کو بحفاظت پیچھے لے آئے۔ (ملخص از فتح الباری، سیرت ابن ہشام، زاد المعاد، صحیح بخاری)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ: حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی کو بچپن ہی میں بنوقین کے غارتگروں نے چرا کر بازار میں بطور غلام فروخت کے لیے پیش کر دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام بن خویلد نے انہیں خرید لیا اور مکے لا کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو زمانہ بعثت سے قبل ہدیتاً حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ زید رضی اللہ عنہ کے والد حارثہ مکہ مکرمہ پہنچے تاکہ انہیں آزاد کرائیں، لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے علیحدگی گوارا نہ کی۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں آزادی عطا کی اور اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ یوں ان کا نام زید بن محمد (ﷺ) مشہور ہوگیا۔ (اسد الغابہ: 2/350، 351)

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شادی نبی کریم ﷺ کی پھوپھی زاد زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوئی جو طلاق پر منتج ہوئی اور پھر زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے عقد میں آئیں۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ: جعفر بن ابی طالب کی کنیت ابوعبداللہ اور والدہ کا نام فاطمہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی اور ان سے دس سال بڑے تھے۔ جب ابوطالب تنگدست ہوگئے تو جعفر رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ انہیں اپنے گھر لے گئے تاکہ اپنے بھائی کے سر سے کچھ بوجھ ہلکا کریں۔ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں جعفر رضی اللہ عنہ کا مقام چوبیسواں، اکتیسواں یا بتیسواں ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ غزوہ خیبر کے موقع پر یہ حبشہ سے واپس آئے۔ غزوہ موتہ میں ان کے دونوں بازو کٹ گئے تھے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے انہیں دو بازوؤں کے عوض دو پر عطا کر دیے ہیں جن کے ذریعے سے یہ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں۔" اس لیے انہیں جعفر طیار کہا جانے لگا۔ (ملخص از اسد الغابہ جلد: 1۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد: 7)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ: ان کا نسب نامہ یوں ہے: عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرئ القیس الانصاری الخزرجی۔ بڑے مشہور شاعر تھے۔ عقبہ کی رات انہیں بھی نقیب مقرر کیا گیا۔ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے۔ جنگ بدر کی بشارت مدینہ میں لائے۔ نبی ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: عبداللہ انتہائی اچھا آدمی ہے۔ وہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے۔ (الاصابہ: 4/72، 73)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ: خالد بن ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی، ایک عظیم سپہ سالار اور تاریخ ساز فاتح تھے۔ ان کی کنیت ابوسلیمان اور لقب سیف اللہ تھا۔ سلسلۂ نسب ساتویں پشت (یعنی مرہ بن کعب بن لوی) میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے۔ صلح حدیبیہ تک کفار مکہ نے اہل اسلام کے خلاف جتنی جنگیں لڑیں ان میں وہ شریک تھے۔ عمرۃ القضاء (7ھ) کے بعد مسلمان ہوئے۔ فتنۂ ارتداد کا استیصال کرنے اور قیصر و کسریٰ کی سطوت و حشمت ختم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات ساٹھ سال کی عمر میں حمص (شام) میں ہوئی۔ (ملخص: الاصابہ، اُسد الغابہ، الاستیعاب، سیر اعلام النبلاء)

فتح مکہ

(10 رمضان 8 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

”جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور اصل فتح آ چکی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے رب کی حمد و تسبیح میں مشغول ہو جائیں اور مسلسل استغفار کیا کریں (یعنی آخرت کی تیاری فرمائیے۔) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔“ (النصر:110/1...3)

رمضان 8 ہجری میں قریش نے خود ہی صلح حدیبیہ کی طے شدہ شرائط کو توڑ ڈالا جو انہوں نے بڑی ضد اور اصرار کے ساتھ منوائی تھیں۔ وہ جان چکے تھے کہ صلح حدیبیہ نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے بہترین فضا مہیا کر دی ہے۔ دو سال سے بھی کم عرصہ میں، جو کہ صلح حدیبیہ کی مدت بنی، اتنے لوگ مسلمان ہوئے کہ اس سے پہلے تقریباً بیس سال کے عرصے میں بھی اتنے لوگ مسلمان نہ ہوئے تھے۔

بات یوں بنی کہ قریش نے مسلمانوں کے حلیف بنو خزاعہ کے خلاف ان کے دشمن بنو بکر کی مدد کی جس کے نتیجے میں خزاعہ کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ عمرو بن سالم خزاعی مدینے پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کو صورت حال سے مطلع کیا۔ ادھر ابوسفیان بھی مدینے آیا تا کہ شرائط صلح کی خلاف ورزی کی تلافی کر سکے لیکن کسی مسلمان نے اس کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ اسے یہ کہنا پڑا۔ ”میں نے اصحاب رسول ﷺ کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا مگر میں نے کوئی قوم اپنے قائد و بادشاہ کی اس قدر فرمان بردار نہیں دیکھی۔“

8 ہجری رمضان المبارک میں آپ ﷺ نے فتح مکہ کے قصد سے چلنے کا قطعی فیصلہ فرما لیا۔ لیکن آپ نے یہ فیصلہ قریش سے مخفی رکھا۔ اتفاقاً حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو مطلع کرنے کی کوشش کی حالانکہ وہ مخلص بدری مسلمان تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ اس طرح قریش پر ایک احسان ہو جائے گا اور وہ میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں گے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کا پروگرام یہ تھا کہ اچانک حملہ کیا جائے تا کہ وہ مقابلے کی کوشش نہ کر سکیں۔ اس طرح حرم پاک خون ریزی سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حاطب کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّىۡ وَعَدُوَّكُمۡ اَوۡلِيَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَقَدۡ كَفَرُوۡا بِمَا جَآءَكُمۡ

مِنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ ۙ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ ۗ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ① إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ③

''اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے مشترکہ دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان سے دوستی کرنا چاہتے ہو حالانکہ انہوں نے تمہارے پاس آنے والے حق کا صاف انکار کیا ہے۔ انہوں نے اللہ کے رسول کو اور خود تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا صرف اس بنا پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لے آئے ہو تعجب ہے تم میرے راستہ میں اور میری رضامندی کے حصول کے لیے جہاد کے لیے بھی نکلتے ہو اور ان سے خفیہ طور پر دوستی بھی کرنا چاہتے ہو؟ (یاد رکھو!) میں تمہاری ہر ظاہر اور باطن بات کو جانتا ہوں۔ جو شخص یہ طرز عمل اختیار کرے وہ سیدھے راستے سے قطعاً بھٹک چکا ہے۔ اگر وہ تم پر قابو پالیں تو تمہارے سخت دشمن ثابت ہونگے اور اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے تمہیں ہر ممکن تکلیف پہنچائیں گے۔ ان کی تو زبردست خواہش ہے کہ تم بھی کافر بن جاؤ۔ (یاد رکھو!) تمہارے رشتہ دار اور آل اولاد قیامت کے دن تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلے فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو بخوبی دیکھ رہا ہے۔'' (الممتحنة:60/1...3)

مسلمانوں کا لشکر 10 ہزار کی تعداد میں رسول اللہ ﷺ کی زیر قیادت چلا۔ ذوطوی اور اذاخر کے مقام پر آپ ﷺ نے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا:

① ایک حصہ حضرت زبیر بن عوام کے تحت مقرر فرمایا کہ وہ مکہ کی شمالی جانب سے داخل ہو۔

② دوسرا حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں جنوبی جانب سے داخل ہوا۔

③ تیسرا قیس بن سعد بن عبادہ کے ماتحت مغربی جانب سے داخل ہوا۔

④ چوتھا ابوعبیدہ بن جراح کی زیر ہدایت جبل ہند کی طرف سے داخل ہوا۔

⑤ پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ''حجون'' کے مقام پر پہنچا جو کہ اسلامی لشکر کا مرکز تھا۔

اس اچانک حملے نے قریش کو بدحواس کر دیا۔ ان کو یقین ہو گیا کہ وہ مزاحمت نہیں کر سکتے' لہٰذا یہ ''نبی مہاجر'' (ﷺ) اپنے لشکر کے ساتھ فاتحانہ شان سے بیس رمضان المبارک 8 ہجری کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ اس وقت آپ بار بار سورۂ نصر کی تلاوت فرما رہے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ① وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ② فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ③

''جب اللہ کی مدد آ چکی اور واضح فتح حاصل ہوگئی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہورہے ہیں۔ سو آپ اپنے رب کی تحمید وتسبیح میں مشغول ہوجائیں اور مسلسل استغفار کیا کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' (النصر:110/1...3)

آپ نے بتوں کو توڑ پھوڑ دیا ساتھ ساتھ آپ یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱

''کہہ دیجیے! حق آ گیا اور باطل ختم ہوگیا۔ بلاشبہ باطل ختم ہونے والی چیز ہے۔'' (الاسراء:81/17)

پھر عام معافی کا اعلان فرمایا: [اِذْهَبُوْا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ] ''جاؤ! تم سب آزاد ہو۔'' (تاریخ الطبری:174/3)

دل فتح ہوگئے اور تمام قریش خوشی خوشی دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے۔ سب کو یقین آ چکا تھا کہ اسلام ہی حق ہے جزیرۂ عرب سے بت پرستی ہوا ہوگئی۔ بالخصوص قریش اور ثقیف کے اسلام قبول کرنے کے بعد اور آئندہ سال 9 ہجری میں جزیرۂ عرب کے کونے کونے سے وفد آنے لگے اور اپنے اسلام کا اعلان کرنے لگے۔ حتی کہ اس سال کو عام الوفود کہا جانے لگا۔

❀ ابن خلدون : 42/2
❀ ابن سعد : 135/2
❀ ابن ھشام : 30/4
❀ البدایة والنھایة : 285/4
❀ الطبري : 51/3
❀ الکامل في التاریخ : 163/2
❀ عیون الأثر : 167/2

فتح مکہ (20 رمضان 8ھ)
﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾
"جب آ جائے مدد اللہ کی اور فتح" (النصر: 1/110)
بدر، خیبر اور حدیبیہ سے ہوکر
مدینہ منورہ جانے والا راستہ
ذی طُویٰ
اذاخر
عراق کا راستہ
ابو عبیدہ بن جراح
زبیر بن عوام
قیادِ رسول اللہ ﷺ
جبل ہند
الحجون
قبر خدیجہ رضی اللہ عنہا
عرفات کا راستہ
کَدَاء
قیس بن سعد بن عبادہ
مکہ مکرمہ
مسجد الحرام
مروہ
صفا
آبار
بیت رسول اللہ ﷺ
خندمہ
جبل ابی قُبیس
خالد بن ولید
جدہ کا راستہ
اجیاد
یمن کا راستہ

اضافی توضیحات وتشریحات

فتح مکہ

حدیبیہ میں جو معاہدہ فریقین کے مابین طے پایا تھا اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ دس سال تک جنگ نہیں ہوگی۔ نیز قبائل عرب کو اختیار ہے کہ وہ جس فریق کے ساتھ چاہیں مل سکتے ہیں۔ اور فریقین میں سے کسی کو دوسرے کے حلیف پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس کے باوجود قبیلہ بنوخزاعہ جو مسلمانوں کا حلیف بن گیا تھا اس کے حریف بنو بکر قریش کے معاون بن گئے اور ان کی حمایت میں قریش نے حرم کے اندر بنوخزاعہ کو قتل کیا۔ اس سانحہ کے بعد بنوخزاعہ کے لوگ شکایت لے کر دربار محمدی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے قریش کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ مقتولین کا خوں بہا ادا کریں یا بنو بکر کی حمایت چھوڑ دیں' ورنہ پھر اعلان کر دیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔

یہ شرائط سن کر قریش کی جانب سے قرطہ بن عمر نے کہا کہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے (زرقانی جلد 2)۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ کا قاصد قریش کا یہ فیصلہ سن کر مدینہ طیبہ روانہ ہوگیا' تو بعد میں قریش کو ندامت ہوئی۔ انہوں نے فوراً ابوسفیان کو تجدید عہد کے لیے مدینہ بھیجا۔ وہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے مگر اب رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف کو بتوں کی نحوست سے پاک کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے تجدید عہد سے گریز کیا اور ابوسفیان کے لوٹ جانے کے بعد تطہیر کعبہ کے لیے لشکر کشی کی تیاریاں شروع فرما دیں۔ غرض 10 رمضان المبارک 8ھ کو آپ ﷺ مکہ مشرفہ کی طرف بڑھے۔ دس ہزار مسلح جاں نثار ہمرکاب تھے۔ مرالظہر ان میں جو مکہ معظّمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا محمدی فوج فروکش ہوئی۔ آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق تمام فوج نے الگ الگ آگ روشن کی جس سے تمام صحرا وادی ایمن بن گیا۔ قریش کو بھی خبر پہنچ چکی تھی' انہوں نے تحقیق حال کی لیے حکیم بن حزام (سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے)' ابوسفیان اور بُدَیل بن ورقاء کو بھیجا۔

خیمہ نبوی کے محافظ دستہ نے انہیں گرفتار کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ گویا ہوئے کہ اب کفر کے استیصال کا وقت آ گیا ہے۔ مگر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی جان بخشی کی استدعا کی' جسے شرف قبولیت سے نوازا گیا۔ ابوسفیان کے گزشتہ تمام کارنامے سب کے سامنے تھے۔ ان میں سے ہر ایک فعل اس کے قتل کا متقاضی تھا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے بے پایاں عفو سے کام لیتے ہوئے چپکے سے ابوسفیان سے کہہ دیا لاتخف (مت ڈرو)۔ اس خلق عظیم کا اثر قلب ابوسفیان پر اس قدر جلد ہوا کہ وہ فوراً حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ انہیں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کریں تا کہ الٰہی افواج کے جلال کا مظاہرہ کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد لشکر اسلام موج در موج مکہ مکرمہ کی طرف بڑھا۔ آپ نے مکہ معظّمہ پہنچ کر زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو علم نبوی مقام حجون میں نصب کرنے کا فرمایا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسلامی فوج کی کمان کرتے ہوئے زیریں علاقہ سے داخل ہونے کا حکم صادر فرمایا اور خود بالائی سمت سے تشریف لائے۔ (صحیح بخاری' کتاب المغازی)

قریش میں اس لشکر جرار کے مقابلہ کی جرأت نہیں تھی۔ انہیں جان کے لالے پڑ گئے۔ لیکن رحمت للعالمین ﷺ نے اپنے جاں نثاروں سے فرمایا کہ جب تک کوئی شخص حملہ آور نہ ہو اس پر تلوار نہ اٹھائی جائے۔ جو شخص ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو آدمی ابوسفیان کے گھر پناہ لے اسے امان دی جائے۔ جو آدمی اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اسے پر چڑھائی نہ کی جائے۔ جو کوئی کعبہ شریف میں داخل ہو جائے اسے امن دیا جائے اور جو شخص بھاگ جائے اس کا تعاقب نہ کیا جائے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب فتح مکہ، حدیث: 1780)

فتح مکہ کے موقع پر نبی علیہ السلام نے منیٰ میں خیف بنی کنانہ کے مقام پر قیام فرمایا تھا۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں کفار نے مسلمانوں کے خلاف باہم متحد رہنے کا عہد و پیمان کیا تھا۔ (بخاری جلد 1)

کعبۃ اللہ، جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی عظیم الشان یادگار تھا، اس کی آغوش میں 360 بت جاگزیں تھے جنھیں امام الانبیاء ﷺ لاٹھی کی ٹھوکر سے گراتے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے: ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (صحیح بخاری، کتاب المغازی)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کعبہ شریف میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بت بھی تھے جن کے ہاتھ میں تیر دے رکھے تھے۔ نبی علیہ السلام نے انہیں اور دیگر سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرا کر باہر پھنکوا دیا۔ آپ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کعبہ کی دیواروں پر جتنی تصویریں بنی ہیں انہیں مٹا دیں۔ جب کعبہ شریف شرک کی آلائشوں سے پاک صاف ہو گیا تو نبی علیہ السلام نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے چابی طلب فرمائی اور حضرت بلال اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ کعبہ شریف میں داخل ہو کر نوافل ادا فرمائے۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی)

اس کے بعد آپ نے قریش کے سامنے توحید و رسالت پر مبنی ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں عام معافی کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا: (لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ) "تم سے آج کوئی مواخذہ نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

20 رمضان المبارک 8ھ بروز جمعہ مکہ معظّمہ فتح ہوا۔ اور دس یا پندرہ دن قیام کرنے کے بعد حضور ﷺ حنین تشریف لے گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی علیہ السلام کے ساتھ ہم دس دن مکہ میں رہے اور نماز قصر پڑھتے رہے۔ البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں 19 دن قیام کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی)

فتح مکہ کے سیاسی اثرات: مکہ معظّمہ فتح ہونے کے بعد قریش کا جاہ و جلال اور شان و شوکت خاک میں مل گئی۔ عرب کے تمام قبائل اس انتظار میں تھے کہ قریش اور مسلمانوں میں سے کون سا فریق غالب اور فاتح بنتا ہے، تاکہ وہ بھی اسی کی رفاقت اختیار کریں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی عملی تصویر ساری دنیا نے دیکھ لی:

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾ "جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آ گئی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔"

9ھ میں قبائل عرب کے نمائندہ وفود اس کثرت سے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے کہ اس سال کا نام ہی ''عام الوفود'' مشہور ہوگیا۔ بنو تمیم' ملوک حمیر' اہل نجران' سلامان' ازد' ہمدان' ملوک کندہ' عبد قیس' بنو حنیفہ' کندہ' وائل بن حجر' مذحج' محارب' حضر موت' عبس' خولان اور طے کے وفود آئے۔ گویا کہ سارا عرب اڈ کر پروانہ وار شمع رسالت کے گرد جمع ہوگیا۔

مرالظہران مَرّ یا مُرّ کڑوے کو کہتے ہیں۔ مرالظہران مکہ سے مدینہ کے راستے پر 25 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کو وادی فاطمہ بھی کہتے ہیں۔

کدید: مکہ سے مدینے کے راستے پر عسفان اور قدید کے درمیان ایک وادی ہے جس میں پانی بکثرت ہوتا ہے۔ یہاں کھجور کے باغات ہیں۔ فتح مکہ کے سفر میں آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ جب کدید پہنچے تو روزے سے صحابہ کو خاصی مشقت ہوئی' لہٰذا آپ ﷺ نے روزہ افطار کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی افطار کر دیا۔ (معجم ما استعجم: 1119/4' 1120)

حجون: دیکھیے باب ''عمرۃ القضاء''۔

حنین اور طائف

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْــٴًـا وَّ ضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۷﴾

’’اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد فرمائی، خصوصاً ’’حنین‘‘ میں (بھی تمہاری مدد فرمائی۔) جب تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہونے لگا تھا، لیکن تمہاری کثرت نے تم کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ اور زمین باوجود وسیع ہونے کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین پر سکون واطمینان نازل فرمایا اور ایسے لشکر اتارے جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور کافروں کو عذاب میں مبتلا کیا۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کی چاہے گا توبہ قبول فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بہت غفور رحیم ہے۔‘‘ (التوبۃ:9/25...27)

20 رمضان 8 ہجری کی فتح مکہ کے بعد ہوازن اور ثقیف میں سراسیمگی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ بت پرستی کا خاتمہ ہو چکا تھا اور یہ دونوں قبیلے سمجھتے تھے کہ قریش کے بعد اب مسلمانوں کا اگلا ہدف اور نشانہ ہم ہی ہونگے۔ ان کے عقل مند لوگ کہنے لگے: ’’اب محمد (ﷺ) کے سامنے ہم تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔‘‘ اس لیے انہوں نے فیصلہ کیا کہ آپ کے حملہ آور ہونے سے قبل ہم آپ پر حملہ کر دیں۔ ہوازن کے سردار مالک بن عوف نصری نے اپنے قبیلے اور ثقیف کو اکٹھا کر لیا۔ اردگرد کے قبائل بنونصر، جشم، سعد بن بکر اور بنوہلال کے کچھ لوگ بھی ان سے مل گئے۔ البتہ ہوازن میں سے کعب اور کلاب کے قبائل شریک نہ ہوئے۔ بنوجشم میں ایک جہاندیدہ شخص دُرید بن صِمہ بھی تھا جس کی عمر 120 سال ہو چکی تھی اور اس کی نظر بھی جاتی رہی تھی۔ وہ لڑائی میں حصہ تو نہیں لے سکتا تھا البتہ اس کے مشورے، جنگی تجربے اور مہارت ومعرفت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا۔

بنوثقیف کا سردار کنانہ بن عبد یالیل تھا۔ اس کے ساتھ قارب بن اسود بن مسعود بن معتب بھی اہم شخص تھا۔ بنو مالک میں ذوالخمار سُبیع بن حارث اور اس کا بھائی احمر بن حارث تھے۔ لیکن تمام لوگوں کا اصل قائد مالک بن عوف نصری ہی تھا۔ وہ فوج کے ساتھ ساتھ لوگوں کے تمام اموال واولاد بھی میدان جنگ میں لے آیا تھا۔ اس نے ہوازن کے علاقے میں وادئ اوطاس میں پڑاؤ ڈالا۔ اس کے پاس بیس ہزار سے زائد جنگجو تھے۔

آپ ﷺ 6 شوال 8 ہجری میں 12 ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کی طرف بڑھے۔ آپ ﷺ کے لشکر میں دس ہزار تو فتح مکہ والا لشکر تھا اور دو ہزار مکہ کے نومسلم تھے۔ آپ ﷺ 10 شوال کو وادئ حنین میں پہنچے۔ مالک بن عوف بھی اپنے لشکر سمیت وادئ اوطاس سے اٹھ کر وادئ حنین میں آ گیا۔ دُرَید بن صمّہ کے مشورے سے کچھ لشکری وادی کی گھاٹیوں اور تنگ راستوں میں چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ مسلمان لشکر پر اچانک پل پڑیں۔ آپ نے وادئ حنین میں اپنا لشکر اتارا۔ ان کے سامنے کفار کے گھڑ سوار جنگجو تھے۔ انہوں نے دیکھتے ہی اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا۔ ادھر ہوازن اور ثقیف کے تیرانداز دستوں نے مسلمانوں کے گھوڑوں پر یکبارگی تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اور آپ کے قریبی چند صحابہ ثابت قدم رہے۔ پھر آپ کی کوششوں سے بھاگنے والے بھی واپس لوٹ آئے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ایسا زوردار حملہ کیا کہ شکست فتح میں بدل گئی۔ مندرجہ ذیل آیات میں اسی صورت حال کا تذکرہ ہے:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝٢٥ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٦ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٧

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد فرمائی، خصوصاً ''حنین'' میں (بھی تمہاری مدد فرمائی۔) جب تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہونے لگا تھا، لیکن تمہاری کثرت نے تم کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ اور زمین باوجود وسیع ہونے کے تم پر تنگ

’’ثقیف سمجھ گئے کہ جب سب عرب بیعت کر کے مسلمان ہو چکے ہیں تو ہم اکیلے کیسے ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں‘ لٰہذا انہوں نے اپنا ایک وفد مدینہ منورہ بھیجا۔ یہ رمضان المبارک 9 ہجری کی بات ہے۔ آپ نے ان سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ آپ نے ان پر حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی کو امیر مقرر فرمایا۔ اس طرح عرب کے ساتھ جس جنگ کا آغاز بدر سے ہوا تھا وہ حنین میں ختم ہو گئی۔ یہ دونوں جنگیں بہت اہم ہیں۔ اس لیے عموماً ان کو اکٹھا ذکر کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے بدر وحنین۔

❀ ابن خلدون : 45/2
❀ الطبري : 72/3
❀ ابن هشام : 64/4
❀ الكامل في التاريخ : 177/2
❀ البداية والنهاية : 322/4
❀ عيون الأثر : 187/2

غزوۂ حنین (شوال ۸ھ/ فروری ۶۳۰ء)
﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا﴾
"اور دن حنین کے (بھی) جب کہ خوش فہمی میں ڈال دیا تھا تم کو تمہاری کثرت نے، پس نہ کام آئی وہ تمہارے کچھ بھی۔" (التوبۃ: 25/9)
اردن
عراق
فارس (ایران)
سعودی عرب
جزیرہ نمائے عرب
خلیج فارس
خلیج عمان
عمان
سوڈان
اریٹیریا
یمن
بحیرۂ عرب
جبشہ
خلیج عدن
جدہ
جعرانہ
مکہ مکرمہ
طائف
100
50
کلومیٹر
طائف کا راستہ
مضیق
مشرکوں کی حنین کی طرف پیش قدمی
زیمہ
مسلمانوں نے بنو ثقیف کا تعاقب کیا
مسلمانوں نے ہوازن کا تعاقب کیا
وادی اوطاس
مال غنیمت کی منتقلی
شرائع
وادی حنین
اسلامی لشکر کی حنین کی طرف پیش قدمی
وادی حنین میں مشرکوں کی کمین گاہ
بنو ثقیف کی طائف کی طرف واپسی

اضافی توضیحات وتشریحات

حنین وطائف

حنین: یہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک تنگ اور دشوار گزار گھاٹی تھی۔ جو مؤلف یا جغرافیہ نگار اس کا ذکر کرتے ہیں وہ متضاد روایتیں بیان کرتے ہیں۔ [دراصل یہ گھاٹی مکے سے تین میل کے فاصلے پر واقع تھی، لیکن] کوئی مکے سے اسے اونٹ کی ایک روزہ مسافت، کوئی دو اور کوئی چار دن کی مسافت قرار دیتا ہے۔ بظاہر یہ محض ایک غیر آباد اور بے آب و گیاہ مقام تھا جو 8ھ کے غزوہ نبوی کے باعث تاریخ اسلام میں شہرت پا گیا اور بعد میں کبھی آباد نہ ہوا۔ چونکہ دشمن نے اپنی عورتوں، بچوں اور ریوڑوں کے ساتھ یہاں پڑاؤ ڈالا تھا، اس لیے یقین کرنا چاہیے کہ یہاں پانی کافی تھا، اور اس بنا پر کچھ سرسبزی اور شاید نخلستان بھی ہو۔

غزوۂ حنین: فتح مکہ کے بعد جب خفیہ اطلاعات اور پھر خصوصی فرستادہ جاسوسوں سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ قبائل ہوازن مسلمانوں پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے پیش قدمی کر کے ان کو شکست دی اور مفروروں کے تعاقب میں پہلے اوطاس آئے اور پھر آپ طائف تشریف لے گئے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 696/8)

حنین کے بعد آپ نے طائف کا رخ کیا۔ راستے میں مالک بن عوف نصری کے قلعے سے گزرے، تو اسے ڈھانے کا حکم دیا۔ جب آپ ﷺ طائف پہنچے، تو دشمن ایک سال کی خوراک کا انتظام کر کے قلعہ بند ہو چکا تھا، لہٰذا اس کا محاصرہ کر لیا۔ پہلے مسلمانوں کا پڑاؤ قریب تھا، اس لیے دشمن نے تدبیر بنا کر مسلمانوں کو زخمی کر دیا، لہٰذا وہ اس مقام پر اٹھ آئے جہاں طائف کی مسجد ہے۔ مسلمانوں نے دشمن کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنے کے لیے کئی تدبیریں اختیار کیں، لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔

محاصرے کو تقریباً بیس دن اور ایک روایت کے مطابق پورا مہینہ گزر گیا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن معاویہ دیلمی سے مشورہ کیا۔ انہوں کہا: ”لومڑی اپنے بھٹ میں گھس گئی ہے، اگر آپ ڈٹ گئے تو پکڑ لیں گے۔ اگر چھوڑ بھی دیں تو یہ آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔“ یہ سن کر آپ ﷺ نے کوچ کا اعلان فرما دیا۔ (تجلیات نبوت، ص: 316، 317)

طائف: طائف مکہ مکرمہ سے 96 کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ مزید دیکھیے باب ”قریتان“ (دو بستیاں)۔

تبوک (غزوۃ العسرۃ)

(رجب 9 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی کریم اور مہاجرین وانصار کی توبہ قبول فرمائی ہے جو انتہائی تنگی کے وقت میں نبی کریم کے ساتھ (تبوک) گئے جب کہ بعض لوگوں کے دل ٹیڑھے ہونے لگے تھے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بہت نرمی اور شفقت کرنے والا ہے۔ خصوصاً تین اشخاص کی توبہ قبول فرمائی جن کا معاملہ مؤخر کردیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ جب زمین باوجود وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنے آپ سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں علاوہ اس کے دامنِ عفو کے۔ تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تا کہ وہ دوبارہ ایسی غلطی نہ کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“ (التوبۃ: 117/9، 118)

رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ رومیوں نے شام میں لشکر کثیر جمع کرلیا ہے بلکہ انہوں نے کچھ لشکر بلقاء (اردن) میں بھی بھیج دیا ہے۔ اب دو ہی طریقے تھے یا تو ان کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا کھلا موقع دیا جاتا یا شام جا کر ان سے دفاعی جنگ لڑی جاتی۔

رسول اللہ ﷺ نے دوسرا طریقہ پسند کیا کیونکہ یہ قوت وغیرت اور عزت والا راستہ تھا۔ آپ نے تبوک کی طرف نکلنے کا اعلانِ عام فرمادیا۔ صورتِ حال یہ تھی کہ انتہائی تنگدستی کا وقت تھا' گرمی شدید تھی اور قحط سالی بھی تھی۔ مگر تیس ہزار مجاہدین کا لشکر تیار ہوگیا۔ جن کے ساتھ دس ہزار شہسوار تھے۔

رسول اللہ ﷺ رجب 9 ہجری میں چلے اور تبوک میں خیمہ زن ہوئے۔ لیکن اس وقت تک رومی مسلمانوں کی جرأت دیکھ کر واپس جا چکے تھے' اس لیے آپ نے اردگرد کے علاقے میں کارروائی شروع کردی اور تبوک کو مرکز قرار دیا۔ آپ نے حضرت خالد بن ولید کو دُومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔ اَیلہ کا حکمران ”یُوحَنّا بن رُؤبہ“ خود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ اسی طرح ”جرْبَاء“ اور ”اَذْرح“ کے حکمران بھی خود حاضر ہوئے اور جزیہ پر مصالحت کی۔

غزوۂ تبوک سے چند چیزوں کا گہرا تعلق ہے اور ان کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہوا:

① تنگی کا وقت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی کریم اور مہاجرین وانصار کی توبہ قبول فرمائی ہے جنہوں نے انتہائی تنگی کے وقت میں نبی کریم کا ساتھ دیا جب کہ کچھ لوگوں کے دل ٹیڑھے ہونے لگے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق دی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بہت شفقت ورحمت رکھتا ہے۔ خصوصاً وہ تین اشخاص جن کا فیصلہ مؤخر کر دیا گیا تھا، حتیٰ کہ جب زمین باوجود وسیع ہونے کے ان کے لیے تنگ ہوگئی بلکہ وہ خود اپنے آپ سے بھی تنگ آ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سے بچنے کی کوئی گنجائش نہیں سوائے اسی کے دامنِ عفو کے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ تاکہ وہ دوبارہ یہ غلطی نہ کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (التوبۃ: 118،117/9)

② رونے والے: رسول اللہ ﷺ نے تبوک کی طرف نکلنے کا اعلان عام فرمایا تو کچھ صحابہ آ کر آپ سے کہنے لگے: ''ہمیں سواری مہیا فرمائیے'' آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میرے پاس تمہارے لیے کوئی سواری نہیں۔'' وہ روتے ہوئے واپس چلے گئے کیونکہ ان کے لیے جہاد سے پیچھے رہنا بھی بہت شاق تھا اور ان کے پاس تھا بھی کچھ نہیں تھا کہ اخراجات یا سواری کا انتظام کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی کی بابت یہ آیت نازل فرمائی:

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾

''ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو آپ کے پاس آئے تھے کہ آپ انہیں سواری مہیا فرمائیں مگر آپ نے فرمایا تھا کہ میرے پاس بھی کوئی گنجائش نہیں کہ میں تمہیں سواری مہیا کر سکوں۔ تو وہ آنکھوں سے آنسو برساتے ہوئے اس غم میں واپس لوٹے کہ ہمارے پاس اخراجات کے لیے کوئی چیز نہیں۔'' (التوبۃ: 92/9)

یہ رونے والے بنو عمرو بن عوف بن عمیر انصاری قبیلہ کے سات آدمی تھے: سالم بن عمیر، ثعلبہ بن زید، عبداللہ بن مغفل

عُلبہ بن زید' عمرو بن حمام بن جموح' ہرمی بن عبداللہ اور عرباض بن ساریہ فزاری۔

بنو واقف قبیلہ سے ایک شخص تھے: حرمی بن عمرو۔

بنو مازن بن نجار سے بھی ایک شخص تھے: عبدالرحمٰن بن کعب۔

بنو معلّی میں سے سلمان بن صخر۔

بنو حارثہ میں سے عبدالرحمان بن یزید۔

بنو سلمہ میں سے عمرو بن عَنَمہ اور عبداللہ بن عمرو مُزنی۔

بعض کے نزدیک مُقرّن کے تین بیٹے معقل' سوید اور نعمان اور بعض کے نزدیک ان سے مراد ابو موسیٰ اشعری اور ان کے دوسرے یمنی ساتھی۔

③ **مُخَلَّفُوْن (جھوٹے بہانے تراش کر پیچھے رہنے والے):** رسول اللہ ﷺ نے تبوک کا عزم فرمایا تو کچھ اعرابیوں نے جنگ میں شرکت سے بچنے کے لیے جھوٹے عذر پیش کیے۔ یہ بنو غفار کے بیاسی (82) آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں معذور تسلیم نہیں فرمایا۔ ان کی بابت فرمایا:

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَ لٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾

''اگر قریبی غنیمت اور معمولی سفر ہوتا تو یہ ضرور بھاگے بھاگے جاتے' لیکن سفر زیادہ تھا اور وہ مشقت برداشت نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ آپ کے سامنے قسمیں اٹھائیں گے کہ ''اگر ہم طاقت رکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے۔'' دراصل یہ لوگ اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا مگر آپ نے ان کو پیچھے رہنے کی اجازت کیوں دی؟ جب کہ آپ کے لیے ابھی ان کا سچ اور جھوٹ واضح نہیں ہوا تھا۔ آپ سے پیچھے رہنے کی اجازت وہ لوگ طلب نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ تو اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ اور متقی لوگوں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔'' (التوبۃ: 42/9......44)

انہی کے متعلق مزید فرمان الٰہی ہے:

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾

''عذر پیش کرنے والے اعرابی آئے کہ انہیں جنگ میں نہ جانے کی اجازت دی جائے اور اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولنے والے گھروں ہی میں بیٹھ رہے۔ عنقریب ان کافروں کو دردناک عذاب پہنچے گا۔'' (سورۃ التوبۃ: 90/9)

④ **تین پیچھے رہنے والے:** کچھ مسلمان لوگ مخلص ہونے کے باوجود سستی کر بیٹھے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے حالانکہ وہ شک اور نفاق سے کوسوں دور تھے۔ یہ تین اشخاص تھے:

- کعب بن مالک بن ابی کعب: ان کا تعلق بنو مسلمہ سے تھا۔
- ہلال بن امیہ: ان کا تعلق بنو واقف سے تھا۔
- مرارہ بن ربیع: ان کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا۔

ان کے علاوہ ایک چوتھے شخص بھی تھے مگر یہ بعد میں اکیلے چل کر تبوک میں نبی کریم ﷺ سے جا ملے تھے۔ گویا انہوں نے اپنی غلطی کا تدارک کر لیا۔ ان کا نام ابوخیثمہ عبداللہ بن خیثمہ انصاری تھا۔ ان کا تعلق بنو سالم سے تھا۔

یہ مخلص لوگ تھے۔ ان کے اسلام میں کوئی شک نہ تھا۔ واپسی کے بعد ان کو دلچسپ مگر مفید سزا دی گئی۔ کہ ان کا بائیکاٹ کر دیا گیا حالانکہ وہ لوگوں میں اور اپنے گھروں میں آزاد پھرتے تھے۔ یہ بائیکاٹ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا بے مثال نمونہ تھا۔ پچاس دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ (درج ذیل آیات میں ان کی توبہ کی قبولیت کا بیان ہے۔) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿117﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿118﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی کریم اور مہاجرین و انصار کی توبہ قبول فرمائی ہے جو انتہائی تنگی کے وقت میں نبی کریم کے ساتھ (تبوک) گئے جب کہ بعض لوگوں کے دل ٹیڑھے ہونے لگے تھے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بہت نرمی اور شفقت کرنے والے ہیں۔ خصوصاً تین اشخاص کی توبہ قبول فرمائی جن کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ جب زمین باوجود وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنے آپ سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں علاوہ اس کے دامنِ عفو کے۔ تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تاکہ وہ دوبارہ ایسی غلطی نہ کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (التوبۃ: 117/9، 118)

⑤ **منافقین:** یہ ظاہراً مسلمان تھے اور باطناً کافر۔ ان کا سرخیل عبد اللہ بن ابی ابن سلول تھا جو ہجرت سے قبل یثرب کی سربراہی کے خواب دیکھا کرتا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے چکنا چور ہو گئے۔

انہوں نے اپنے مال کی سلامتی کی خاطر اسلامی قوت کے سامنے سر تو نگوں کر دیے مگر در پردہ اسلام کے خلاف سازشوں میں لگ گئے۔ ان کا ایمان واعتقاد سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ یہ لوگ اپنے ذاتی مفادات کی خاطر مسلمان بن کر رہتے تھے۔ یہ لوگ دوزخ کے اندر سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔ **ارشاد باری تعالیٰ ہے:**

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾

''بلاشبہ یہ منافقین آگ کے سب سے نچلے گڑھے میں جائیں گے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔'' (النساء: 145/4)

ان منافقین کے بارے میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خصوصی معتمد اور رازدان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں منافقین کی پوری تفصیل بتائی تھی۔ کوئی اور صحابی انہیں معین طور پر نہ جانتا تھا۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور یہ تھا کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا تو دیکھتے حضرت حذیفہ جنازے میں موجود ہیں؟ اگر وہ موجود ہوتے تو حضرت عمر جنازہ پڑھا دیتے۔ ورنہ واپس تشریف لے آتے۔

ان منافقین کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾

''کچھ لوگ اللہ کے رسول سے پیچھے رہ کر مدینہ میں بیٹھ کر بہت خوش ہیں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اپنے جان ومال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں۔ بلکہ انہوں نے دوسرے لوگوں سے بھی کہا: ''اتنی گرمی میں نہ نکلو'' کہہ دیجیے! جہنم کی آگ کی گرمی اس سے بہت زیادہ ہے۔ کاش انہیں سمجھ ہوتی۔ انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ یہ ان کے بداعمال کا بدلہ ہے۔'' (التوبۃ: 81/9، 82)

⑥ **سابقون اوّلون:** سورۂ توبہ میں جہاں غزوۂ تبوک کے واقعات کا ذکر ہے وہاں سابقون اولون کا بھی ذکر ہے۔ ان کے بارے میں مفسرین کی آرا مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں: ''ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کے دستِ حق پرست پر بیعتِ رضوان کی تھی۔ بعض مفسرین کے نزدیک ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو بیعتِ رضوان سے پہلے مسلمان ہوئے اور اسلام پر قائم رہے۔ یہ سابقون اولون ہیں اور جو بیعت کے بعد مسلمان ہوئے وہ سابقون اولون میں شامل نہیں۔'' یہ بھی کہا گیا ہے: ''ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور وہ بدر و اُحد میں شامل ہوئے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان سے مراد وہ صحابہ ہیں جو ہجرت اور نصرت میں آگے رہے۔ ان کے نزدیک جو ہجرت میں آگے ہیں وہ اسلام کے لحاظ سے بھی آگے ہیں۔ البتہ یہ ضروری نہیں کہ جو اسلام لانے میں آگے ہے وہ ہجرت میں بھی آگے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝١٠٠

”مہاجرین وانصار میں سے سبقت لے جانے والے اوّلین لوگ اور جو صحابہ ان کے بعد ایمان لائے اور نیکی پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا وہ اس سے راضی ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن میں نہریں اور دریا بہتے ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی عظیم کامیابی ہے۔“ (التوبۃ: 100/9)

- ابن خلدون: 44/2
- ابن سعد: 165/2
- ابن هشام: 118/4
- أسد الغابة: 93/5
- البداية والنهاية: 2/5
- تاريخ الطبري: 102/2، 100/3
- تفسير الطبري: 213/6، 6/7
- روح المعاني: 231/6
- فتح القدير: 393/2
- الكامل في التاريخ: 189/2
- عيون الأثر: 216/2

بحیرۂ روم
القدس
بلقاء
مؤتہ
وادی السرحان
رومی لشکر کی واپسی
اذرح
بتراء (پٹرا)
معان
قلزم
عقبہ
ایلہ
سیناء
دومۃ الجندل
تبوک
مدین
مویلح
ضبا
تیماء
مصر
بحیرۂ احمر (قلزم)
مدائن صالح
الوجہ
خیبر
مدینہ منورہ
ینبع
حجاز
بحیرۂ احمر
100
200
300
400
500
کلومیٹر
غزوۂ تبوک (غزوة العُسره) (رجب ۹ھ)
﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ...﴾ ”البتہ تحقیق توجہ فرمائی اللہ نے اوپر نبی اور مہاجرین اور انصار کے، وہ (مہاجرین وانصار) کہ جنھوں نے اتباع کیا آپ کا تنگی کی گھڑی میں“ (التوبہ: 117/9)
﴿وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ ”اور (توجہ فرمائی اللہ نے) اوپر ان تین شخصوں کے، جو چھوڑ دیے گئے تھے (حکم الٰہی کے انتظار میں)“ (التوبہ: 118/9)
﴿تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ﴾ ”تو وہ لوٹے جبکہ ان کی آنکھیں بہتی تھیں آنسوؤں سے اس غم سے کہ نہیں پاتے وہ جو وہ خرچ کریں“ (التوبہ: 92/9)

حطم بن ہند البکری

حطم بن ہند یمامہ سے تجارت کے لیے مدینہ آیا اور یہاں اس نے اسلام قبول کر لیا، پھر وہ یمامہ پہنچا تو مرتد ہو گیا۔ اس کے بعد وہ ذی قعدہ کے مہینے میں قافلے کے ساتھ اناج لے کر مکہ روانہ ہوا۔ مسلمانوں کو علم ہوا تو انھوں نے حطم سے غلہ چھین لینے کا ارادہ کیا، تب اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ﴾ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی بے حرمتی نہ کرو، نہ ادب والے مہینوں کی، نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جا رہے ہوں، اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضاجوئی کی نیت سے جا رہے ہوں۔“ (المائدۃ: 2/5)

غزوۂ تبوک (غزوۃ العسرۃ)

تبوک مدینے سے دمشق کے نصف راستے پر ہے۔ تبوک میں جہاں نبی ﷺ نماز ادا فرمایا کرتے تھے، وہاں اب ایک مسجد بنی ہوئی ہے، جو 1245ھ میں ایک ترک فوجی افسر نے اپنے خرچ پر بنوائی تھی۔ اسی جگہ پہلے لکڑی کی بنی ہوئی مسجد تھی۔ ان دنوں اس مسجد میں ادارہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مرکز بھی قائم ہے۔ اوراس سے متصل ایک پرانا ترکی قلعہ ہے، جواب جیل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ (سفرنامہ ارض القرآن)

چشمے کا معجزہ: مسجد کے قریب ہی ایک چشمہ ہے جس کے گرد وسیع منڈیر بنی ہوئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی وہ چشمہ ہے جس کے متعلق صحیح مسلم اور حدیث کی دوسری کتابوں میں یہ روایت آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابھی تبوک کے راستے میں تھے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''کل تم تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے۔ تمہارے وہاں پہنچتے پہنچتے چاشت کا وقت ہوجائے گا۔ تم میں سے جو شخص وہاں پہلے پہنچ جائے، اس چشمہ کے پانی کو استعمال نہ کرے۔'' جب لشکر اسلام وہاں پہنچا، تو دیکھا کہ دو آدمی پہلے سے وہاں پہنچے ہوئے ہیں اور چشمہ سے قطرہ قطرہ کرکے پانی نکل رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے دریافت فرمایا کہ تم نے اس چشمہ کا پانی استعمال کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ جی ہاں! آپ ﷺ نے ان دونوں پر خفگی کا اظہار فرمایا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چلوؤں سے ایک برتن میں اس چشمہ کا پانی جمع کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے اپنا چہرہ مبارک اور ہاتھ دھوئے اور اسے چشمہ میں ڈال دیا۔ اس کے گرتے ہی چشمے سے بے تحاشا پانی ابل کر نکلنا شروع ہوا جسے تمام لشکر اسلامی نے استعمال کیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا: ''اے معاذ! اگر تمہاری زندگی رہی تو تم اس علاقہ کو باغوں سے بھرا ہوا پاؤ گے''...... (سفرنامہ ارض القرآن)

مولانا مودودی کہتے ہیں تبوک کے محکمہ شرعیہ کے رئیس شیخ صالح نے بتایا کہ یہ چشمہ دو سال پہلے تک پونے چودہ سو سال سے مسلسل ابلتا رہا۔ بعد میں نشیبی علاقوں میں ٹیوب ویل کھودے گئے تو اس چشمے کا پانی ان ٹیوب ویلز کی طرف منتقل ہوگیا۔ تقریباً پچیس ٹیوب ویلز میں تقسیم ہوجانے کے بعد اب یہ چشمہ خشک ہوگیا ہے۔ اس کے بعد شیخ صالح ہمیں ایک ٹیوب ویل کی طرف بھی لے گئے جہاں ہم نے دیکھا کہ چار انچ کا ایک پائپ لگا ہوا ہے اور کسی مشین کے بغیر اس سے پانی پورے زور سے نکل رہا ہے۔ قریب قریب یہی کیفیت دوسرے ٹیوب ویلز کی بھی ہمیں بتائی گئی۔ یہ نبی ﷺ کے معجزے ہی کی برکت ہے کہ آج تبوک میں اس کثرت سے پانی موجود ہے کہ مدینہ اور خیبر کے سوا ہمیں کہیں اتنا پانی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبوک کا پانی ان دونوں جگہوں سے بھی زیادہ ہے۔ اس پانی سے فائدہ اٹھا کر اب تبوک میں ہر طرف باغ لگائے جارہے ہیں اور نبی ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق تبوک کا علاقہ باغوں سے بھرا ہوا ہے اور دن بدن بھرتا

جا رہا ہے۔ (سفر نامہ ارض القرآن)

اس کے بعد مولانا مودودی بیان کرتے ہیں کہ پھر شیخ صالح کے ساتھ تبوک کا شہر دیکھنے کے لیے نکل گئے۔ یہ شہر نہایت تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ ہر طرف پختہ اور جدید طرز کی عمارتیں بن رہی ہیں۔ کوئی اہم یا غیر اہم چیز ایسی نہیں ہے جو اس کے بازاروں میں نہ مل سکتی ہو۔ پھل تو یہاں سعودی عرب کے تمام دوسرے مقامات کی بہ نسبت سستے اور وافر ملتے ہیں، کیونکہ لبنان اور فلسطین کی طرف سے پھلوں کے جو ٹرک سعودی عرب آتے ہیں سب کے آنے کا راستہ یہی ہے۔ اب تبوک سعودی عرب کا بہت بڑا فوجی مرکز ہے۔ (سفر نامہ ارض القرآن، ص: 220 تا 224)

تبوک کی آبادی 75 ہزار سے زیادہ ہے۔

یومِ حج اکبر

(9 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ① فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ
وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ② وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ
يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ③ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ④ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ
وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ
مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑥ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ
اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑦ كَيْفَ وَ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ
وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑧ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ
سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑨ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑩ فَاِنْ
تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑪
وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ
اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑫ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ
وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬ قَاتِلُوْهُمْ
يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ⑭ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ
قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑮ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَ اللّٰهُ

خَبِيۡرٌ ۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ اَنۡ يَّعۡمُرُوۡا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيۡنَ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ بِالۡكُفۡرِ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ ۖۚ وَفِى النَّارِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمۡ يَخۡشَ اِلَّا اللّٰهَ‌ فَعَسٰٓى اُولٰٓـئِكَ اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلۡتُمۡ سِقَايَةَ الۡحَـآجِّ وَعِمَارَةَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ كَمَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ لَا يَسۡتَوٗنَ عِنۡدَ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ‌ۘ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجَاهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ۙ اَعۡظَمُ دَرَجَةً عِنۡدَ اللّٰهِ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمۡ رَبُّهُمۡ بِرَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَرِضۡوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمۡ فِيۡهَا نَعِيۡمٌ مُّقِيۡمٌ ۙ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۲۲﴾ يٰۤـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَكُمۡ وَاِخۡوَانَكُمۡ اَوۡلِيَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡـكُفۡرَ عَلَى الۡاِيۡمَانِ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾

''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان مشرکین کے خلاف اعلان براءت ہے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا۔ (اے مشرکو!) چار ماہ تک تم زمین میں چل پھر لو اور یقین رکھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں کے سامنے حج اکبر کے دن اعلان عام ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری اور بیزار ہیں۔ اگر تم شرک سے توبہ کر لو تو تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم اعراض کرو تو یاد رکھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ (اے نبی!) آپ ان کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں۔ البتہ جن مشرکوں سے تم نے معاہدہ کیا تھا اور انہوں نے معاہدہ کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی اور تمہارے خلاف کسی کی مدد نہیں کی تو ان کے ساتھ تم ان کا معاہدہ مقررہ مدت تک قائم رکھو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ متقین سے محبت رکھتا ہے۔ پھر جب حرمت والے (چار) مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، گرفتار کرو، محاصرہ کرو اور ان کی تاک میں ہر گھات میں بیٹھو۔ اگر وہ توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو انہیں چھوڑ دو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دیں تاکہ وہ اللہ کا کلام سن سکے، پھر اس کو اس کے گھر تک امن سے پہنچا دیجیے۔ یہ (رعایت) اس لیے ہے کہ یہ لوگ علم نہیں رکھتے۔ مشرکوں کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ معاہدہ کیسے (معتبر) ہو سکتا ہے بجز ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تھا۔ جب تک وہ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ وہ تم سے کیسے مخلص ہو سکتے ہیں حالانکہ اگر وہ تم پر غالب آ جائیں تو وہ تمہارے بارے میں نہ کسی رشتہ داری کا لحاظ رکھیں گے نہ عہد کا۔ وہ صرف اپنی زبانوں (باتوں ہی) سے تمہیں خوش کرتے ہیں، ورنہ ان کے دل تمہارے سخت خلاف ہیں۔ نیز ان میں سے اکثر لوگ فاسق اور بدعہد ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات تبدیل

کر کے دنیا کا ذلیل مال حاصل کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا۔ یہ انتہائی برے کام کرتے ہیں۔ وہ کسی مومن کے بارے میں رشتہ داری کا لحاظ رکھیں گے نہ عہد کا۔ یہی لوگ زیادتی کرنے والے ہیں۔ اگر یہ لوگ توبہ کر لیں، نماز قائم کرنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اور ہم جاننے والوں (اہل علم) کے لیے اپنے احکام کی تفصیل اور وضاحت بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ پختہ عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے ان اماموں سے لڑائی کرو۔ ان کے کسی عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں۔ (اس لیے لڑائی کرو کہ) شاید یہ لوگ باز آ جائیں۔ کیا تم ان لوگوں سے لڑائی نہیں کرتے؟ جنہوں نے عہد توڑے رسول کو نکالنے کا پختہ عزم کیا اور خود تم سے لڑائی چھیڑی؟ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم صاحب ایمان ہو۔ ان سے خوب لڑو۔ اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب (سزا) دے گا، انہیں رسوا کرے گا، تمہاری مدد فرمائے گا، مومنین کے دلوں کو خوش کر دے گا اور ان کے دلوں کا غصہ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے توبہ قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب علم و حکمت والا ہے۔ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تمہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی معلوم ہی نہیں کیا کہ تم میں سے کن لوگوں نے جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو اپنا راز دان اور دلی دوست نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

مشرکین کو زیبا نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں آباد کریں جبکہ وہ کفر پر قائم و دائم ہیں۔ ایسے لوگوں کے نیک عمل ضائع ہو جایا کرتے ہیں اور یہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کی مسجدیں تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر پختہ ایمان رکھتے ہوں، نماز قائم کرتے ہوں، زکوٰۃ دیتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ ایسے لوگ ہدایت یافتہ بن جائیں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اتنی فضیلت رکھتا ہے جو اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر پختہ ایمان رکھتا ہے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ یہ ہرگز اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے۔ جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان و مال سے جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا درجہ بہت بلند ہے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت، رضامندی اور جنت کی خوشخبری دیتا ہے جہاں کی نعمتیں ہمیشہ قائم و دائم رہیں گی۔ وہ خود بھی وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم اجر و ثواب تیار ہے۔

اے ایمان والو! اپنے آباء و اجداد اور بھائی بندوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیتے ہوں۔ جو شخص ان سے گہرا تعلق رکھے گا تو (یقیناً) ایسے لوگ ہی ظالم ہیں۔'' (التوبۃ: 1/9......23)

مزید فرمان الٰہی ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ

الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾

''کوئی حرج اور گناہ نہیں کہ دورانِ سفرِ حج میں اللہ کا فضل تلاش کرو (تجارت کرو۔) پھر جب تم عرفات سے واپس آ ؤ تو مزدلفہ میں ٹھہر کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اور اس کو اس طرح یاد کرو جس طرح اس نے تمھیں ہدایت نصیب فرمائی ہے۔ بلاشبہ تم اس سے پہلے صریح گمراہ تھے۔'' (البقرۃ 2:198)

حج اکبر سے مراد عرفات کا حج ہے جبکہ عمرہ کو حج اصغر کہا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ حج اکبر کے دن سے مراد یوم نحر ہے اور اس کو اکبر اس لیے کہا گیا کہ یہ حج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ہوا تھا۔

باقی رہا حجۃ الوداع! تو اسے حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے۔ یہ 10 ہجری میں ہوا۔ یہ حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری حج تھا۔ اس کے بعد آپ نے کوئی حج نہیں کیا۔ اس حج میں آپ نے عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں خصوصی اعلان یہ تھا:

''سب لوگ برابر ہیں وہ کسی رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہوں، کسی علاقے سے متعلق ہوں اور کسی بھی خاندان میں پیدا ہوئے ہوں۔''

اسلام پھیل جانے کے بعد حج کے چند مشہور راستے یہ تھے:

① حج کا شامی راستہ۔ ② حج کا عراقی راستہ۔ ③ حج کا مصری راستہ ④ حج کا یمنی راستہ۔

❀ ابن ھشام: 352/2
❀ صفوة التفاسير: 521/1
❀ البداية والنهاية: 109/5
❀ الطبري: 148/3
❀ التفسير المنير: 102/10
❀ الكشاف: 246/2

یوم الحج الاکبر (ذی الحجۃ ۹ ھ)
﴿ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ... ﴾
"اور اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے لوگوں کی طرف، دن حج اکبر کے، کہ بے شک اللہ دست بردار ہے مشرکین سے اور اس کا رسول (بھی)، پس اگر تم توبہ کرلو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے (التوبہ: 2/9)
جبل نور
غار حراء
وادی ابراہیم
بئر مُغیصر
الحجون
مکہ مکرمہ
بیت الحرام
مُحصّب (بطحاء مکہ)
جبل ثقبہ
منحر
(قربان گاہ)
جمرات
مسجد خیف
مِنیٰ
جبل ثبیر
جبل ستار
وادی عرنہ
موقف
مشعر الحرام
مسجد مزدلفہ
مُزدلفہ
غار ثور
جبل ثور
جبل سعد
جبل القصار
عرفات (عرفہ)
جبل الرحمۃ
عرفات کی دو نشانیاں
مسجد نمرہ
جبل نمرہ
عابدیہ
وادی عرنہ
طائف کا راستہ
عین زبیدہ
وادی نعمان
﴿ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ﴾
"پھر جب لوٹو تم عرفات سے، تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر حرام کے" (البقرۃ: 198/2)
★ عرفات مکہ سے ۲۲ کلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:
اَلْحَجُّ عَرَفَةُ (حج عرفات میں وقوف کا نام ہے)

حج

﴿وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ﴾ ”اور تو اعلان کردے لوگوں میں حج کا، وہ آئیں گے تیرے پاس پیدل اور (سوار ہو کر) اور پر ہر دبلے (پتلے) اونٹ کے وہ (اونٹ) آئیں گے ہر دور دراز راستے سے“ (الحج: 27/22)

شام سے آنے والے
حاجیوں کا راستہ
عباسی دور میں اور اس کے بعد
شام
دمشق
کسوہ
خان دنون
غباغب
صنمین
ازرع
شیخ مسکین
مزیریب
طبریہ
مفرق
فلسطین
القدس
عمّان
خان الزبیب
قلعة البلقاء
قطرانہ
حسا
عنیزہ
معان
بطن الغول
عقبہ
ایلہ
مدورہ
حالہ عمار
ذات الحاج
بئر ابن ہرماس
تبوک
محطب
وادی الأثلجیّہ
قلعة الخضر
قلعة المعظم
دار الحمراء
مطیلع
المرحم
حجر
العلا
بدیع
بئر الجدید
مصورہ
زمرد
تصویرہ
مدرج
ہدیہ
جدعہ
ابو النعم
اصطبل عنتر
بویر
بئر نصیر
بواطہ
مدینہ منورہ
صحرائے نفود
سیناء
مصر
ترکی
شام
عراق
فارس (ایران)
جزیرہ نمائے عرب
خلیج فارس
عمان
یمن
بحیرۂ عرب
صومالیہ
افریقہ
بحیرۂ روم
200
400
600
800

حج کا عراقی راستہ
عباسی عہد میں اور اس کے بعد
عراق
بغداد
الجزیرہ
دریائے فرات
دریائے دجلہ
سواد
فارس
کوفہ
قادسیہ
نجف
خان الرحبة
ابوقرون
واقصہ
شراف
قرعاء
برکۃ العقبہ
قاع
رفا
برکۃ زبالہ
برکۃ العصافیر
شیحیات
شقوق (برکۃ العشاء)
برکۃ العرائش
عرق اللبید
ثعلبیہ
عرق لوازم (خزیمہ)
زرود الوسط
اجفر
فید
توزی
سمیراء
بعائث (حاجز)
نفرہ (معدن القرشی)
مغیثہ
ماوان
بئر ابو مغیر
برکۃ ابو مغیر
برکۃ ابو سلیم
السلیلہ
ربذہ
بئر عمق
معدن بنی سلیم (مہد الذہب)
صفینہ
ملح
غمرہ (ذی کندہ)
ذات عرق
بستان
سولہ
مکہ مکرمہ
جدہ
مدینہ منورہ
اخاکیہ
وادی العقیق
حجاز
صحرائے نفود
صحرائے دہناء
وادی الرمہ
الرس
بصرہ
کاظمہ
خلیج فارس
الاحساء
بحیرہ احمر
800
600
400
200
ترکی
عراق
شام
بحیرہ روم
مصر
فارس (ایران)
جزیرہ نمائے عرب
عمان
سوڈان
یمن
بحیرہ عرب
افریقہ
حبشہ
صومالیہ
بحر ہند

حج کے مصری راستے
بری اور بحری
(عباسی دور میں اور اس کے بعد)
بحیرۂ روم
نیل کا ڈیلٹا
فسطاط
(قاہرہ)
سویس (سویز)
القدس
اردن
وادی سرحان
صحرائے نفود
وادی الحاج
جمال الحمراء
نخل
عقبہ
ایلہ
سیناء
مصر
تبوک
وادی الاخضر
اسکر
فیوم
بنی سویف
مغاير شعيب
شرفہ
مويلح
ضبا
قلعة الازلم
بركة عنتر
الوجہ
بئر القصير
حنك
ام لج
بئر نبط
حريرہ
ينبع
سوق
بدر
مدینہ منورہ
وادی الجزل
وادی القاع
وادی الغمرہ
وادی الحمض
منفلوط
اسیوط
ابوتيج
اخميم
غردقہ
سفاجہ
قصیر
قنا
بلبینا
قوص
بئر السلول
بئر الجندی
بئر دنقاش
بئر شمون
بئر ماسوط
بئر الشاذلی
حميثرا
دریائے نیل
بحیرۂ احمر (قلزم)
مرسی شعب
عيذاب
حلايب
حدربہ
الرايس
مستورہ
رابغ
قضیمہ
خليص
عسفان
جدہ
جموم
مکہ مکرمہ
طائف
ليث
نوبیہ
ترکی
شام
عراق
بحیرۂ روم
فارس (ایران)
خلیج فارس
خلیج عمان
عمان
جزیرہ نمائے عرب
مصر
بحیرۂ احمر
بحیرۂ عرب
سوڈان
یمن
خلیج عدن
صومالیہ
حبشہ
بحرہند
200
400
600
800

مکہ مکرمہ
جدہ
نجد
طائف
لیث
بیشہ
قنفذہ
خمیس مشیط
ابہا
درب
ظہران الیمن
صبیا
جیزان
فرسان
حرض
صعدہ
خمر
عبس
قنادس
قمران
مصوع
دہلک
صنعاء
معبر
ذمار
یریم
مخادر
حدیدہ
بیت الفقیہ
زبید
اب
سیانی
زقر
حنیش
تعز
حیس
دمنہ خدیر
کرش
لحج
(حوط)
عدن
خلیج عدن
یمن
عصّب
جبشہ
عرب
نجران
ترکی
شام
عراق
ایران (فارس)
بحیرۂ روم
جزیرہ نمائے عرب
خلیج فارس
مصر
عمان
بحیرۂ احمر
بحیرۂ عرب
سوڈان
صومالیہ
جبشہ
بحر ہند
100
200
300
400
حج کے یمنی راستے
جدید ذرائع آمد و رفت رائج ہونے سے پہلے

(کعبہ شریف کا دروازہ)

کعبہ شریف کی چابی

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا منظر

رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا سامنے والا حصہ

یوم الحج الاکبر

یوم حج اکبر سے مراد یوم النحر (دس ذوالحجہ) ہے کیونکہ اس میں حج کے اکثر اعمال سرانجام دیے جاتے ہیں۔اس دن کو حج اکبر اس لیے بھی کہتے ہیں کہ عمرے کے مقابلے میں ہے۔عمرے کو حج اصغر اور حج کو حج اکبر کہتے ہیں۔عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جو حج جمعہ والے دن آئے وہ حج اکبر ہوتا ہے، یہ بے اصل ہے۔(احسن البیان' ص:468)

مشرکین کو حج کی ممانعت: غزوۂ تبوک کے بعد سن 9 ہجری میں جب سورۂ توبہ نازل ہوئی جس میں مشرکین سے براءت کا ذکر ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس حکم کی تبلیغ کے لیے امیر الحج مقرر کر کے مکہ مکرمہ سے روانہ کیا۔ آپ ﷺ خود اس لیے نہ گئے کہ وہاں مشرکوں سے اختلاط کا خطرہ تھا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنا نائب بنا کر بھیج دیا تاکہ یوم الحج الاکبر (یوم النحر) کو اللہ کا یہ حکم پہنچا دیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اعلان کرنے والوں کے ساتھ بھیجا جو منیٰ میں اعلان کر رہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف بھی نہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (مشرکوں سے) براءت کا اعلان کرتے رہے۔(صحیح البخاری' التفسیر' باب واذان من اللہ ورسولہ ...... حدیث: 4656 و تفسیر ابن کثیر: 2/1226' 1227)

حجۃ الوداع

فتح مکہ کے بعد یہ فرمان نازل ہوا:

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجاً فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾

''جب اللہ کی مدد اور فتح آ گئی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہو رہے ہیں، تو آپ اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھیں اور استغفار کریں۔ یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

نبی کریم ﷺ سمجھ گئے کہ وقت رحلت قریب آ گیا ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ شریعت اور اخلاق کے تمام اساسی اصول مجمع عام میں پیش کر دیے جائیں۔ ہجرت کے بعد اب تک 9 برس گزر چکے تھے مگر آپ ﷺ نے فریضۂ حج ادا نہیں فرمایا تھا۔ چنانچہ ذی قعدہ 10ھ میں اعلان ہوا کہ امام الانبیاء ﷺ حج کے ارادہ سے مکہ مشرفہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر سو پھیل گئی اور شرفِ ہمرکابی کے لیے تمام عرب اُمڈ آیا۔

حج کے لیے روانگی: ہفتہ کے دن 26 ذی قعدہ کو آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور احرام کی چادر اور تہبند باندھا۔ نماز ظہر کے بعد مدینہ منورہ سے روانگی ہوئی۔ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی ساتھ تھیں۔ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ، جو مدینہ منورہ کی میقات ہے، پہنچ کر شب بھر قیام فرمایا۔ دوسرے دن دوبارہ غسل فرمایا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے جسم پر عطر افشانی کی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے ظہر کی نماز دو رکعت ادا فرمائی۔ احرام کی نیت فرمائی اور قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر بلند آواز سے تلبیہ پکارا:

(لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)

''ہم حاضر ہیں، اے اللہ! ہم تیرے سامنے حاضر ہیں، اے اللہ! تیرا کوئی شریک نہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ بیشک تمام تعریف اور نعمت اور سلطنت سب تیرے ہی لیے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔''

انسانوں کا ایک تلاطم خیز سمندر آپ ﷺ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ کم وبیش لاکھ سوا لاکھ کا جم غفیر تھا۔ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ کے قریب سَرِف (وادی فاطمہ) پہنچ کر غسل فرمایا۔ دوسرے دن اتوار 4 ذوالحجہ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کا یہ سفر 9 دن میں طے ہوا تھا۔ جب کعبہ شریف پر نظر پڑی تو فرمایا: یا اللہ! اس گھر کے عز و شرف کو دوبالا کر دے۔ پھر کعبہ کا طواف ادا فرمایا۔ پہلے تین چکر رمل (کندھا ہلا کر اور اکڑ اکڑ کر چلنا) کے ساتھ اور باقی چار چکر عام چال سے پورے فرمائے۔ طواف سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیم پر تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقام ابراہیم کو سجدہ گاہ بناؤ۔''

یہاں دو نفل ادا کیے۔ پہلی رکعت میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْن اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد پڑھی۔ پھر سعی کے لیے صفا ومروہ کی طرف تشریف لائے۔ سات چکر ادا کر لینے کے بعد اعلان فرمایا کہ جن کے پاس قربانی کے جانور ہیں' وہ احرام نہ کھولیں اور باقی آدمی حجامت بنوا کر احرام کھول دیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنہیں یمن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی کے اونٹ لانے کو بھیجا گیا تھا وہ ایک سو اونٹ اور یمن کے حجاج کا قافلہ لے کر آ پہنچے۔ جمعرات کے روز آٹھ ذوالحجہ کو صبح سورج طلوع ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ پر تشریف لے گئے جہاں ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور نویں تاریخ کی نماز صبح ادا فرمائیں۔ جمعہ کے دن نویں تاریخ کو منیٰ سے عرفات روانہ ہوئے۔ نمرہ میں کمبل کا ایک خیمہ نصب کیا گیا تھا' وہاں قیام فرمایا۔ زوال کے بعد ناقہ پر سوار ہو کر میدانِ عرفات میں تشریف لائے اور ناقہ ہی پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ سے فارغ ہو کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا فرمائیں۔ پھر موقف میں تشریف لائے۔ دیر تک قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا میں مصروف رہے۔ جب آفتاب ڈوبنے لگا تو چلنے کی تیاری فرمائی۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اونٹ پر پیچھے بٹھا لیا۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائیں۔ رات آرام فرمانے کے بعد صبح نماز پڑھ کر سورج طلوع ہونے سے پہلے منیٰ واپس تشریف لے گئے۔ اس وقت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اونٹنی پر پیچھے بیٹھے تھے۔ وادی محسّر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مجھے کنکریاں چن دیں۔ جمرۂ عقبہ کی رَمیُ سے فارغ ہو کر میدانِ منیٰ میں تشریف لائے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ناقہ کی مہار تھامے ہوئے تھے۔

منیٰ میں آپ نے ایک سو اونٹ کی قربانی ادا فرمائی۔ 63 اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ اطہر سے ذبح کیے اور 37 کی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قربانی کی۔ قربانی سے فارغ ہو کر سر مبارک معمر بن عبداللہ سے منڈوایا۔ فرطِ محبت سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا کو اپنے دستِ مبارک سے کچھ بال عنایت فرمائے۔ اور باقی ماندہ بال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے تمام مسلمانوں میں ایک ایک' دو دو کر کے تقسیم کر دیے۔ بعد ازاں طوافِ زیارت کیا۔ پھر چاہِ زمزم پر تشریف لائے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ڈول میں پانی نکال کر پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور منیٰ واپس تشریف لے جا کر نماز ظہر ادا فرمائی۔ 13 ذی الحجہ سہ شنبہ تک منیٰ میں قیام فرمایا۔ زوال کے بعد منیٰ سے چل کر وادی محصب (معابدہ) میں قیام کیا۔ رات وہاں بسر فرمائی اور سحری کے وقت مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ کعبہ شریف کا الوداعی طواف ادا فرمایا اور نماز صبح کے بعد مدینہ منورہ کو روانگی فرمائی۔ (صحیح مسلم. باب حجة النبی' ابو داود. باب حجة النبی' الأشهر الحرم وغیره)

ارتداد کے خلاف جنگیں
(11'12 ہجری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

''محمد (ﷺ) اللہ کے ایک رسول ہی تو ہیں۔ ان سے پہلے بھی کئی رسول گذر چکے ہیں۔ اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا تم دین سے مرتد ہو جاؤ گے؟ جو شخص مرتد ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا اور اللہ تعالیٰ (دین پر قائم رہنے والے) شکر گزاروں کو ضرور اجر عطا فرمائے گا۔'' (آلِ عمران:144/3)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۬ يُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ عنقریب ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت رکھتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ مومنین کے لیے بہت نرم اور کافروں پر بڑے سخت ہونگے۔ وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے، عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا خوب علم والا ہے۔'' (المائدۃ:54/5)

مفسرین کہتے ہیں: ''اس آیت ﴿فَسَوْفَ يَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۬ يُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ﴾ میں مذکورہ قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں جنھوں نے مرتدین اور منکرین لوگوں سے لڑائیاں لڑیں۔

رسول اللہ ﷺ جب اللہ کو پیارے ہو گئے تو بہت سے اعرابی قبائل مرتد ہو گئے۔ صرف مکہ اور مدینہ ہی فتنۂ ارتداد سے محفوظ رہے۔ بعض قبائل نماز کے قائل تھے لیکن زکوٰۃ دینے سے انکاری تھے اور بعض قبائل جھوٹے مدعیانِ نبوت کے پیچھے لگ گئے۔ مثلاً: مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور سجاح وغیرہ۔

خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے استیصال کے لیے گیارہ لشکر بھیجے۔ آپ کے کندھوں پر جو

بھاری اور اہم ذمہ داری آن پڑی تھی اسے پورا کرنے کے لیے آپ نے مسلسل لشکر بھیجے اور مہمات ارسال کیں۔ یوں سمجھیں کہ آپ ہمہ وقت فوجی ہیڈکوارٹر میں بیٹھے رہتے تھے جس میں جزیرۂ عرب کا مجسم نقشہ موجود ہوتا تھا۔ آپ ہر روز ان لشکروں کی حرکات وسکنات اور کارروائیوں سے مطلع رہتے تھے کہ وہ کہاں جمع ہو رہے ہیں؟ کب کارروائیوں کے لیے منتشر ہو رہے ہیں؟ جنگ میں امیر کون ہے؟ کیونکہ ہر وقت جنگی مراسلہ نگار بڑی تیزی کے ساتھ مرتدین کی لڑائی کے مراکز سے مدینہ منورہ کے ہیڈکوارٹر تک تفصیلی خبریں پہنچاتے تھے۔ فیصلہ کن لڑائی یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ ''موت کے باغ'' میں ہوئی۔ جہاں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شجاعت اور شہادت کی گراں قدر مثالیں پیش کیں جو رہتی دنیا تک یادرہیں گی۔ مسیلمہ کذاب حضرت عبداللہ بن زید انصاری کی تلوار اور حضرت وحشی کے برچھے سے واصل جہنم ہوا۔ فتنۂ ارتداد کے خاتمے میں سب سے بڑا کردار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا۔

مرتدین کی سرکوبی کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عراق اور شام کے علاقے فتح کرنے کے لیے مسلسل لشکر بھیجے۔ اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے ذریعے سے عرب کو بھڑکتے جہنم سے نکال کر روح پرور فردوس میں بدل دیا تھا۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوابوں کی اصل تعبیر تھی۔

❀ البداية والنهاية: 311/6
❀ الكامل في التاريخ: 231/2
❀ الطبري: 241/2

فتنۂ ارتداد کی جنگیں
خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں (۱۱ھ)
﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾
"اورنہیں ہیں محمد مگر ایک رسول ہی، تحقیق گزر چکے ہیں ان سے پہلے (بھی) رسول، کیا پس اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں، تو پھر جاؤ گے تم اپنی ایڑیوں پر؟ اور جو پھر جائے اپنی ایڑیوں پر، تو ہرگز نہیں نقصان پہنچائے گا وہ اللہ کو کچھ بھی اور عنقریب جزا دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو" (آل عمران: 144/3)
فسطاط
قلزم
مصر
سیناء
ایلہ
عقبہ
معان
تبوک
قضاعہ
ودیعہ
دومۃ الجندل
صحرائے نفود
تیماء
مدائن صالح
خیبر
بزاخہ
طلیحہ بن خویلد
مالک بن نویرہ
بطاح
سجاح
اُبلہ
بوشہر
شیراز
فارس (ایران)
بندر عباس
خلیج عربی (خلیج فارس)
دلمون
(موجودہ بحرین)
دارین
بحرین
قشم
دبا
صحار
خلیج عمان
عمان
مصیرہ
یمامہ
مسیلمہ کذاب
نجد
مدینہ منورہ
ینبع
دریائے نیل
صحرائے نوبیہ
سوڈان
جدہ
مکہ مکرمہ
طائف
ہوازن
بنو سلیم
جزیرہ نمائے عرب
ربع الخالی
عسیر
تہامہ
نجران
بنو خولان
مأرب
صنعاء
کہف خبان
کندہ
حضرموت
مہرہ
خلیج القمر
کوریا موریا
بحیرۂ عرب
عک
مخا
تعز
عدن
خلیج عدن
باب المندب
افریقہ
1000
800
600
400
200
کلومیٹر

حروب الرِّدۃ (ارتداد کی جنگیں)

شریعت اسلامی کی اصطلاح میں الردہ یا ارتداد سے مراد ہے اسلام سے پھر جانا اور دوبارہ کفر اختیار کرلینا۔ تاریخ اسلام میں خلافت صدیقی کے زمانے میں بعض بدوی قبائل اسلام سے منحرف ہوگئے تھے۔ ایک جماعت نے یہ کہہ کر ارتداد اختیار کیا کہ ''اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو آپ کو موت نہ آتی۔'' دوسری جماعت نے کہا: ''آپ (ﷺ) کی وفات سے نبوت ختم ہوگئی' اس لیے ہم اب کسی کی اطاعت نہیں کریں گے۔'' بعض نے کہا: ''ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں' اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' نماز بھی پڑھتے ہیں' مگر ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔'' بعض مدعیان نبوت بھی نمودار ہوگئے تھے۔ اس قسم کے عناصر مل کر قبائل کے ارتداد کا باعث ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتہائی جرأت وتدبر اور عزیمت کے ساتھ ان فتنوں کا استیصال کیا۔

جھوٹے مدعیانِ نبوت

مسیلمہ کذّاب: اس کا پورا نام ابوثمامہ مسیلمہ بن ثمامہ تھا۔ یہ بنوحنیفہ (یمامہ) کا جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ اس نے آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچایا تھا۔ سن 9 ہجری میں جب مختلف وفود آئے تو یمامہ سے بنوحنیفہ کا وفد بھی آیا جس میں مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ جب یہ مسلمان ہوکر واپس گئے تو مسیلمہ مرتد ہوگیا اور نبوت کا دعویٰ کردیا اور من گھڑت الہامات سنانے لگا۔ اس نے مسجّع و مُقفّع کلام بھی کہا۔ مسیلمہ نے ایک خط کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے نبوت اور حکومت میں شراکت کا سوال کیا مگر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو معمولی سی چیز بھی دینے کو تیار نہیں ہوں اور تو نبوت میں حصہ مانگتا ہے!''

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کی سرکوبی کے لیے گیارہ لشکر ترتیب دیے تھے جن میں سے ایک لشکر عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ ان کی پسپائی کے باعث خالد بن ولید اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما کو روانہ کیا جنھوں نے زبردست جنگ میں مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کیا۔

مسیلمہ کذاب کے قتل کے بعد اس کی قوم بنوحنیفہ نے صلح کی خاطر ہتھیار ڈال دیے۔ بنوحنیفہ کا سارا مال اور ہتھیار ضبط کرلیے گئے۔ شرائط صلح طے ہوچکی تھیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم پہنچا کہ بنوحنیفہ کے تمام بالغ آدمی قتل کردیے جائیں' لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ طے پانے کے بعد ایسا کرنے سے معذوری ظاہر کی' کیونکہ یہ بدعہدی کے مترادف تھا۔ مسلمانوں کا یہ طرز عمل دیکھ کر بنوحنیفہ نے اسلام قبول کرلیا۔

جنگ یمامہ میں بڑی خون ریزی ہوئی۔ فریقین کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ چھ سات سو مسلمان شہید ہوئے جن میں بعض اکابر اور نامور قراء اور حفاظ بھی شامل تھے...... جنگ یمامہ کی تاریخ بعض مؤرخوں نے 11ھ اور بعض نے 12ھ لکھی ہے۔ ابن کثیر نے اس کی تطبیق یوں کی ہے کہ 11ھ میں شروع ہوئی اور 12ھ میں ختم ہوئی۔ (تلخیص اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 21/138.134)

طُلَیحہ اسدی: رسول اللہ ﷺ کی وفات کی بعد بنو اسد اسلام سے منحرف ہوگئے تھے۔ ان کے لشکر کو' جو طُلَیحہ کذاب کے تحت مسلمانوں سے لڑنے نکلا تھا' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بئر بزاخہ پر 11ھ میں شکست دی جو بنو اسد یا بنو طے کے علاقہ نجد میں ایک کنواں ہے۔ اس لڑائی میں بنو طے کے ایک ہزار آدمی طلیحہ سے الگ ہوکر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر سے آ ملے تھے۔ طلیحہ کی مدد پر عُیَینہ بن حصن اور غطفان کے قبیلہ فزارہ کے سات سو جوان بھی تھے جو بنو اسد کے پرانے حلیف تھے۔ خونریز لڑائی کے بعد عُیَینہ نے جب دیکھا کہ طلیحہ جن پیغمبری قوتوں کا دعویٰ کیا کرتا تھا وہ مسلمانوں کے مقابلے میں عملاً بیکار ثابت ہورہی ہیں تو وہ میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ چنانچہ طلیحہ کو بھی بھاگنا پڑا۔ بنو اسد نے خالد رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کرلی۔ آس پاس کے قبائل' جیسے بنو عامر' جو جنگ کے نتیجے کا انتظار کررہے تھے' اب اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے۔ (معجم البلدان: 1/408' طبری: 2/482)

طلیحہ شکست کھاکر شام کی طرف فرار ہوا اور بنو کلب کے پاس جا ٹھہرا۔ جب پتہ چلا کہ بنو اسد' غطفان اور بنو عامر مسلمان ہوگئے ہیں تو اس نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ طلیحہ بعد میں جنگ نہاوند میں شہید ہوا۔ (المنتظم: 4/25)

سجاح بنت حارث: سجاح بنت حارث عرب کی ایک کاہنہ اور ان چند متنبّیوں میں سے تھی جو عرب میں رِدّہ سے تھوڑی مدت پہلے یا اس کے دوران میں نمودار ہوئے تھے۔ وہ بنو تمیم میں سے تھی۔ ماں کی طرف سے اس کی قرابت داری عیسائی قبیلہ بنو تغلب سے تھی۔ وہ خود بھی عیسائی مذہب رکھتی تھی۔ وہ منبر سے مقفیٰ نثر میں اپنے اعتقادات کا پرچار کیا کرتی اور ایک منادی اور ایک حاجب اس کی خدمت میں حاضر رہا کرتا۔ اس کے نزدیک خدا کا ایک لقب ربُّ السحاب تھا۔

سجاح' نبی ﷺ کی وفات کے بعد منظر عام پر آئی۔ اس نے مسیلمہ کذاب سے شادی کرلی تو اس کی ساری سرگرمیاں پس منظر میں چلی گئیں۔ ابن الکلبی کے مطابق اس نے تائب ہوکر اس وقت مذہب اسلام اختیار کیا جب اس کے خاندان نے بصرے میں آباد ہونے کا فیصلہ کیا' جو بنو امیہ کے تحت بنو تمیم کا صدر مقام بن گیا تھا۔ اس نے وہیں اسلام کی حالت میں وفات پائی۔ (ملخص اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 10/739,738)

البُطاح: یہ بنو اسد بن خزیمہ کے علاقے میں پائے جانے والے ایک چشمے کا نام ہے جہاں مسلمانوں کی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مرتدین سے لڑائی ہوئی۔ اس جنگ میں ضرار بن ازور اسدی رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا۔ (معجم البلدان: 1/445)

مَہْرۃ: یہ عرب کے جنوب میں بحر ہند (بحیرۂ عرب) کے کنارے ایک علاقہ ہے جو حضر موت اور ظفار کے درمیان واقع ہے۔

لیکن عرب جغرافیہ نگار خود ظفار کو بھی مہرہ ہی کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ (معجم البلدان: 5/234' اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 21/898) آج کل مہرہ، یمن میں شامل ہے اور مشرق میں خلیج قمر تک وسیع ہے۔

تریم: مہرہ کے شمال مغرب میں وادی حضر موت میں تریم کا تاریخی شہر ہے جو صنعاء سے 735 کلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔ اسے مسجدوں کا شہر کہتے ہیں جہاں 365 مساجد پائی جاتی ہیں۔ آبادی 70 ہزار ہے۔ اس شہر کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد یمن میں یہی ایک شہر تھا جو ارتداد کا شکار نہیں ہوا تھا۔ تریم کے دروازوں پر مرتدین سے فیصلہ کن معرکہ ہوا تھا اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا تھا اور اہل ایمان کو فتح ہوئی تھی۔ ان اصحاب النبی کے مدفن کو یہاں ''الشہداء'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس شہر اور اس کے باسیوں کے لیے دعا بھی فرمائی تھی۔ (ارض الاحقاف کا سفر اور مشاہدات...... سید حامد عبدالرحمٰن الکاف بحوالہ قرآن انسٹی ٹیوٹ)

دُومة الجندل: یہ وادی سرحان کے سرے پر ایک نخلستان ہے۔ وادی سرحان سعودی عرب اور اردن میں جنوب مشرق سے شمال مغرب کی طرف پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے ایک سرے پر دومۃ الجندل اور دوسرے سرے پر حوران اور شام کا کوہستان ہے۔ دومۃ الجندل کا نخلستان ایک وسیع نشیبی زمین (الجوف) میں ہے جس کا طول تین میل' عرض آدھ میل اور گہرائی پانچ سو فٹ ہے۔ عرب مصنفین نے کہا ہے کہ جب تہامہ اسمٰعیل علیہ السلام کے کثیر التعداد گھرانوں کے لیے کافی چراگاہیں مہیا نہ کرسکا تو ان کا ایک فرزند ''دوم یا دومان یا دوما'' نامی ہجرت کر کے اس علاقے میں چلا آیا اور اسی کے نام پر اس علاقے کا نام دومہ پڑ گیا۔ اس نے یہاں ایک قلعہ تعمیر کیا' جس کی وجہ سے اس کا نام دومۃ الجندل ہو گیا۔ قبل اسلام یہاں وَدّ بت کی پرستش ہوتی تھی۔

دومۃ الجندل کے باشندے بنوکلب کی شاخ بنوکنانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے اسے فتح کرنے کے لیے تین غزوات کیے: پہلا غزوہ 5ھ میں ہوا جس میں خود نبی ﷺ قائد الجیش تھے۔ اس کا کچھ نتیجہ نہ نکلا کیونکہ نخلستان کے باشندے لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی تتر بتر ہو گئے تھے۔ دوسرا غزوہ 6ھ میں پیش آیا جس کے قائد الجیش حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردار اَصْبَغ بن عمرو کلبی نے اسلام قبول کر لیا۔ تیسرے غزوے کی آنحضرت ﷺ نے تبوک سے تیاری کی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس مہم پر بھیجا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دومۃ الجندل پر قبضہ کر لیا اور وہاں کی آبادی پر تاوان جنگ عائد کیا اور سردار اُکَیدِر بن عبدالملک الکندی السکونی پر زور ڈالا کہ مدینہ منورہ جا کر نبی ﷺ سے معاہدہ صلح کرے۔ (فتوح البلدان' طبقات ابن سعد' معجم البلدان)

1855ء میں دومۃ الجندل' حائل کے تحت ایک ریاست بن گیا۔ 1909ء میں قبائل روالہ کے سردار نوری ابن شعلان اور 1920ء میں امیر شَمَّر نے اس پر قبضہ کر لیا اور آخر کار عبدالعزیز بن سعود نے اسے اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ نومبر 1925ء میں ابن سعود اور انگریزوں کے درمیان حد بندی کا معاہدہ ہوا تو اس میں سرحدیں معین کر دی گئیں۔ اس وقت سے وادی سرحان مع دومۃ الجندل اور قُرَیَّات الملح نجد (سعودی عرب) کا حصہ قرار پا گئے۔ (تلخیص اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 9/473 تا 476)

الـحـمقتين: یہ شام کی سطح مرتفع میں واقع ہے جہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔
(معجم البلدان: 2/305)

آٹھ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے العلاء بن عبداللہ الحضرمی کو اہل بحرین کو دعوت دینے کے لیے بھیجا کہ اسلام قبول کرلو یا جزیہ دینے پر آمادہ ہو جاؤ۔ انہوں نے جزیہ دینا قبول کرلیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اہل بحرین نے ارتداد اختیار کرلیا۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے ان کی بغاوت کا قلع قمع کیا۔ (معجم البلدان: 1/348)

البـحـرين: عہد نبوی میں اور اس کے بعد جزیرہ نمائے عرب کا مشرقی ساحل البحرین کہلاتا تھا جسے ان دنوں الاحساء کہتے ہیں۔ معجم البلدان جلد اول میں لکھا ہے: "یہ اس علاقے کا نام ہے جو بصرہ اور عمان کے درمیان بحر ہند (خلیج فارس) کے ساحل کے ساتھ ساتھ واقع ہے۔" آج کل مملکت بحرین خلیج فارس کے چند جزائر پر مشتمل ہے جو قطر اور سعودی عرب کے درمیان واقع ہیں اور ان میں سب سے بڑا جزیرہ بھی بحرین کہلاتا ہے۔

تِهَـامَـه: الاصمعی کہتے ہیں جب آپ عمان کو پیچھے چھوڑتے ہوئے چڑھائی پر جانا شروع کر دیں تو آپ نجد پہنچ جائیں گے یہاں تک کہ ذات عرق سے نیچے اتر جائیں۔ ذات عرق سے سمندر تک تہامہ ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مکہ سے نکلیں تو تہامہ شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان عسفان نامی جگہ پہنچ جائیں۔ اس کا نام تہامہ شدید گرمی اور ہواؤں کے نہ چلنے کی وجہ سے رکھا گیا ہے کیونکہ اس علاقے میں شدید گرمی ہوتی ہے اور ہوائیں بھی ساکن رہتی ہیں۔
(المعجم البلدان: 1/23,24)

گیارہ لشکروں اور جھنڈوں کی تفصیل

نمبر شمار	امیر لشکر	لشکر کی سمت
1	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	ان کو بزاخہ کی طرف بھیجا گیا جہاں طُلَیحہ بن خویلد اسدی موجود تھا۔ پھر وہ بطاح گئے جہاں مالک بن نویرہ کی سرکوبی مقصود تھی۔ پھر یمامہ گئے جہاں مسیلمہ کذاب کا مرکز تھا۔
2	حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ	پہلے یمامہ کی طرف مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے لیے گئے۔ ان کو احتیاطاً بھیجا گیا تھا تاکہ یمامہ میں بڑی جنگ کے لیے تیاری کی جا سکے۔ اصل معرکہ حضرت خالد بن ولید کے ذمے تھا۔ حضرت عکرمہ کے ساتھ دو ہزار جنگجو تھے۔ پھر وہ عُمان کی طرف گئے جہاں ذوالتاج لقیط بن مالک ازدی کی سرکوبی مقصود تھی۔
3	حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	یہ تبوک اور دومۃ الجندل کی طرف گئے جہاں قضاعہ، ودیعہ اور حارث کے قبائل تھے۔
4	شُرَحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ	یہ حضرت عکرمہ کے بعد احتیاطاً یمامہ بھیجے گئے تاکہ مسیلمہ کذاب سے فیصلہ کن لڑائی لڑی جا سکے۔ پھر وہ حضرموت گئے۔
5	خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہما	انہیں شامی سرحد پر حمقتین کی طرف بھیجا گیا۔
6	طریفہ بن حاجز رضی اللہ عنہ	انہیں مکہ اور مدینہ کے مشرق میں ہوازن اور بنوسلیم کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا۔
7	علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ	انہیں بحرین کی طرف بھیجا گیا جہاں مغرور منذر بن نعمان بن منذر کی سرکوبی مقصود تھی۔
8	حذیفہ بن محصن قَلعانی رضی اللہ عنہ	ان کو عمان میں ذوالتاج لقیط بن مالک ازدی کی طرف بھیجا گیا، پھر وہ مہرہ، حضرموت اور یمن گئے۔
9	عرفجہ بن ہرثمہ بارقی رضی اللہ عنہ	ان کو پہلے عمان، پھر مہرہ، حضرموت اور یمن بھیجا گیا۔

نمبر شمار	امیر لشکر	لشکر کی سمت
10	مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ	ان کو یمن بھیجا گیا جہاں اسود عنسی کے کچھ حامی باقی تھے۔ پھر انہیں کندہ اور حضر موت کی طرف بھیجا گیا۔
11	سُوید بن مقرن مزنی رضی اللہ عنہ	انہیں تہامۂ یمن (مکہ سے باب المندب تک) بحر احمر کے ساحل کی طرف بھیجا گیا۔

ضمیمہ

اس کتاب کو مکمل مفید بنانے کے لیے میں نے نقشے کے ساتھ ایسے مقامات' اقوام اور اشخاص کا ذکر بھی مناسب سمجھا جن کے لیے نقشوں کی ضرورت نہیں۔

﴿وَلَا تُسْرِفُوْا﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ
مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ
لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

"اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے باغات پیدا فرمائے' قد آور درختوں والے بھی اور بیلوں والے بھی' کھجوریں بنائیں' مختلف ذائقوں والی کھیتیاں اگائیں' زیتون وانار پیدا کیے جو شکل وصورت میں ملتے جلتے ہیں لیکن ذائقے میں مختلف ہیں۔ ان کے پھل کھاؤ جب پھل پک جائیں اور جب پھل کاٹو تو ان کا حق (عشر) ادا کرو۔ لیکن حد سے نہ بڑھو۔ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔" (الانعام: 141/6)

یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شمّاس رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری۔ انہوں نے کھجوروں کا پھل کاٹا اور لوگوں کو دیتے رہے حتیٰ کہ شام ہوئی تو ان کے پاس کچھ بھی نہ بچا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾

"بلاشبہ آپ کا دشمن ہی بے نسل رہے گا۔" (الکوثر: 3/108)

یہ آیت عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا قاسم فوت ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہنے لگا:

"اسے کچھ نہ کہو۔ یہ بے نسل شخص ہے۔ اس کی نسل نہ رہے گی۔ جب یہ مر جائے گا تو اس کا کوئی نام لیوا نہ ہوگا۔"

حقیقت یہ ہے کہ عاص ہی بے نسل رہا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم۔ کوئی اس کا ذکر بھی پسند نہیں کرتا۔ جب کہ

رسول اللہ ﷺ کا ذکر اس کائنات میں ہر آن ہو رہا ہے۔

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥

''ٹوٹ جائیں ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود بھی ہلاک ہو۔ اسے اس کے مال اولاد نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ وہ عنقریب بھڑکتی آگ کا ایندھن بنے گا اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اکٹھی کرتی پھرتی ہے۔ اس کی گردن میں کھجور کی چھال کی رسی پھندہ بنے گی۔'' (اللھب: 1/111......5)

ابولہب کا نام عبدالعزّٰی تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا تایا اور سردار عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ یہ سورت اس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور اس کی بیوی کا نام اَرْوٰی اور کنیت اُمِ جمیل تھی۔ وہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی۔ اسے ''لکڑیاں اٹھانے والی'' اس لیے کہا گیا کہ وہ بہت چغل خور تھی۔ عرب میں یہ استعارہ مشہور ہے:

[لَمْ يَمْشِ بَيْنَ الْحَيِّ بِالْحَطَبِ الرَّطْبِ] ''میرا محبوب چغل خور نہیں تھا۔''

وہ دونوں (ابولہب اور اس کی بیگم) رسول اللہ ﷺ سے سخت دشمنی رکھتے تھے۔

﴿مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝٣٦

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سال کے مہینے بارہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا تھا جس دن آسمان وزمین پیدا فرمائے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہ صحیح دین ہے' لہٰذا تم ان مہینوں میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ البتہ اگر مشرکین تم سے یکمشت ہو کر لڑیں تو تم بھی ان سے ڈٹ کر لڑو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقین کا ساتھ دیتے ہیں۔'' (التوبۃ: 36/9)

قمری مہینے محرم الحرام سے شروع ہوتے ہیں۔ باقی مہینوں کے نام بالترتیب یہ ہیں: صفر' ربیع الاول' ربیع الثانی' جمادی

الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔

حرمت والے مہینے چار ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب۔

ان کو ''حُـرُم'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ معظم و محترم ہیں۔ ان میں نیکی کا ثواب بڑھ جاتا ہے اور ان میں لڑائی حرام ہے تاکہ حج وعمرہ کے لیے امن وامان والا ماحول پیدا ہو۔ پہلے تین ماہ حج کے لیے اور رجب عمرہ کے لیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

''فرعون کی بیوی نے کہا: ''یہ بچہ میرے اور آپ کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا۔ اسے قتل نہ کرو۔ ممکن ہے یہ ہمیں کوئی فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ لیکن فرعونیوں کو انجام کا پتہ نہیں تھا۔'' (القصص: 9/28)

اس نیک خاتون کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔ یہ بہت بلند مرتبہ صاحب ایمان خاتون تھیں۔ جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے شفقت پیدا فرمادی تھی۔ تو انہوں نے مندرجہ بالا الفاظ کہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو سچے ایمان سے سرفراز فرمایا۔

اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةٍ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانْطَلَقَا ٜ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝

''وہ دونوں چلے گئے حتیٰ کہ جب ایک بستی میں پہنچے تو انہوں نے اس بستی والوں سے کھانا طلب کیا لیکن بستی والوں نے ان کی مہمانی سے انکار کر دیا۔ اس بستی میں (کچھ آگے جا کر) انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کو تھی۔ خضر نے اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگا: ''اگر آپ چاہتے تو اس کام کی مزدوری لے سکتے تھے۔'' (**الكهف**:77/18)

کہا گیا ہے کہ اس بستی سے ''**انطاکیہ**'' مراد ہے۔ بعض نے ''**ایلہ**'' یا ''**طنجہ**'' بھی کہا ہے یا اس سے مراد ''**بحیرات مُرّہ**'' کے علاقے کی کوئی بستی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''**مفتاح دار السعادۃ**'' میں لکھا ہے: ''ایک سائل نے اس بستی کا نام پوچھا جس کا ذکر سورۂ کہف میں آیا ہے۔ تو کہا گیا کہ یہ بستی ''**ایلہ**'' ہے یا ''**انطاکیہ**'' یا ''**طنجہ**'' یا جہاں خلیج عقبہ خلیج سویز سے ملتی ہے۔ یا

''بحیرات مرہ'' کے قریب کوئی بستی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بستی کا نام اس لیے ذکر نہیں کیا کہ ان کی رسوائی نہ ہو کیونکہ بخل اللہ تعالیٰ بھی ناپسند فرماتا ہے اور لوگ بھی۔ اگر اللہ تعالیٰ اس بستی کا ذکر فرما دیتے تو اس بستی والے قیامت تک بخل سے موصوف ہوجاتے اور ان کے لیے یہ لفظ گالی بن جاتا۔''

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں جب قرآن مجید پر نقطے لگائے گئے تو بعض لوگوں نے ''اَبَوْا'' کو اَتَوْا'' لکھنا چاہا تو ولید نے کہا: ''قرآن مجید تو دل سے دل میں اترتا ہے۔ بدلنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾

''اللہ تعالیٰ نے دو سمندر کھلے چھوڑ دیے جو ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ لیکن ان کے درمیان نظر نہ آنے والا پردہ ہے۔ وہ ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔'' (الرحمن:55/19، 20)

کڑوا پانی اور میٹھا پانی زیر زمین ساتھ ساتھ چل رہے ہیں لیکن ایک دوسرے میں خلط ملط نہیں ہوتے گویا ان کے درمیان کوئی معنوی رکاوٹ ہے۔ اسی طرح سمندر کی گرم لہریں اور ٹھنڈی لہریں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ لیکن ایک دوسرے میں خلط ملط نہیں ہوتیں۔

اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾

''شہر والے بڑے خوش خوش آئے۔'' (الحجر:15/67) شہر والوں سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم ہے جو سدوم بستی میں رہتے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں کا سن کر بڑے خوش خوش تیز بھاگتے آئے تاکہ ان سے بدکاری کریں۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ هٰذَا مِنْ

عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

''اور موسیٰ ایک ایسے وقت شہر میں آئے جبکہ شہر کے لوگ غفلت میں تھے۔ یہاں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا' یہ ایک تو اس کے رفیقوں میں سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے' اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا اس سے فریاد کی' جس پر موسیٰ نے اس کے مکا مارا جس سے وہ مر گیا موسیٰ کہنے لگے یہ تو شیطانی کام ہے یقیناً شیطان دشمن اور کھلے طور پر بہکانے والا ہے۔'' (القصص: 15/28)

حضرت موسیٰ علیہ السلام منف (منفیس) یا ہلیو بولیس (جسے آج کل عین الشمس کہا جاتا ہے) میں داخل ہوئے تھے۔ یہ ملک مصر کا شہر تھا۔

رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ ع

''اور ہم نے (عیسیٰ) ابن مریم کو اور اس کی والدہ کو ایک نشانی بنایا اور ایک ایسے ٹیلے پر جگہ دی جو قابل اطمینان تھی اور وہاں چشمہ بھی موجود تھا۔'' (المؤمنون: 50/23)

یہ جیرون تھا جسے اب دمشق کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بیت المقدس کے علاقے میں ایک بلند جگہ تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

''کتنے ہی نبی ہو گزرے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے کافروں سے لڑائیاں لڑیں' مگر اللہ کے راستے میں پہنچنے والی مصیبتوں کی بنا پر وہ نہ تو کمزور پڑے' نہ سست ہوئے اور نہ بے حوصلہ و عاجز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (آل عمران: 146/3)

''رِبِّیُّون'' سے مراد ربّانی (اللہ والے) عالم ہیں۔ علامہ طبری لکھتے ہیں: ''رِبِّیُّون'' سے لشکر مراد ہیں۔ رِبِّیُّون کا معنی اللہ کے نیک بندے' علماء اور دانا لوگ بھی کیا گیا ہے۔

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

''جب آپ اس شخص سے فرما رہے تھے، جس پر اللہ تعالیٰ نے احسانات فرمائے اور آپ نے بھی احسان کیے، اپنی بیوی اپنے نکاح میں رکھ۔ اللہ سے ڈر (طلاق نہ دے۔) اس وقت آپ اپنے دل میں ایک بات چھپا رہے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے بہر صورت ظاہر کرنا تھا۔ آپ لوگوں سے ڈرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی یہ حق رکھتے ہیں کہ آپ ان سے ڈریں۔ جب زید نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی (طلاق کی مدت ختم ہوگئی) تو ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دے دیا۔ تاکہ ایمان والوں پر اس بات میں کوئی تنگی نہ رہے کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کر سکیں جب وہ انہیں طلاق دے دیں اور عدت ختم ہو جائے۔ یاد رکھو! اللہ کا فیصلہ پورا ہو کر رہتا ہے۔'' (الاحزاب: 37/33)

﴿لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾

''جس پر اللہ نے احسان فرمایا۔'' ''اللہ کے احسان'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام نصیب فرمایا۔ اس سے زید بن حارثہ مراد ہیں۔

﴿وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾

''اور آپ نے بھی اس پر احسان فرمایا۔'' آپ کے احسان سے مراد یہ ہے کہ آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا اور ان کی بہترین تربیت کی تھی۔

﴿اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ﴾

''اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ (اسے طلاق نہ دے)۔'' ان کی بیوی سے مراد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں جو ام المؤمنین بنیں۔

﴿السَّامِرِيُّ﴾

قرآن مجید میں ہے:

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا۔''

(طٰہٰ: 85/20)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾

''بنو اسرائیل کہنے لگے: ہم نے اپنی مرضی سے آپ کے عہد کی خلاف ورزی نہیں کی۔ مسئلہ یہ بنا کہ فرعونیوں کے جو زیورات ہمارے پاس تھے ہم سب نے مل کر ایک جگہ پھینک دیے۔ اسی طرح سامری نے بھی ڈال دیے۔''

(طٰہٰ: 87/20)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾

''موسیٰ نے کہا: ''اے سامری! تجھے کیا مار پڑی؟'' (طٰہٰ: 95/20)

سامری اصلاً ''باجرما'' بستی کا رہنے والا تھا۔ یہ بستی دریائے فرات کے کنارے شام کے علاقے میں ''رقہ'' شہر کے قریب واقع تھی۔ وہاں سے وہ مصر گیا' پھر صحرائے سیناء میں بنی اسرائیل کے ساتھ رہا۔ یہ منافق اور جادوگر تھا۔ اس کی قوم کے لوگ گائے کی پوجا کیا کرتے تھے۔ جب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنے کے لیے گئے تو ان کی عدم موجودگی میں اس نے تمام زیورات اکٹھے کر کے ایک بچھڑے کا مجسّمہ بنا ڈالا اور بنی اسرائیل کو اس کی عبادت کی دعوت دی۔ وہ بے عقل لوگ اس کے پیچھے لگ گئے اور بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾

''حتی کہ جب ذوالقرنین دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان پہنچا تو ان کے پاس ایک ایسی قوم دیکھی جو بات بھی نہ سمجھ سکتے تھے۔'' (الکھف: 93/18)

اس سے مراد ترکی کے انتہا پر دو پہاڑی سلسلے ہیں جو آرمینیا اور آذربائیجان سے متصل ہیں۔ علامہ طبری نے فرمایا: ''سد'' دو چیزوں کے درمیان رکاوٹ کو کہتے ہیں۔ یہاں اس سے دو پہاڑی سلسلے مراد ہیں جن کے درمیان کھلا میدان تھا۔ ذوالقرنین نے اس میدان میں دونوں پہاڑوں کے درمیان زبردست بلند دیوار کھڑی کر دی تا کہ اس پار بسنے والے یاجوج

وماجوج اور ادھر بسنے والے لوگوں کے درمیان مضبوط رکاوٹ بن جائے اور لوگ یاجوج وماجوج کی آفتوں اور شرارتوں سے محفوظ رہ سکیں۔ بعض لوگوں کے مطابق یہ دونوں پہاڑی سلسلے ''باب الابواب'' یعنی دربند کے قریب واقع ہیں۔

مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿٤٥﴾

''حالانکہ تم ان لوگوں کی بستیوں میں آباد ہوئے تھے جنہوں نے خود پر ظلم کیا تھا اور تم پر واضح تھا کہ ان سے ہم نے کیا کیا تھا اور تمہیں ان کے حالات بھی بتلا دیے تھے۔'' (ابراھیم: 45/14)

راجح قول کے مطابق اس سے مراد مدائن صالح ہیں جو تبوک کے جنوب میں واقع ہیں۔ یعنی جب ہم نے ان ظالم ثمودیوں کو ہلاک کر دیا تو تم ان کے گھروں اور (بستیوں) میں آباد ہو گئے۔ کیا بھلا تم ان (کے مساکن دیکھ کر ان) سے عبرت حاصل نہیں کرتے؟

وَالسَّلْوٰى

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٥٧﴾

ہم نے بادلوں کو تم پر سائبان بنا دیا' تم پر من وسلوی اتارا اور فرمایا: ''جو ہم نے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا فرمائی ہیں انہیں کھاؤ۔ انہوں نے ان نعمتوں کی ناشکری کر کے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔'' (البقرۃ: 57/2)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١٦٠﴾

''ہم نے ان کو بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا اور جب انہوں نے موسیٰ سے پانی مانگا تو ہم نے اسے وحی کی کہ اپنا عصا پتھر پر مارو۔ فوراً اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلے نے اپنے اپنے گھاٹ کو جان لیا۔ نیز ہم نے ان پر بادل کو سائبان بنا دیا' ان پر من وسلوی اتارا اور فرمایا: ''جو پاکیزہ چیزیں ہم نے عطا فرمائی ہیں کھاؤ۔ لیکن انہوں نے ان

نعمتوں کی ناشکری کر کے ہم پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔'' (الاعراف: 160/7) **نیز فرمایا:**

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾

''اے بنی اسرائیل! ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور کوہ طور کی دائیں جانب تمہیں تورات دینے کا وعدہ پورا کیا اور تم پر من وسلوی اتارا۔'' (طٰہٰ: 80/20)

''سَلْوٰی'' بٹیر جیسا ایک پرندہ تھا جو انتہائی لذیذ اور مزے دار تھا۔ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے۔ اور ''من'' ایک میٹھی چیز تھی جو کہ دھنیے کے بیج جیسی تھی۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿١٦﴾

''ہم اس کی ناک پر داغ لگائیں گے۔'' (القلم: 16/68)

یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں اتری۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اس کی ناک پر علامت لگا دیں گے جس کے ساتھ موت تک اس کی پہچان ہوتی رہے گی۔ ناک کی بجائے ''خرطوم'' کا لفظ بطور تحقیر استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ ''خرطوم'' ہاتھی کی سونڈ کو کہا جاتا ہے اور انسانوں کے لے جانوروں والے الفاظ استعمال کرنا ان کی تذلیل ہے جیسے انسان کے ہونٹ کو ''مِشْفَر'' کہا جائے۔ جو کہ اونٹ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نیز چہرے، پھر ناک پر نشان انتہائی ذِلّت ظاہر کرتا ہے۔

طَآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٢﴾

''جب تم میں سے دو جماعتیں پھسلنے لگی تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی۔ مومنین کو چاہیے کہ اللہ ہی پر توکل کریں۔''

(آل عمران: 122/3)

ان دو جماعتوں سے مراد انصار کے دو قبیلے ہیں: بنو سلمہ اور بنو حارثہ۔ انہوں نے احد سے واپس آنے کا سوچا تھا۔ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول ملعون اپنے ساتھیوں سمیت ایک تہائی لشکر واپس مدینہ لے گیا اور کہنے لگا: ''ہم کس لیے اپنی

جان اور اولاد قربان کریں؟'' تو ان دو مخلص قبیلوں نے بھی واپسی کا ارادہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔

﴿طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۱۵۶﴾

''کہیں تم یہ نہ کہہ دینا کہ کتاب تو ہم سے پہلے آنے والی دو جماعتوں پر اتاری گئی اور ہم ان کی زبان سے غافل تھے۔'' (الانعام: 156/6)

ان دو جماعتوں سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿ؕ۸۳﴾

''یہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں کہیے کہ ابھی میں اس کا کچھ حال تمہیں سناؤں گا۔'' (الکہف: 83/18)

اس ذوالقرنین سے اسکندر مقدونی تو قطعاً مراد نہیں۔ ذوالقرنین ایک نیک بادشاہ تھا جس کو بادشاہت کے ساتھ ساتھ علم و حکمت سے بھی نوازا گیا تھا۔ اسے ذوالقرنین اس لیے کہا گیا کیونکہ وہ زمین کے مشرق و مغرب کا بادشاہ تھا۔ نیز وہ مسلمان عادل بادشاہ تھا۔

﴿اَلَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵۸﴾ۚ

''کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا' جب

ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں، ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے اور تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔ اب تو وہ کافر ہکا بکا رہ گیا، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (البقرۃ: 258/2)

اس سے نمرود بن کنعان مراد ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔

﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

''جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا، انہیں ہم یقیناً آگ میں ڈال دیں گے جب ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست اور حکمت والا ہے۔''
(النساء: 56/4)

اس سے مراد عاص بن وائل بن ہاشم سہمی قریشی ہے جو قرآنی آیات اور آخرت کا مذاق اڑاتا تھا۔

﴿ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُھَا ثُمَّ نَكْسُوْھَا لَحْمًا ۭ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

''یا وہ شخص جو ایک بستی سے گذرا تھا اور بستی اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔ وہ کہنے لگا: ''اللہ تعالیٰ اس بستی کو اتنی ویرانی کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟'' اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال کے لیے ماردیا۔ پھر اسے زندہ کیا اور پوچھا: ''تو کتنی دیر مرا رہا؟'' اس نے کہا: ''میں ایک دن بلکہ اس سے بھی کم (اس حال میں) رہا ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تو سو سال مرا رہا ہے۔'' اپنے کھانے اور مشروب کو دیکھ۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ نیز اپنے گدھے کو دیکھ تاکہ ہم تجھے

لوگوں کے لیے نشانی بنا دیں۔ گدھے کی ہڈیوں کو دیکھ ہم کیسے ان کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتے ہیں اور کیسے ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ جب ساری صورت حال اس کے سامنے واضح ہوگئی تو وہ کہنے لگا: ''مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (البقرۃ: 259/2)

یہ بستی بیت المقدس (ایلیاء) میں تھی جب بخت نصر نے اسے تباہ کر ڈالا تھا۔

﴿اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾

''جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال وفضل کو چھپا چھپا کر رکھتے ہیں۔ ہم نے ایسے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (النساء: 37/4)

یہ آیت یہودیوں کی ایک جماعت کے بارے میں اتری جو انصار سے کہا کرتے تھے: ''جہاد اور صدقات کے سلسلے میں اپنے مال خرچ نہ کیا کرو۔''

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾

''جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز خود ان کی ذات کے نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ سچوں میں سے ہے۔'' (النور: 6/24)

یہ آیت اس وقت اتری جب حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کا الزام لگایا۔

﴿اَلَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

’’جولوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔‘‘ (الحجرات: 4/49)

اس سے مراد عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس ہیں جو دوپہر کے وقت بنو تمیم کے ستر افراد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بطور وفد آئے تھے۔ آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ وہ زور زور سے شور مچانے لگے: ’’اے محمد! باہر نکلو ہمارے پاس آؤ۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ

’’اگر یہ لوگ آپ کے باہر آنے کا انتظار کرتے اور صبر سے بیٹھتے تو ان کے لیے بہت بہتر ہوتا۔‘‘ (الحجرات: 5/49)

﴿ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾

’’چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا سوائے یونس کی قوم کے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت (خاص) تک کے لیے زندگی سے فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا۔‘‘ (یونس: 98/10)

اس سے مراد حضرت یونس علیہ السلام کی بستی ’’نینویٰ‘‘ ہے جو موصل کے علاقے میں تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۤ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾

’’قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا، لیکن اس نے ان پر سرکشی کی۔ ہم نے اسے اتنے خزانے دیے تھے کہ ان کی چابیاں ایک طاقت ور جماعت کو بھی تھکا دیتی تھیں۔ اس کی قوم نے اسے کہا: ’’تکبر نہ کر۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔‘‘ (القصص: 76/28)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

''اور ہم نے قارون' فرعون اور ہامان کو ہلاک کیا۔ موسیٰ ان کے پاس معجزات اور واضح دلائل لے کر آئے تھے لیکن انہوں نے زمین میں تکبر کیا۔ حالانکہ وہ ہم سے بھاگ نہیں سکتے تھے۔'' (العنکبوت: 39/29)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾

''ہم نے موسیٰ کو فرعون' ہامان اور قارون کے پاس بھیجا لیکن انہوں نے کہا: ''یہ تو جھوٹا جادوگر ہے۔''

(المؤمن: 24/40)

فرعون سرکش بادشاہ تھا۔ ہامان اس کا وزیر تھا اور قارون خزانوں کا مالک تھا۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور قبیلے سے تھا بلکہ آپ کا چچازاد بھائی تھا۔ یہ اپنی قوم کے خلاف جبار بنا تکبر کرنے لگا اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال ومنال کی بنا پر اپنے آپ کو بہت بلند سمجھنے لگا تھا۔ قارون اور ہامان کا خصوصی ذکر اس لیے کیا کہ یہ کفر میں بلند مرتبہ تھے' نیز فرعون کے مشہور خوشامدی تھے۔

اَلْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

''اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دے رکھی تھی چند بستیاں اور (آباد کر) رکھی تھیں جو برسر راہ ظاہر تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کر دی تھیں۔ ان میں راتوں اور دنوں کو بہ امن وامان چلتے پھرتے رہو۔'' (سبا: 18/34)

ملک سباء اور شام کی بابرکت بستیوں کے درمیان یمن سے شام تک قریب قریب بستیاں تھیں۔ اتنی قریب کہ ایک سے دوسری نظر آتی تھی اور وہ بے شمار تھیں۔

اَلْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝۴۰

''یہ لوگ اس بستی کے پاس سے بھی آتے جاتے ہیں جس پر بری طرح کی بارش برسائی گئی۔ کیا یہ پھر بھی اسے دیکھتے نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ انہیں مرکر جی اٹھنے کی امید ہی نہیں۔'' (الفرقان: 40/25)

اس سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی سدوم اور عمورہ ہیں۔ قریش شام کے تجارتی سفر کے دوران میں یہاں سے اکثر گزرتے تھے۔

اَلْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ڌ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝۷۵ۭ

''بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتوان مردوں' عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لیے جہاد نہیں کرتے؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لیے خود اپنے پاس سے حمایتی اور کارساز مقرر کردے اور ہمارے لیے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا''
(النساء: 75/4)

اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے کیونکہ فتح مکہ سے پہلے یہ کفر کا مرکز تھا۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ ظالم باسیوں سے مراد قریش کے بڑے بڑے کافر سردار ہیں جنہوں نے کمزور مسلمانوں کو ہجرت تک سے روک رکھا تھا اور فتح مکہ سے قبل انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام پھیلنے نہیں دیا۔

قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۱۲

''اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی۔ پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا' تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا جو ان کے کرتوتوں کا بدلہ تھا۔'' (النحل: 112/16)

اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے بعض مفسرین کے مطابق کوئی اور بستی تھی جسے مکے والوں کے لیے بطور مثال بیان فرمایا گیا۔
امام رازی فرماتے ہیں: ''اس مثال میں مکہ والے مراد ہیں کیونکہ وہ امن واطمینان اور خوش حالی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی صورت میں ان پر عظیم احسان فرمایا۔ انہوں نے آپ کا انکار کیا اور بہت تکالیف پہنچائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کئی سال کے لیے بھوک اور قحط کے عذاب میں مبتلا کردیا۔

﴿هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾

''ہم نے کتنی ایک بستیوں کو جو طاقت میں تیری اس بستی سے زیادہ تھیں جس نے تجھے نکالا ہم نے انہیں ہلاک کر دیا پس ان کے لیے مددگار کوئی نہ اٹھا۔'' (محمد: 13/47)

آپ کی بستی سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ کتنی ہی سرکش اور ظالم بستیاں ایسی گزری ہیں جن میں رہنے والے مکہ مکرمہ کے لوگوں سے بہت زیادہ قوی تھے۔ مگر وہ عذاب کی گرفت میں آگئے۔ یہ مکہ والے کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ جنہوں نے آپ کو مکہ سے نکالا ہے۔

﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾

''قریش کی تالیف قلبی کے لیے'' (قریش: 1/106) ''قرش'' کا معنی جمع کرنا' کمانا' اکٹھا کرنا اور ملانا ہے۔ اسی مناسبت سے قبیلۂ قریش کا نام رکھا گیا۔

﴿وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾

''جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو' مگر جو کوئی کھلے دل سے کفر کرے تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔'' (النحل: 106/16)

اس سے مراد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مشرکین نے ایک دفعہ انہیں پکڑ لیا اور انہیں اس قدر تکلیف دی کہ کافروں نے زبردستی اپنے حسب منشا ان سے کچھ باتیں کہلوالیں۔ لوگوں نے کہا: ''عمار کافر بن گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ عَمَّارًا مُلِئَ إِيمَانًا مِّنْ قَرْنِهِ إِلَى قَدَمِهِ وَاخْتَلَطَ الْإِيمَانُ بِلَحْمِهِ وَ دَمِهِ)) [1]

''عمار تو سر سے پاؤں تک ایمان سے منور ہے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں شامل ہو گیا ہے وہ کافر نہیں ہوسکتا۔'' اتنے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ((كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ)) ''عمار! دل کی کیا کیفیت ہے؟'' عرض کیا: ''اللہ کے رسول! دل تو ایمان سے سرشار ہے۔'' آپ نے فرمایا: ((إِنْ عَادُوْا فَعُدْ)) ''پھر کوئی بات نہیں۔ وہ دوبارہ یہی سلوک کریں تو ایسے ہی کرنا۔'' (المستدرك على الصحيحين للحاكم: 357/2' حدیث: 3362)

﴿قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④

''اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی باتیں سن لی ہیں جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہی تھی اور اللہ کے حضور شکوہ شکایت کر رہی تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں (ان کو ماں کہہ دیں) تو وہ ان کی مائیں نہیں بنتیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں

[1] نوٹ: مذکورہ الفاظ صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔ کما اشار الى هذا الشيخ المجدد ناصر الدين الباني رحمہ اللہ۔ صحیح حدیث اس طرح ہے: ((مُلِئَ عَمَّارٌ اِيمَانًا إِلَى مُشَاشِهِ)) (السلسلة الصحيحة' حديث: 807) معنی اسی طرح ہے جس طرح کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

نے ان کو جنا۔ لیکن انہوں نے یہ بہت قبیح اور گناہ والی بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ دیں پھر اپنی بات سے رجوع کرنا چاہیں تو ان کے لیے ضروری ہے کہ آپس میں اکٹھے ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں۔ یہ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی باخبر ہے۔ لیکن جس میں غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنی بیوی کے پاس جانے سے پہلے دو مہینے پے درپے روزے رکھے۔ جو شخص اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ سزا اس لیے ہے کہ تمہارا ایمان اللہ اور اس کے رسول پر پکا ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں (ان کا خیال رکھو۔) انکار کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔'' (المجادلة: 58/1-4)

شکایت کرنے والی یہ عورت خولہ بنت ثعلبہ تھیں۔ انہیں ان کے خاوند اوس بن صامت نے کسی جھگڑے کی بنا پر ''ماں'' کہہ دیا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا نیز ان کی بدخلقی کی شکایت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیات نازل فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: [مُـرِيهِ فَلْيُعْتِقْ رَقَبَةً أَوْيَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ] ''اپنے خاوند سے کہہ غلام آزاد کرے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے۔'' وہ کہنے لگی: ''وہ تو بوڑھے ہیں ان میں روزے رکھنے کی طاقت نہیں۔'' آپ نے فرمایا: [فَـلْيُـطْعِـمْ سِتِّيـنَ مِسْكِيـنًا وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ] ''پھر وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔'' وہ کہنے لگی: ''ان کے پاس اتنی وسعت نہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّا سَنُعِينُهُ بِعَرَقٍ مِّنْ تَمْرٍ] ''ہم کھجوروں کا ایک ٹوکرا اسے بھیج دیں گے۔'' وہ کہنے لگی: ''میں انہیں ایک ٹوکرا کھجور کا اپنی طرف سے دے دوں گی۔'' آپ نے فرمایا: [قَـدْ أَصَبْـتِ وَ أَحْسَـنْـتِ فَـاذْهَبِيْ فَتَـصَدَّقِيْ عَنْهُ ثُمَّ اسْتَوْصِيْ بِابْنِ عَمِّكِ خَيْرًا] ''بہت اچھا' جا اس کی طرف سے کھجوریں صدقہ کردے۔ نیز اپنے خاوند سے اچھا سلوک رکھنا۔'' (مسند احمد: 6/411) خولہ نے اسی طرح کیا۔

بعد میں ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک بڑھیا کے پاس سے گزرے۔ آپ اس سے باتیں کرنے لگے اور وہ آپ سے باتیں کرنے لگی۔ ایک آدمی کہنے لگا: ''جناب امیر المؤمنین! آپ نے ایک بڑھیا کی وجہ سے سب لوگوں کو یہاں روک رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو مرے! جانتا ہے یہ کون ہے؟ یہ وہ عورت ہے جس کی شکایت اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنی تھی۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا

''اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہی تھی۔''

اللہ کی قسم! اگر وہ رات تک کھڑی رہے تو میں صرف نماز کے لیے جاؤں گا پھر واپس آجاؤں گا۔'' (أُسد الغابة فی معرفة الصحابة: 7/93)

﴿فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾

''کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کیں جو ظالم تھیں۔ پس وہ اپنی چھتوں کے بل اوندھی ہوئی پڑی ہیں اور بہت سے آباد کنوئیں بیکار پڑے ہیں اور بہت سے پکے اور بلند محل ویران پڑے ہیں'' (الحج: 45/22)

اس سے مراد وہ محل ہے جسے شداد بن عاد بن ارم نے تعمیر کروایا تھا۔

﴿وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾

''کتنی ہی بستیاں ہم نے توڑ پھوڑ دیں جو ظالم تھیں اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کر دیا۔'' (الانبیاء: 11/21)

اس سے مراد ملک یمن میں ''زَبِید'' کے علاقے کی ایک بستی ہے جس کا نام ''حَضُور'' تھا۔

﴿وَكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾

''خزانے اور عمدہ رہائش گاہ'' (الشعراء: 58/26)

بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد مصر میں ''فیوم'' جگہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو ان کے باغیچوں، جاری نہروں اور چشموں، جمع شدہ خزانوں اور خوبصورت رہائش گاہوں سے نکال کر سمندر میں پہنچا دیا۔ اور ان کی پر رونق محفلیں قصۂ پارینہ بن گئیں۔

﴿جَآءَهُ الْاَعْمٰى﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾

''نبی ترش رو ہوئے اور منہ موڑا اس بنا پر کہ ایک نابینا شخص آ گیا۔'' (عبس:80/1، 2)

یہ آیات حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتریں۔ وہ نابینا شخص تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر گذارش کی: ''مجھے بھی وہ علم سکھایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے۔'' انہوں نے یہ الفاظ بار بار کہے۔ انہیں علم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند مشرک قریشی سرداروں کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ قطع کلامی ناگوار گزری جس کا اظہار آپ کے چہرے مبارک پر ہوا اور آپ نے ان کی طرف توجہ نہ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

اس کے بعد جب وہ آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: [مَرْحَبًا بِمَنْ عَاتَبَنِيْ فِيْهِ رَبِّيْ] ''خوش آمدید! اس شخص کو جس کے بارے میں میرے رب نے مجھ پر اظہار ناراضی فرمایا۔'' (روح المعانی، الجزء الثلاثون، تفسیر سورہ عبس) پھر آپ ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھا دیتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

''ہم نے سلیمان کے لیے ہوا تابع فرمان کر دی جو ایک ماہ کا فاصلہ پہلے پہر طے کرتی تھی اور ایک ماہ کا فاصلہ پچھلے پہر۔ اور ہم نے اس کے لیے سیال تانبے کا چشمہ جاری فرما دیا اور جن اس کے سامنے رب کریم کے حکم سے کام کرتے تھے۔ اور اگر ان میں سے کوئی جن ہمارے حکم سے کجروی اختیار کرتا تھا تو ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھاتے تھے۔'' (سبا: 12/34)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾

''میرے پاس لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ۔ پھر جب دونوں پہاڑوں کے درمیان ان کو برابر کر دیا تو کہا: ''آگ جلاؤ حتیٰ کہ جب وہ ٹکڑے آگ جیسے ہو گئے تو کہا لاؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں۔''

(الکھف: 96/18)

حضرت ذوالقرنین نے اس مضبوط بند پر پگھلا ہوا تانبا ڈالا تھا جس کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں ہوا ہے۔

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾

''یہ غنیمتیں ان فقیر مہاجرین کے لیے ہیں جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دیے گئے' جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔'' (الحشر: 8/59)

اس آیت میں مذکور فقراء و مہاجرین سے اہل صفہ مراد ہیں مدینہ منورہ میں آنے والے نادر لوگ' نہ ان کا گھر بار تھا نہ مال نہ اہل و عیال۔ یہ تقریباً ۴۰۰ چار سو اشخاص تھے۔ مسجد کے ایک کونے میں بنے ہوئے چھپر کے نیچے رہتے تھے۔ ان کی رہائش بھی وہیں تھی اور تعلیم بھی۔ رسول اللہ ﷺ رات کا کھانا کھاتے تو انہیں بانٹ کر مختلف صحابہ کے ساتھ بھیج دیتے اور کچھ آپ ﷺ کے ساتھ ہی کھانا کھا لیتے۔ مدینہ منورہ سے باہر لڑائی کے لیے جانے والے ابتدائی بہت سے لشکر انہی سے مرتب کیے گئے۔

﴿مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

''جب طالوت لشکر لے کر چلا تو کہنے لگا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں ایک دریا کے ساتھ آزمائے گا۔ جو وہاں سے پانی پیے گا وہ مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور جو نہ پیے گا وہ میرا پیروکار ہے۔ البتہ چلو کے ساتھ کچھ پینے کی اجازت ہے۔ وہ سب منہ لگا کر پینے لگے' صرف چند ہی بچے۔ جب طالوت اپنے ان چند ساتھیوں کے ہمراہ دریا سے پار ہوئے تو وہ کہنے لگے: ''آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں۔'' جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے

شائق تھے وہ کہنے لگے: ''کتنی ہی دفعہ چھوٹی جماعت نے بڑی جماعت کو اللہ کے حکم سے شکست دی ہے۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ مضبوط دل لوگوں کا ساتھ دیتا ہے۔'' (البقرۃ: 249/2)

اس آیت میں مذکور دریا سے دریائے اردن مراد ہے۔ جو فلسطین اور اردن کے درمیان بہتا ہے۔ اسے ''نہر شریعت'' بھی کہا جاتا ہے۔

اَلْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

''کم عقل لوگ کہیں گے کس چیز نے ان کو اس قبلے سے برگشتہ کر دیا جس پر وہ اس سے پہلے کاربند تھے۔ کہہ دیجیے! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں مشرق و مغرب۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔''

(البقرۃ: 142/2)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

''نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف متوجہ کر لو' بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ' یوم آخرت' فرشتوں' کتابوں اور انبیاء پر پختہ ایمان رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے رشتہ داروں' یتیموں' مسکینوں' مسافروں' مانگنے والوں اور غلاموں پر مال خرچ کرے۔ نماز قائم کرے' زکوٰۃ ادا کرے' جب عہد کرے تو ہر قیمت پر عہد پورا کرے نیز تنگی' ترشی اور جنگ کے موقع پر صبر کرے۔ یقیناً ایسے لوگ ہی سچے مومن ہوتے ہیں اور یہی لوگ متقی ہوتے ہیں۔'' (البقرۃ: 177/2)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۙ

قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَ اُمِیۡتُ ؕ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِهَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۵۸﴾

''کیا آپ نے وہ شخص دیکھا (یعنی اس کے معاملے پر غور کیا؟) جس نے ابراہیم سے اس کے رب تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کیا اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکومت و بادشاہی دی تھی۔ ابراہیم نے کہا: ''میرا رب وہ ہے جو زندگی اور موت بانٹتا ہے۔'' اس نے کہا: ''زندگی اور موت تو میں بھی دے سکتا ہوں۔'' ابراہیم نے کہا: ''میرا رب اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب سے طلوع کر کے دکھا۔'' یہ سن کر کافر لاجواب ہو گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں کرتا۔'' (البقرۃ: 258/2)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَمَا بَیۡنَهُمَا ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾

''موسیٰ نے کہا: ''رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب اور ان کے مابین کا مالک ہے بشرطیکہ تمہیں عقل ہو۔''
(الشعراء: 28/26)

مزید فرمان الٰہی ہے:

رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذۡهُ وَکِیۡلًا ﴿۹﴾

''وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس لیے اسی کو اپنا کارساز سمجھو۔'' (المزمل: 9/73)

ارشاد الٰہی ہے:

رَبُّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ وَرَبُّ الۡمَغۡرِبَیۡنِ ﴿۱۷﴾

''وہ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے۔'' (الرحمٰن: 17/55)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیۡتَ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَیۡنِ فَبِئۡسَ الۡقَرِیۡنُ ﴿۳۸﴾

''جب کافر ہمارے پاس آئے گا تو (شیطان سے) کہے گا کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب جتنا فاصلہ ہوتا۔ پس یہ شیطان بدترین ساتھی ہے۔'' (الزخرف: 38/43)

﴿مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

''ہم نے ان لوگوں کو، جنہیں کمزور خیال کیا جاتا تھا، اس زمین کے مشرق و مغرب (کے تمام اطراف) کا وارث بنادیا جہاں ہم نے برکت فرمائی تھی اور تیرے رب تعالیٰ کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل کے لیے پورا ہوگیا کیونکہ انہوں نے بڑے صبر سے تکلیفیں جھیلی تھیں۔ اور ہم نے ان تمام چیزوں کو تباہ و برباد کردیا جو فرعون اور اس کی قوم بناتے تھے خصوصاً جو وہ عمارتیں بناتے تھے۔'' (الاعراف: 137/7)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾

''میں ہر مشرق و مغرب کے رب کی قسم اٹھاتا ہوں کہ ہم بلاشبہ ہر چیز پر قادر ہیں۔'' (المعارج: 40/70)

مندرجہ بالا آیات میں مشرق و مغرب بھی کہا گیا، مشرقین و مغربین بھی اور مشارق و مغارب بھی۔ مشرق اور مغرب سے مراد تو سورج طلوع اور غروب ہونے کی جہت ہے۔ کیونکہ عموماً کرۂ ارض پر سورج مشرق سے نکلتا ہے اور لحاظ سے کہ موسم سرما میں مشرق اور مغرب اور ہوتا ہے موسم گرما میں اور۔ اور ان میں کافی فاصلہ ہوتا ہے۔ کبھی سورج خط استوا سے 23.5 درجے شمال میں (خط سرطان پر) چلا جاتا ہے اس وقت نصف کرۂ شمالی میں موسم گرما ہوتا ہے اور نصف کرۂ جنوبی میں موسم سرما ہوتا ہے۔ اور کبھی سورج خط استوا سے 23.5 درجے جنوب (خط جدی پر) میں چلا جاتا ہے، اس وقت نصف کرۂ شمالی میں سرما ہوتا ہے اور نصف کرہ جنوبی میں گرما ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے دو مشرق ہوئے اور دو مغرب اور ان میں 47 درجے کا فاصلہ ہے۔ (نقشہ ملاحظہ کیجیے)

قطب شمالی
پہلا مغرب
پہلا مشرق
خط سرطان 23.5 درجے شمالی ارض بلد
مغرب کے دو انتہائی نقاط جن کے درمیان سورج نقل و حرکت کرتا ہے
مشرق کے دو انتہائی نقاط جن کے درمیان سورج نقل و حرکت کرتا ہے
بعد المشرقین
خط جدی 23.5 درجے جنوبی ارض بلد
دوسرا مغرب
دوسرا مشرق
قطب جنوبی
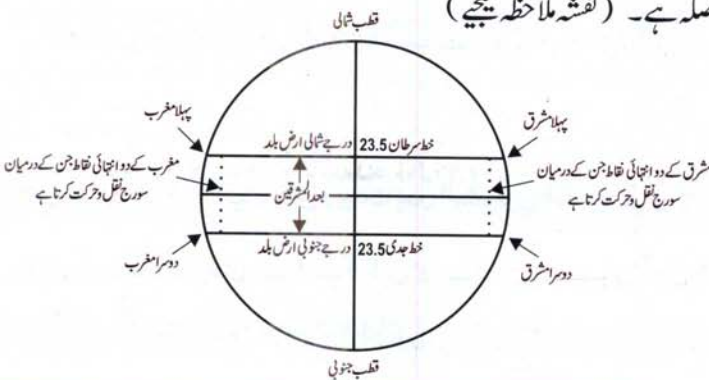
مشارق اور مغارب اس لحاظ سے کہ درحقیقت سورج ہر روز الگ مقام سے طلوع ہوتا ہے اور الگ مقام پر غروب ہوتا ہے۔ گویا ہر روز کا مشرق دوسرے روز سے مختلف ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر روز اس کا احساس نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ سورج چھلانگ مار کر تو سرما کے مشرق و مغرب سے گرما کے مشرق مغرب میں نہیں پہنچ جاتا بلکہ ہر روز آہستہ آہستہ جگہ بدلتا ہے۔ گویا مشرق بھی بہت زیادہ ہیں اور مغرب بھی۔

خلاصہ یہ کہ مطلق جہت کے لحاظ سے ایک مشرق اور ایک مغرب۔ جنوب و شمال میں انتہا کے لحاظ سے یا گرما و سرما کے لحاظ سے دو مشرق اور دو مغرب۔ اور حقیقت کے لحاظ سے بہت سے مشرق اور بہت سے مغرب۔ لہٰذا ان میں کوئی تضاد یا مخالفت نہیں۔

علاوہ ازیں ستاروں کے بھی مشرق و مغرب ہوتے ہیں۔ ہر ستارے کا الگ مشرق اور الگ مغرب۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵

''وہ آسمانوں، زمین، ان کے مابین (اجرام فلکیہ) اور تمام مشرقوں کا رب ہے۔'' (الصافات: 5/37)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور اجرام فلکیہ کے ذکر کے بعد مشارق کا ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان سب کے الگ الگ مشرق ہیں۔ فَسُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی رَبُّ الْمَشَارِقِ۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝۲۳

''مومنوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدوں کو سچا کر دکھایا۔ کچھ نے تو اپنی دلی مراد پالی اور کچھ ابھی انتظار کر رہے ہیں۔ انھوں نے ذرہ بھر تبدیلی نہیں کی۔'' (الاحزاب: 23/33)

یہ آیت حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جو جنگ احد (شوال 3ھ) میں شہید ہوئے۔ وہ بدر میں حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ کہنے لگے: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میں اس پہلی جنگ سے غائب رہا جو آپ نے مشرکین سے لڑی۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین کی کسی لڑائی میں حاضری کا موقع عنایت فرمایا تو اللہ تعالیٰ دیکھیں گے میں کیا کرتا ہوں۔'' جب احد کی لڑائی ہوئی تو مسلمان بھگدڑ کا شکار ہو گئے۔ اس وقت یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خوب لڑے حتیٰ کہ شہید

ہو گئے۔ ان کے جسم پر اسی سے زائد زخم تھے کوئی تلوار کے کوئی نیزے کے اور کوئی تیر کے حتیٰ کہ وہ پہچانے نہ جاتے تھے۔ آخر ان کی ہمشیرہ ربیع بنت نضر نے ان کو انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾

"کچھ لوگوں کی باتیں آپ کو دنیاوی معاملات میں بہت اچھی لگتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ دراصل وہ بہت جھگڑالو ہے۔" (البقرۃ: 204/2)

یہ آیت اخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ ظاہراً مسلمان ہو گیا۔ پھر ایک دفعہ وہ کسی مسلمان کی کھیتی اور جانوروں کے پاس سے گزرا (تو برداشت نہ کر سکا) اس نے کھیت کو آگ لگا دی اور جانوروں کو قتل کر ڈالا۔

﴿وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

"بلاشبہ صدقات حق ہے فقراء و مساکین کا اور ان کا جو زکوۃ کی وصولی وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں، نیز ان کا جن کی تالیف قلب مقصود ہو۔ اور مقروض، مجاہدین اور مسافروں کا۔ یہ مصارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب علم و حکمت والا ہے۔" (التوبۃ: 60/9)

یہ عرب کے کچھ معزز سردار لوگ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بڑے بڑے عطیات دیے تاکہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت جاگزین ہو جائے مثلاً: اقرع بن حابس تمیمی، عباس بن مرداس سُلمی، عُیینہ بن حصن فزاری، ابو سفیان بن حرب، معاویہ بن ابی سفیان، حارث بن ہشام بن مغیرہ، حکیم بن طلیق، خالد بن اسید بن ابی العیص، سعید بن یربوع مخزومی، صفوان بن امیہ بن خلف جمحی، سہیل بن عمرو، حویطب بن عبدالعزّٰی عامری، حکیم بن حزام بن خویلد، ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب، مالک بن عوف اور علاء بن جاریہ ثقفی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ دیے۔ البتہ سعید بن یربوع اور حویطب کو پچاس پچاس اونٹ دیے۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝﴾

”بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں اجازت دیجیے اور فتنہ میں نہ ڈالیے' آگاہ رہو وہ تو فتنے میں پڑ چکے ہیں اور یقیناً دوزخ کافروں کو گھیر لینے والی ہے“ (التوبة: 9/49)

یہ آیت جد بن قیس کے بارے میں اتری۔ یہ منافق شخص تھا۔ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی رومیوں سے لڑائی کے لیے جانے کو کہا تو وہ کہنے لگا: ”اے اللہ کے رسول! مجھے جنگ سے پیچھے رہنے کی اجازت دے دیجیے اور وہاں لے جا کر مجھے رومی عورتوں کے فتنہ میں نہ ڈالیے وہ بہت خوبصورت ہوتی ہیں۔

﴿عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۗءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاۗءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَاۗءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْۗءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ۭ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ڔ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ڔ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝﴾

”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان سے دوستی کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے پاس آنے والے حق سے انکاری ہیں۔ اللہ کے رسول کو اور تمہیں اس لیے مکہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو۔ اگر تم میرے راستے میں جہاد کرنے اور میری رضامندی حاصل کرنے کے لیے نکلے ہو۔ تم ان سے خفیہ طور پر دوستی رکھتے ہو حالانکہ میں تمہارے پوشیدہ اور ظاہر ہر کام کو بخوبی جانتا ہوں۔ جو شخص ایسا کام کرے گا وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہوگا۔ اگر وہ تم پر غالب آ جائیں تو تمہارے دشمن ثابت ہونگے اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں سے تمہیں خوب تکلیف پہنچائیں گے۔ ان کی خواہش ہے کہ تم بھی کافر بن جاؤ۔ تمہاری رشتہ داری اور اولاد قیامت کے

دن تمہارے ذرہ بھر کام نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو بخوبی دیکھ رہا ہے۔) (الممتحنة: 60/1–3)

یہ آیات ''حاطب بن ابی بلتعه'' کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جب انہوں نے قریش مکہ کو ایک خط بھیجا تھا جس میں فتح مکہ کے لیے مسلمانوں کی تیاری کا ذکر تھا۔

﴿يَّشْرِىْ نَفْسَهُ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

''اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے۔'' (البقرة: 2/207)

یہ آیت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے ہجرت کی تو کچھ قریشی لوگ ان کے پیچھے لگ گئے۔ جب انہوں نے کافروں کو دیکھا تو وہ اپنی اونٹنی سے اتر آئے اور اپنے ترکش کے سارے تیر اپنے سامنے بکھیر لیے۔ پھر کہنے لگے: ''اے قریشیو! واللہ! تم جانتے ہو کہ میں بہترین تیرانداز ہوں۔ اللہ کی قسم! تم اس وقت تک میرے قریب نہیں پھٹک سکو گے جب تک میں تمام تیر چلا چلا کر ختم نہیں کر لیتا۔ تیر ختم ہو گئے تو میں تلوار چلانی شروع کر دوں گا۔ ہاں اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں مکہ میں اپنا سارا مال بتا دیتا ہوں، تم اسے قابو کر لو اور مجھے جانے دو۔'' وہ کہنے لگے: ''ٹھیک ہے۔'' انہوں نے کافروں کو اپنے مال کا ٹھکانا بتا دیا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا:

''ابو یحییٰ! تیرا سودا بہت فائدے والا ہے۔ بہت فائدے والا ہے۔''

﴿يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿۲﴾

''وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلے حشر کے وقت نکالا، تمہارا گمان (بھی) نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ خود (بھی) سمجھ رہے تھے کہ ان کے (مضبوط) قلعے انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچالیں

گے۔ پس ان پر اللہ (کا عذاب) ایسی جگہ سے آ پڑا کہ انہیں گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں اللہ نے رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اجاڑ رہے تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں (برباد کروا رہے تھے) پس اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو۔'' (الحشر: 2/59)

یہ آیت بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی جب ان کو مدینہ منورہ میں ان کے گھروں سے جلاوطن کیا گیا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں:

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑮

''اے میرے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں۔ نیز میں نیک کام کروں جنہیں تو پسند کرتا ہے اور میری اولاد اور نسل کو نیک وصالح بنا۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں تیرا فرماں بردار اور مطیع ہوں۔'' (الاحقاف: 15/46)

صدق اللہ العظیم

اَطلسُ القُرآن

قرآنی موضوعات پر ''اطلس القرآن'' ایک فخریہ پیش کش ہے جس میں پہلی بار ان مقامات' اقوام اور واقعات کو نقشوں اور تصاویر کی صورت میں پیش کیا گیا ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

قرآن کریم کے مطالعے کے دوران اس اطلس کی مدد سے مذکور شدہ پیغمبروں اور ان کے علاقوں کے علاوہ دیگر مقامات کو بھی سمجھنا نہایت آسان ہے۔

ISBN: 9960-897-42-7

دارُالسّلام
کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ